تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت

الشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

فہرست مضامین

مسئلہ	مضمون	صفحہ
١	عورت کے دوشوہر کیوں نہ ہوئے اور ایسے سوال کرنے والے کاحکم	٩
٢	زانیہ حاملہ سے نکاح	١٠
٣	بے نمازکی نمازِ جنازہ اوردفن	١١
٤	لڑکیوں کے ختنہ کاحکم	١١
٥	گرم گھی میں مرغی کا بچہ مرگیا کس طرح پاک کیاجائے	١٣
٦	حنفی امام شافعی مقتدی کی فاتحہ پڑھنے کو نہ ٹھہرے	١٥
٧	ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان اس کی نماز ودفن کاحکم	١٦
٨	کھڑے ہوکر پیشاب کرنا	١٦
٩	کاغذ سے استنجا	//
ف	سادہ کاغذ کی بھی تعظیم ہے	//
١٠	مونچھیں بڑھانا	١٧
١١	ولدالزنا نابالغ کی ماں مسلمان ہوگئی تو وہ بھی مسلمان ٹھہرے گایانہیں	//
١٢	مردوں میں عورت یاعورتوں میں مرد کا انتقال ہوتوغسل کون دے	١٨
١٣	زانی کے ہاتھ کاذبیحہ	//
ف	بغیر معائنہ نکاح کے نکاح سمجھنا	//
١٤	نمازعید سے پہلے قربانی کرلی	//
١٥	قربانی کے تین حصے اور جہاں مسلمان مسکین نہ ہوحصہ مساکین کیاکرے	١٩

مسئلہ	مضمون	صفحہ
١٦	تحقیق مسئلہ ١١	٢٠
١٧	زانی کاغسل اُترتا ہے	٢١
ف	کافر کاغسل کبھی نہیں اُترتا	//
ف	آجکل بہت مسلمانوں کاغسل نہیں اُترتا	//
١٨	عبدالمصطفی	٢٢
١٩	اللہ عزوجل کوتمہارارب کہنا	٢٤
٢٠	جوضروری مسائل سے آگاہ نہ ہواُس کے ہاتھ کاذبیحہ کیسا	٢٨
٢١ تا ٢٣	زیور پر زکوٰۃ ہے۔ضروری اسباب اور مکان پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ رہنے سے زائد ہو۔	٣٠
٢٤	جوحج کرسکتا ہواورنہ کرے اُسکا عذاب	٣١
٢٥ تا ٣٠	کفن پر کلمہ لکھنا زمزم چھڑکنا سورۂ اخلاص کی مٹی دینا عہدنامہ رکھنا قبر کے گردحلقہ باندھ کر سورۂ مزمل پڑھنا قبر پراذان، جنازہ کے ساتھ نعت خوانی	٣٢
ف	قبر پر پاؤں رکھنا حرام ہے	٣٣
ف	دوشخصوں کا ایک ساتھ بآواز قرآن پڑھنا منع ہے	//
٣١ تا ٣٣	بھوٹا بھوٹی میں جمعہ کاحکم۔ چار رکعت احتیاطی کاحکم۔گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں مگر جوپڑھتے ہوں انکو منع نہ کرے	٣٥
ف	غیر اسلامی بستی میں جمعہ جائز نہیں	٣٦
٣٤	خطبہ میں سلطان کے لئے دعا	٣٧

مسئلہ	مضمون	صفحہ
۳۵تا	خطبہ مع ترجمہ پڑھنا اور دوخطبوں کے	
۳۶	بیچ میں دعا	۳۷
۳۷	وتر کے بعد سجدہ اور اُس میں مصنف کی تحقیق	۳۸
۳۸	غیر مختون کے ہاتھ کا ذبیحہ۔	۳۹
ف	کافر مسلمان ہوا اس کی ختنہ کی صورتیں	//
۳۹	خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ و دفن	۴۰
۴۰	جوتا پہنے ہوئے کھانا کھانا کیا	//
ف	میز کرسی پر کھانا منع ہے	//
۴۱	قرآن مجید یا حدیث پڑھنے یا وعظ میں	
	حقہ پینا	۴۱
۴۲	برہنہ نہانا	۴۲
۴۳	فرضوں کے بعد ابار کلمہ طیبہ بآواز پڑھنا	//
۴۴	میت کو دور لے جانا ہی تو ساتھ والے	
	کھائیں پئیں یا کیا؟	//
ف	میت کو دور لے جانا منع ہے	//
ف	جنازے کو سواری پر بار کرنا مکروہ ہے	۴۳
۴۵	وہ حکایت کہ جبریل نے پردہ اٹھا کر دیکھا	
	جہاں سے وحی آتی تھی تو خود حضور ہی کو پایا	
	موضوع و باطل ہے اور اس قول کی تاویل	//
ف	درود شریف کی جگہ ص یا صلعم وغیرہ لکھنا	
	منع اور سخت محرومی ہے	۴۷
۴۶تا	حضرت غوث پاک وسیلۂ قضائے	
۴۷	حاجات ہیں اور شب معراج ان کے	
	دوش پر حضور کا پائے اقدس رکھنا	۴۹
۴۸	باپ نے روپیہ لے کر لڑکی دے دی بے	
	نکاح حلال نہیں	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
ف	حربی دارالحرب میں اپنی اولاد بیچ	
	ڈالے ملک نہ ہوگی	۵۱
۴۹	چند برس کی شرط سے نکاح کیا	//
۵۰	عورت مسلمان ہوئی اور اس کا باپ کافر	
	ہے تو نکاح میں کس کی بیٹی کہی جائے	۵۳
ف	نکاح میں عورت اور اُس کے باپ دادا	
	کے نام لینے کی کہاں حاجت ہے۔ اور	
	غلط نام لئے تو کیا حکم ہے	//
۵۱	حنفی کے نکاح میں شافعی گواہ	۵۵
ف	چاروں مذہب والے حقیقی بھائی ہیں	//
	آج جوان سے خارج ہیں جہنمی ہیں	
ف	مسلمان عورت کے نکاح میں صرف	
	وہابی رافضی اور ان کے مثل گواہ ہوں تو	
	نکاح نہ ہوگا	//
ف	وکیل اگر کافر بھی ہو نکاح ہو جائے گا	//
۵۲	نماز میں کتنے ہی واجب ترک ہوں دو	
	سجدے کافی ہیں	۵۶
۵۳	پیشانی پر سجدے کا داغ ہونا کیسا ہے	
	آیت میں سیما سے کیا مراد ہے اس کی	
	اعلیٰ تحقیق	//
۵۴	بھلائی اور بُرائی سب تقدیر سے اور یہ	
	گناہ کرنے کے لئے عذر نہیں ہوسکتا	۶۲
۵۵	عورت کا مزارات پر جانا	۶۵
۵۶	بچے کو مزار پر لے جا کر بال اُتارنا	//
ف	بچے کے سر پر کسی ولی کے نام کی چوٹی	
	رکھنا بدعت ہے	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
۵۷	مزارات پر روشنی	۶۸
۵۸	مزار پر لوبان وغیرہ سلگانا	۶۹
۵۹	مزارات پر غلاف ڈالنا	۷۰
۶۰	اولیا کے لئے نذر۔	۷۱
ف	فقیر کو زکوٰۃ دی اور بظاہر قرض کا نام کیا زکوٰۃ ادا ہوگئی	//
۶۱	نیک وبدصحبت کا اثر	۸۰
۶۲	حضور اللہ کے نور سے ہیں اور سب حضور کے نور سے	۸۲
۶۳	آدمی میں جہاں کی مٹی ہے وہیں دفن ہوگا	//
ف	حضور کا جسم پاک جس خاک پاک سے بنا اسی سے صدیق وفاروق بنے	//
۶۴	کافرہ کا بچہ جو مسلمان کے نطفے سے ہو مسلمان ہے	۸۴
۶۵	مسلمان ونصرانیہ کا نکاح یا اس کا عکس	۸۵
۶۷	چچی اور ممانی سے نکاح	۸۶
۶۸	بہنوئی کی بیٹی سے نکاح	//
۶۹	ستر دیکھنے سے وضو نہیں جاتا	//
۷۰	اہل کتاب کا ذبیحہ اور اس کی تفصیل	۸۷
۷۱	مسلمان کی عورت نصرانیہ مرجائے تو اس کے کفن دفن کا حکم	۸۸
ف	تنقیح المصنف فی غسل المسلم قریبہ الکافر	//
۷۲	مسلمان شرابی حرام خور کا ذبیحہ اور نماز جنازہ	۸۹
۷۳	غیر مختون کا نکاح	//
۷۴	جمے ہوئے گھی میں چوہا مرگیا	//
۷۵	زن وفرزند کو حج کرانا اس پر واجب نہیں	//
	ہاں حج کی ہدایت کرنی واجب ہے	۹۰
۷۶	بے پردگی کے خیال سے عورات کو حج کے لئے نہ لے جانا جہالت ہے	۹۱
۷۷	ذبیحہ کا سر جدا ہوگیا تو کیا حکم ہے	//
۷۸	عیدگاہ کو مع نشان اور ڈھول لے جانا	۹۲
۷۹	نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا	//
۸۰	غوث پاک کے نام پر انگوٹھے چومنا	۹۷
۸۱	تمہید ایمان پر جاہلانہ اعتراض اور حاجی اسمٰعیل میاں کے جواب	۹۸
ف	نری کلمہ گوئی اسلام کے لئے کافی نہیں	۱۰۶
۸۲	پیر دونوں جہان میں مددگار ووسیلہ ہے	۱۱۱
۸۳	بے پیرا فلاح نہ پائے گا بے پیرے کا	//
۸۴	پیر شیطان ہے اور اس میں مصنف کی تحقیق عظیم	۱۱۶
ف	فلاح دو قسم ہے ابتداً اور بالآخر بالآخر فلاح ہر مسلمان بلکہ ہر اس موحد کے لیے بھی ہے جسے نبوت کی خبر نہ پہنچی اور مصنف کی تحقیق کہ ان کی نجات بھی حضور کی شفاعت سے ہے	۱۱۷
ف	عذاب سے بالکل محفوظ رہنا مشیت پر ہے	۱۱۹
ف	فلاح کامل دو قسم ہے اوّل فلاح ظاہر	۱۲۰
ف	فلاح ظاہر کا بیان اور آجکل متقی بننے والوں کو تنبیہ	۱۲۱
ف	قلب کے چالیس ۴۰ کبیروں کا ذکر جن کے ساتھ آدمی ظاہری متقی بھی نہیں ہو سکتا اگرچہ کتنا ہی پرہیزگار بنے۔	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
ف	دوم فلاح باطن	۱۲۳
ف	مرشد دو قسم ہے عام وخاص	۱۲۳
ف	مرشد خاص بھی دو قسم ہے شیخ اتصال و شیخ ایصال	//
ف	پیر میں چار شرطیں ضرور ہیں ایک بھی کم ہو تو بیعت جائز نہیں	//
ف	پیر بننے کے لئے علم کی سخت ضرورت ہے	۱۲۴
ف	شیخ ایصال کی شرطیں	۱۲۵
ف	بیعت دو قسم ہے بیعت تبرک و بیعت ارادت	//
ف	نری بیعت تبرک بھی دارین میں مفید ہے خصوصاً سلسلۂ قادریہ کی	//
ف	بیعت ارادت کا بیان اور یہ کہ شیخ کو کیسا سمجھے	۱۲۶
ف	مطلق فلاح کے لئے مرشد عام ضروری ہے	۱۲۸
ف	مرشد عام سے جدائی دو قسم ہے	//
ف	سچا سنی کبھی بے پیرا نہیں نہ شیطان اس کا پیر	//
ف	ان بارہ فرقوں کا بیان جن کا پیر شیطان ہے	۱۲۹
ف	مزامیر حلال جاننے والے کو اولیا نے جہنمی بتایا	//
ف	فلاح تقوی کے لئے مرشد خاص کی ضرورت نہیں	۱۳۰
ف	سلوک کی عام دعوت نہیں نہ ہر شخص اس کا اہل	۱۳۱
ف	بیعت سے منکر کا حکم	۱۳۱
ف	فلاح باطن بے مرشد خاص نہیں ملتی	۱۳۲
ف	سلوک میں کیسے پیر کی ضرورت ہے	//
ف	سالک کے بغیر اس کے اکثر گمراہ بددین	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
	ہو جاتا ہے	
ف	آیۂ کریمہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے لطائف	۱۳۴
ف	اس مسئلہ میں سات باتیں حاصل تحقیق	۱۳۵
۸۵	رافضیوں کے جلانے کو روئی کے چار ٹکڑے کرنا	۱۳۶
ف	اس میں رافضیوں کی وہم پرستی کی تذلیل	//
ف	گمراہ کی مخالفت جتانے کو مفضول بات افضل ہو جاتی ہے	۱۳۷
۸۶	وہ حکایت کہ مولیٰ علی نے سو رکعت کا ثواب بخشا میت سے عذاب نہ اٹھا صدیق کی ریش مبارک کا ایک بال ہوا نے قبر پر ڈالا سارا قبرستان بخشا گیا یہ حکایت صحیح نہ اس میں مولیٰ علی کی توہین	۱۳۸
۸۷	ایک جگہ ۲۹ روزے ہوئے دوسری جگہ ۳۰ کبھی ۲۹ والوں کو ایک روزہ رکھنا ہوگا کبھی ۳۰ والوں کو کبھی دونوں کو کبھی کسی کو نہیں	۱۴۰
ف	ٹیلی گراف ٹیلی فون اخبار جنتریاں افواہ در بارِ ہلال سب نامعتبر ہیں	۱۴۱
ف	شرعی طریقے سے ایک جگہ کی رویت ثابت ہو جائے تو دوسری جگہ بھی روزہ فرض ہو جائے گا اگرچہ ہزاروں کوس کا فاصلہ ہو	۱۴۲
۸۸	کافر نے کلمہ پڑھا اور معنی نہ سمجھا مگر یہ کہا کہ میں نے دین اسلام قبول کیا مسلمان ہو گیا	۱۴۳
۸۹	عورت کا بحالت حیض پانچوں کلمے پڑھنا	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
۹۰	غیر مقلد یا رافضی کو سلام یا اس کے سلام کا جواب	۱۴۳
۹۱	حنفی امام کو اجازت نہیں کہ شافعی مقتدی کی قنوت کے لئے رکے	۱۴۴
۹۲	جنبی کا دل میں قرآن مجید پڑھنا اور جواب سلام دینا	//
۹۳	حیض میں عورت کے پیٹ سے مس کر سکتا ہے ران سے نہیں	۱۴۵
۹۴	تقدیر کا لکھا بدلتا ہے یا نہیں	//
۹۵	کچھ مٹھائی بچے کے ساتھ روضۂ انور پر حاضر کر کے بطور تبرک اپنے وطن لے جانا	۱۴۶
ف	مدینہ طیبہ کے کنوؤں کا پانی دور دور تبرک کو لے جانا	//
۹۶	یہ منت کہ بیٹا ہو تو مزار پر لے جا کر بال منڈا کر ان کے برابر چاندی یا لڑکے کو تول کر مٹھائی خیرات کروں گا	۱۴۷
۹۷	زریں بوٹوں کے کپڑے پہن کر امامت کرنا	۱۴۸
۹۸	سر پر شال ڈال کر نماز پڑھنا	//
۹۹	قبر کے پاس اور گھر میں کھانے پر فاتحہ ایک ہی طرح دی جاتی ہے	//
ف	اکابر کے لئے ثواب بخشا کہنا بہت بیجا ہے بلکہ نذر کرنا کہیں	۱۴۹
۱۰۰	قرآن مجید سے فال دیکھنا ناجائز ہے	//
۱۰۱	تعویذ کیسا جائز ہے کیسا ناجائز	۱۵۱
ف	محبوبان خدا کے نام کا تعویذ	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
ف	شیر سے پناہ کا عمل	۱۵۲
ف	آسانی دردِ زہ کی دعا	۱۵۵
ف	سانپ کا زہر اتارنا	//
ف	بچھو سے پناہ	//
ف	اناج کو گھن سے بچانا	۱۵۶
ف	دردسر کا دفع	//
ف	دفع بدہضمی	//
ف	شیر کو دفع کرنا	//
ف	مچھروں کا دور کرنا	//
ف	ڈوبنے جلنے لوٹ چوری سے پناہ	۱۵۷
ف	مکان سے جن کا دفع کرنا	//
ف	بخار کا تعویذ	//
ف	لڑکا پیدا ہونے کا عمل	//
۱۰۲	حاضرات اور اس سے احوال کی دریافت	//
ف	سفلی عمل اور شیاطین سے استعانت حرام	۱۵۹
ف	جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے	//
ف	تعظیم آیت و اسمائے الٰہیہ کے لئے نجور سلگانا	۱۶۰
ف	جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے	//
ف	جن سے وہ بات دریافت کر سکتے ہیں جو ان سے غیب نہیں اور غیب پوچھنا حرام	//
ف	جن کو یقینی علم غیب جاننا کفر ہے	//
ف	کسی سے غیب کی بات پوچھنی کفر نہیں جب کہ اسے غیب کا یقینی علم نہ جانے	۱۶۱
ف	کسی کو ظنی علم غیب جاننا کفر نہیں	//

مسئلہ	مضمون	صفحہ
۱۰۳	قربانی کی نصاب اور چار شریکوں کا مل کر	
۱۰۴	قربانی کرنا	۱۲۲
۱۰۵	قربانی کے دنوں میں بے ذبح کئے قربانی ادا نہیں ہو سکتی اگرچہ لاکھوں اشرفیاں خیرات کرے	۱۲۳
۱۰۶	خون مطلقاً حرام ہے اگرچہ رگوں کا نہ ہو	//
۱۰۷	ایک مسجد کی ملکیت دوسری مسجد میں خرچ کرنا	۱۲۴
۱۰۸	یا مسجد کا پیسہ مدرسہ میں دینا حرام ہے	//
۱۰۹	مسجد کی بیکار چیز خرید کر صرف میں لانا	//
۱۱۰	عقیقہ کی ہڈی توڑنے میں حرج نہیں	۱۲۵

مسئلہ	مضمون	صفحہ
۱۱۱	جو مکان ہمیشہ نماز مسلمین کے لئے بنایا مسجد ہو گیا اگرچہ اسے مسجد نہ کہا نہ محراب بنائی	۱۲۵
ف	اگر کہا جائے یہ زمین نماز کے لئے وقف کی مگر اسے کوئی مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو گئی	۱۲۶
	مسجد ہونے کے لئے زمین میں پانچ صورتوں سے ایک صورت چاہیے ورنہ مسجد نہ ہوگی	۱۲۷
ف	حاجی اسمٰعیل میاں کی چار خوابیں اور	۱۲۹
ف	تعبیر اچھے خواب کی فضیلت	//

اَلسَّنِیَّۃُ الاینقہ فی فتاوٰی افریقہ

١٣٣٦ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبّ سنت عدو بدعت خادم الاولیاء عبد المصطفٰے جناب الحاج زائر اسمٰعیل میاں بن حاجی امیر میاں شیخ صدیقی حنفی قادری کاٹھیاواری سلمہ الملک الباری نے کچھ مسائل کے سوال بریلی دار الافتائے تمام ہندوستان و دیگر اقطار عالم میں جنوبی افریقہ مقام بھوٹا بھوٹی برٹش باسوٹولینڈ سے تین بار بھیجے جن کے جواب دیے گئے اب حسب فرمائش صاحب موصوف ان کا مجموعہ نفع برادرانِ دینی کے لئے مع ترجمہ[1] طبع کیا جاتا ہے مولیٰ تعالیٰ حاجی صاحب موصوف کو محبت دینی و برکات دینی و دنیوی اور زائد فرمائے آمین۔ سوالات بار اوّل ٢٢ صفر ١٣٣٦ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں

مسئلہ اوّل: زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو عورتوں کا حکم دیا دو دو تین تین چار چار کا عورت کو کیوں حکم نہیں ملا کہ تم دو دو تین تین چار چار مرد کرو یہ سوال کرنے والے کو شرع کیا حکم کرتی ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے ان اللہ لایأمر بالفحشاء بیشک اللہ عزوجل بے حیائی کا حکم نہیں فرماتا ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیائی ہے جسے انسان تو انسان جانوروں میں بھی جو سب سے خبیث تر ہو یعنی خنزیر وہی روا رکھتا ہے۔ حرمت زنا کی حکمت نسب کا محفوظ رکھنا ہے ورنہ پتا نہ چلے کہ بچہ کس کا ہے اگر عورت سے دو مردوں کا

---

[1] صاحب موصوف کی یہ بھی تاکید ہے کہ جو عربی عبارتیں فتوے میں منقول ہوں ان کا ترجمہ بھی کر دیا جائے اندر جن کا ترجمہ خود فتوے میں تھا وہ تھا ہی جن کا نہ تھا حاشیہ میں زیادہ کیا گیا ترجمہ صرف عبارات منقولہ کا چاہئے عالمانہ تحقیقات جن کی ضرورت عوام بھائیوں کو نہیں نہ ہر ایک کی سمجھ کے لائق وہ یونہی بہتر ہیں۔ خربوزہ مجور تر ابقالیز چکار ١٢

نکاح جائز ہوتو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عائد ہو۔ معلوم نہ ہو سکے کہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ایسا سوال صریح گمراہی ہے زید اگر نرا جاہل بے ادب نہیں تو بددین ہے بددین نہیں تو نرا جاہل بے ادب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲: ایک شخص زانی نے عورت کافرہ کو اسلام قبول کروا کے نکاح کیا وہ مرد مسلمان ہے اب وہ عورت حاملہ ہے مگر اسی مرد کا جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ اگر چہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں ہے اور شاہد و گواہ و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔ مجموعہ خانی جلد ثانی ص۳۹ در ہدایہ وکافی آوردہ است عورتیں حربیہ در دار اسلام آمد بران عورت عدت لازم نشو خواہ اسلام اور در دار حرب آوردہ باشند خواہ نیاوردہ باشد وایں قول امام اعظم ست رحمۃ اللہ علیہ ونزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت لازم شود و باتفاق علما برکنیز کے کہ درتاخت گیرند عدت لازم نیست فاما استبرا لازم ست واگر حربیہ کہ دار سلام آمدہ است و حاملہ تا آنزماں کہ فرزند نزاید نکاح نکند دیگر روایت از امام آنست کہ نکاح درست ست اگر حاملہ باشد فامانزدیکی با آن عورت شوہر نکند تا آنزماں کہ فرزند نزاید چنانچہ اگر عورت را از زنا حمل ماندہ است خواستن آوردا ست ونزدیکی کردن روانیست تا آنزماں کہ فرزند نزاید واگر یکی از میاں زن وشوہر مرتد شد فرقت میاں ایشاں واقع شود فاما طلاق واقع نشود وایں قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ونزدیک وامام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت واقع شود بطلاق واگر زن مرتد شدہ است فرقت واقع شود بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است و با زن نزدیکی کردہ باشد تمام مہر بر مرد لازم شود اگر نزدیکے نکردہ است چیزے از مہر لازم نشود ونفقہ نیز لازم نشود اگر خود از خانہ مرد بیرون آمدہ باشد واگر خود از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود۔

الجواب: جسے زنا کا حمل ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ عورت شوہر دار نہ ہو اس سے زانی وغیر زانی ہر شخص کا نکاح جائز ہو فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور جس کا حمل ہو وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز۔

درمختار میں ہے صَحَّ نکاحُ حَبْلٰے مِن زنًا وَاِنْ حَرُمَ وَ طؤُھَا وَ دَوَاعِیہٖ حَتّٰی تَضَعَ لِئَلَّا یُسْقِے مَاؤُہٗ زَرعَ غَیْرِہٖ اِذَا الشَّعْرُ یُنبِتُ مِنْہُ وَلَو نکحھا الزانی حَل لَہٗ وَطؤھا اتفاقًا[1] زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگر چہ حاملہ اسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر افترا ہے بلکہ صحیح و مفتی بہ یہ ہے کہ اگر چہ حمل دوسرے کا ہو جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاہد و حاضران محفل کے نکاح ٹوٹ جاتے ہیں افترا بر افترا ہے۔ مجموعہ خالی ہے جو عبارت اس نے نقل کی صراحۃ اس کے خلاف ہے کہ اگر عورت راز زنا حمل ماندہ است خواستن ونزدیکی کردن روانیست تا آنکہ نزاید اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ حربیہ کہ در دار الاسلام آمدہ است و حاملہ تا نزاید نکاح نکند یہ اس میں ہے کہ حربی کافر کی حاملہ عورت دار الاسلام میں آکر مسلمان ہوگئی نہ کہ حمل زنا میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۳: اگر مرد یا عورت کافر نے اسلام قبول کیا اور عمر بھر میں نماز کا سجدہ نہیں کیا آیا ایسے شخص کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلوۃُ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یموت برا کان اوفاجرا وان ھو عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں[2] رواہ ابو داؤد وابو یعلےٰ والبیھقی۔ فی سننہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح علی اصولنا پنجگانہ نماز اس پر فرض تھی اس نے شامتِ نفس سے ترک کی جنازہ مسلم کی نماز ہم پر فرض ہے ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۴: زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کے ختنہ کرنے کا رواج ہے اور ہند میں کیوں رواج نہیں۔

---

[1] ترجمہ جسے زنا کا حمل ہو اس سے نکاح درست ہے اگر چہ اسے ہاتھ لگانا بوسہ لینا حرام ہے جبتک بچہ پیدا نہ ہولے یہ اس لئے کہ دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا نہ ہو اس لئے کہ بال اس سے اگتے ہیں اور اگر خود زانی نے اس سے نکاح کیا تو وہ بالاتفاق اس سے صحبت کرسکتا ہے۔ [2] ترجمہ اس حدیث کو ابو داؤد اور ابو یعلی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے اس سند کے ساتھ روایت کیا جو ہمارے اصول پر صحیح ہے ۱۲

الجواب : لڑکیوں کے ختنے کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہ ہونے کے سبب عوام اس پر ہنسیں گے طعنہ کریں گے اور یہ ان کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا اور حفظ دین مسلمان پر واجب ہے لہٰذا یہاں اس کا حکم نہیں اشباہ میں ہے لا یسن ختانھا وانما ھو مکرمۃ[1] منیۃ المفتی پھر غمز العیون میں ہے[2] وانما کان الختان فی حقھامکرمۃ لا نہ یزید فی اللذۃ درمختار میں ہے ختان[3] المراۃ لیس سنۃ بل مکرمۃ للرجال وقیل سنۃ جزم بہ البزازی فی وجیزہ الحدادی فی سراجہ و قال فی الھندیۃ عن المحیط اختلف الروایات فی ختان النسأء ذکر فی بعضھا انہ سنۃ ھکذاحکی عن بعض المشائخ و ذکر شمس الائمۃ الحلوانی فی ادب القاضی للخصاف ان ختان النسأء مکرمۃ ورأیتنی کتبت علیہ ای فیکون مستحبا و ھو عند الشافعیۃ واجب فلا یترك ما اقلہ الاستحباب مع احتمال الوجوب لکن الھنود لا یعرفونہ ولوفعل احدیلو مونہ و یسخرون بہ فکان الوجہ ترکہ کیلا یھتلی المسلمون بالا استھزاء بامرشرعی وھذ النظیر ما قال العلما ینبغی للعالم ان لا یرسل العذبۃ علی ظھرہ وانکان سنۃ اذا کان الجھال یسخرون منہ و یشبھونہ بالذنب فیقعون فی شدید الذنب ھذا اواحتج البزازی علی استنانہ بان لوکان مکرمۃ لم تختن الخنثی لاحتمال اتکون امراۃ ولکن لا کالسنۃ فی حق الرجال اہ وتعقبہ العلامۃ ش فقال ختان الخنثی لِاحتمال کونہ رجلا و ختان الرجل لا یترك فلذا کان سنۃ احتیاطا ولا یفید ذلك سنیتہ للمرأۃ تأمل اہ و کتبت فی ما علقت علیہ اقول کان ثمشی ھذا لَولم یختن منھا الاالذکرا اِذًلَا معنی لختان الفرج قصدا الی الختان لا حتمال الرجولیۃ وقد صرح فی السراج ان الخنثی تختن من کلا

---

[1] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں وہ تو صرف ایک بہتری کی بات ہے ۱۲ [2] ترجمہ عورت کا ختنہ ایک بہتری یوں ہوا کہ اس سے لذت بڑھ جاتی ہے ۱۲ [3] ترجمہ عورت کا ختنہ سنت نہیں بلکہ مردوں کی خاطر ایک بہتری کی بات ہے اور یہ قول ضعیف ہے کہ سنت ہے درمختار کا ترجمہ ختم ہوا آگے مفتی کے عالمانہ مباحث ہیں کسی کتاب کی عبارت نہیں جس کا ترجمہ ہو ۱۲۔

الفرجين ولا شك ان النظر الى العورة لا تباح لتحصيل مكرمة اه لكن هذا هونص الحديث فقد اخرج احمد عن والدابى المليح والطبرانى فى الكبير عن شداد بن اوس وكابن عدى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم بسند حسن حسنة الامام السيوطى ان النبى صلى الله عليه وسلم قال الختان سنة للرجال ومكرمة للنساء اقول ولا يندفع الاسكال بما فعل الامام البزازى فانه ان فرض سنة فليست كل سنة يباح لها النظر الى العورة و مسها الاترى ان الاستنجاءِ بالماء سنة ولا يحل له كشف العورة فان لم يجد ستراوجب عليه تركه و انما ابيح ذلك فى ختان الرجل لا نه من شعائر الاسلام حق لو تركه اهل بلدة قاتلهم الامام كما فى فتح القدير والتنوير و غير هما وليس هذا منها فان الشعار يظهرو الخفاض مأمور فيه بالاكفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الافى قصرختانِهَا على الذَّكَرِ خلافا لما فى السراج الاان يحمل على ما اذا ختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم على الذكر خلافا لما فى السراج الا ان يحمل على ما اذا اختنت قبل ان تراهق والله تعالىٰ اعلم۔

مسئلہ۵: گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: گھی ناپاک ہوگیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے۔ پاک کرنے کے تین طریقے ہیں ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اسے اتار لیں اور دوسرا پانی اسقدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی سے اس طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ گھی اوپر آجائے اتار لیں اقول بلکہ جوش دینے کی پہلی ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہو جائیگا اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

قال[1] فی الدررلو تَنَجَّسَ الدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدّهن الماء فیرفع بشئی هکذا ثلاث مرات اه وهذا عندابی یوسف خلافا لِمُحَمَّد وهوا وسع و علیه الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمعیل عن جامع الفتاوی و قال فی الفتاوی الخیریة لفظة فیغلے ذکرت فی بعض الکتب والظاهر انها من زیادة الناسخ فانالم نرمن شرط التطهیر الدهن الغلیان مع کثرة النقل فی المسألة اوالتلبغ لها الا ان یرادبه التحریك مجازا فقد صرح فی مجمع الروایة و شرح القدوری انه یصب علیه مثله ماء و یحرك فتأمل اه اویحمل علی ما اذا اجمد الدهن بعد تنجسه ثم رأیت الشارح صرح بذلك فی الخزائن فقال والدهن السائل یلتمی فیه الماء والجامد یغلی به حتی یعلوا الخ دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہوگیا ہو آگ پر پگھلالیں اور ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کرابل جائے سب گھی پاک ہوجائے گا جامع الرموز میں ہے[2] المائع کالماءوالدبس وغیر هماطهارته باجراءٖ مع جنسه مختلطا به سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اس کے لبیدہ ناپاک گھی اسی پرنالے میں ڈالیں یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہوکر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دونوں گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے

---

[1] ترجمہ دُر میں فرمایا تیل ناپاک ہوجائے تو اس پر پانی ڈال کر جوش دیں جب تیل اوپر آجائے کسی چیز سے اٹھالیں تین بار ایسا ہی کریں انتھے اور یہ برخلاف امام محمد مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی زیادہ آسان ہے اور اسی پر فتوے ہے جیسا کہ شرح شیخ اسمعیل میں جامع الفتاوی سے ہے اور فتاوی خیریہ میں فرمایا جوش دینے کا ذکر بعض کتابوں میں ہے اور ظاہر ایہ کاتب کی زیارت ہے کہ ہم نے نہ دیکھا کہ کسی نے تیل پاک کرنے کے لئے جوش دینا شرط کیا ہو حالانکہ بکثرت کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے اور ہم نے خوب تلاش کیا۔ مگر یہ کہ بطور مجاز جوش دینے سے جنبش دینا مراد ہو کہ مجمع الروایہ وشرح قدوری میں تصریح فرمائی کہ تیل ناپاک ہوجائے تو اس پر اس کے برابر پانی ڈال کر جنبش دیں لہٰذا اس مقام میں غور چاہئے انتھی یا جوش دینے کا حکم خاص اس صورت میں رکھا جائے کہ تیل ناپاک ہونے کے بعد جم گیا ہو پھر میں نے دیکھا کہ صاحب درمختار نے خزائن میں اس کی تصریح کی کہ فرمایا بہتے تیل میں پانی ڈالیں اور جمے ہوئے کو پانی ڈال کر جوش دیں یہاں تک کہ تیل اوپر آجائے آخر عبارت تک[2] ترجمہ بہتی چیز جیسے پانی اور انگور کا شیرہ وغیرہ ان کی پاکی یوں ہے کہ ان کی جنس کے ساتھ انہیں ملا کر بہادیں۔

ایک دھار ہو کر برتن میں پہنچ جائے سب پاک ہو گیا خزانہ میں ہے انا مان ماء احدھما طاھر والاخر نجس فصبامن مکان عال فختلطافی الھواء ثم نزہ طھر کلہ پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور دوسرے طریقہ میں ابل کر تھوڑا گھی ضائع جائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ اڑ کر پاک گھی سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچایا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائیں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶: مقتدی امام کے تابع ہے کہ امام مقتدی کے تابع حنفی امام کو شافعی مقتدی کے واسطے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لیے ٹھہرنا چاہے یا نہیں زید کہتا ہے ٹھہرنا چاہئے۔

الجواب: حنفی امام کو ہرگز جائز نہیں کہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے مقتدی شافعی کے خیال سے اتنی دیر ساکت رہے کہ وہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ لے ایسا کرے گا تو گنہگار ہو گا اور نماز خراب وناقص ہوگی اسے پوری کر کے دوبارہ پھر پڑھنا واجب ہو گا کہ ضم سورت یعنی الحمد شریف کے بعد بلا فاصلہ سورت ملانا واجب ہے اس واجب کے قصداً ترک سے گنہگار ہو گا اور نماز کی اصلاح سجدہ سہو سے بھی نہ ہو سکے گی کہ یہ بھول کر نہیں قصداً ہے لہٰذا نماز پھیرنی واجب ہو گی۔ ردالمحتار میں ہے لوقرأھا ای الفاتحہ فی رکعة من الاولین مرتین وجب سجود الشھر لتاخیر الواجب ھو السورة کما فی الذخیرة وغیرھا وکذا لوقرأ اکثرھا ثم اعادھا کما فی الظھیریة اسی میں ہے[۱] لتأخیر الواجب و ھو السورة عن محلہ لفصلہ بین الفاتحہ والسورة باجنبی علاوہ بریں اس میں حکم شرع کی تغییر ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الامام لیؤتم بہ امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہو کہ اسکی پیروی کی جائے نہ یہ کہ امام مقتدی کے فعل کا پابند کیا جائے یا تو[۲] فان فیہ قلب الموضوع زید کہ کہتا ہے امام ٹھہرنا چاہیے یا تو جاہل محض ہے اور کسی

---

[۱] ترجمہ اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ دوبار پڑھی سجدہ سہو واجب ہو گا کہ واجب یعنی سورت کی تاخیر ہوئی اسی طرح ذخیرہ وغیرہ میں ہے یو ہیں اگر اس کا زیادہ حصہ پڑھ کر پھر دوبارہ پڑھا جیسا کہ فتاوی ظہیریہ میں ہے[۲] ترجمہ اس لئے کہ اس میں واجب کہ سورت تھی اپنے محل سے پیچھے ہٹ گئی کہ فاتحہ وسورت میں ایک بیگانہ چیز کا فاصلہ ہو گیا[۳] اس لیے کہ اس میں قرار دار شریعت کا پلٹ دینا ہے۔ ۱۲

شافعی المزہب یا غیر مقلد سے سنی سنائی کہتا ہے یا خود غیر مقلد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷: ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔

الجواب: جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافرہوں۔ جواب سوال سوم میں اس کی حدیث گزری بلکہ یہ اور بھی اولٰے کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸: مسلمان کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے بلند مکان پر جائز ہے۔

الجواب: کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ اور سنت نصاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من الجفاء ان یبول الرجل قائما بے ادبی و بدتہذیبی ہے یہ کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے [۱] رواہ البزار بسند صحیح عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی پوری تحقیق مع ازالۂ اوہام ہمارے فتاوی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹: بعد فراغت جائےضرور کے کاغذ سے استنجا پاک کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے ریل گاڑی میں درست ہے۔

الجواب: کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ و ممنوع و سنتِ نصاریٰ ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگرچہ سادہ ہو اور لکھا ہوا ہو تو بدرجہ اولیٰ۔ درمختار میں ہے کہ کرہ [۲] تحریما بشیٔ محترم ردالمحتار میں ہے یدخل [۳] فیہ الورق قال فی السراج قیل انہ ورق الکتابۃ و قیل

---

[۱] ترجمہ اسی بزار نے بسند صحیح بریدہ ﷺ سے روایت کیا ۱۲ [۲] ترجمہ کسی احترام والی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ [۳] ترجمہ اس ممانعت میں ورق بھی آ گیا سراج میں ہے کسی نے کہا لکھنے کا ورق کسی نے کہا درخت کا ورق یعنی پتا اور دونوں مکروہ ہیں انتہی اور اسے بحر وغیرہ میں مقرر رکھا اور پتے میں علت یہ ہے کہ وہ جانوروں کا چارہ ہے نیز چکنا ہے تو نجاست دور نہ کرے گا بلکہ پھیلائے گا حال کاغذ بھی یہی ہے کہ وہ بھی چکنا ہے اور قیمتی بھی اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے کہ وہ علم لکھنے کا آلہ ہو اس لیے تاتارخانیہ میں اس کی وجہ یہ فرمائی کہ کاغذ کی تعظیم دین کے ادب میں ہے اور ہمارے مذہب میں منقول ہوا ہے کہ حرفوں کی تعظیم ہے اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں اور بعض قاریوں کا بیان ہے کہ حروف تہجی ایک قرآن ہے کہ ہو وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترا۔

ورق الشجر وايهما كان فانه مكروه اه واقره في البحر وغيره والعلة في ورق الشجر كونه علفاللدواب و نعومته فيكون ملوثا غير مزيل وكذا ورق الكتابية للصَّقالِةِ و تقومه ولا احترام ايضاء لكونه الة كتابة العلم و لذاعلا في التاترخانيهٔ بان تعظيم من ادب الدين و نقلوا عندنا ان للحروف حرمة ولو مقطعة وذكر بعض القراء ان حروف الهجاءِ قرآن انزلت على هود عليه الصلاة والسلام اور ریل کا عذر صرف زید ہی کو لاحق ہوتا ہے مسلمانوں کو کیوں نہیں ہوتا کیا ڈھیلے یا پرانا کپڑا نہیں رکھ سکتے۔ ہاں سنت نصاریٰ کا اتباع منظور ہو تو یہ قلب کا مرض ہے دوا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰: مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ مونھ میں آوے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکیس لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونہہ میں آئیں حرام و گناہ و سنت مشرکین و مجوس و یہود و نصاریٰ ہے رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجے کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب و اعفوا اللحى ولاتشبهوا باليهود رواه الامام الطحاوى عن انس بن مالك ولفظ مسلم عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنهٗ جزوا الشوارب وارخوا اللحى وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہو یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱: ولدالزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہرے گا یا نہیں۔

جواب: ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا[۱] فان الولد يَتبَعُ خير الابوين دِيْنًا ہاں اگر وہ سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا[۲] فان ردة صبيِ العاقل صحيحة عندنا كمافى التنوير وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[۱] ترجمہ نابالغ بچہ ماں باپ میں جس کا دین دوسرے کے دین کی نسبت سے اچھا سمجھا جائے بچہ اسی کے دین پر مانا جائے گا۔[۲] اس لئے کہ سمجھ دار بچہ اگر بعد اسلام کفر کرے گا ہمارے نزدیک وہ مرتد ہوگا جیسا کہ تنویر الابصار وغیرہ میں ہے

مسئلہ۱۲: مردوں کے درمیان ایک عورت کا انتقال ہوا اور عورتوں کے درمیان ایک مرد کا انتقال ہوا اس صورت میں غسل میت کو کون دے۔

الجواب: میت اگر عورت یا مشتہاۃ لڑکی ہے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو دس گیارہ برس کا لڑکا اگر نہلا سکے اگر چہ دوسرے کے بتانے سے یا کوئی کافرہ عورت ملے اور بتانے کے موافق نہلا سکے تو اس سے نہلوائیں ورنہ کوئی محرم تیمم کرائے یا اگر میت کنیز تھی شوہر یا کوئی اجنبی ویسے ہی تیمم کرادے اور کنیز نہ تھی اور کوئی محرم نہیں تو شوہر اپنی ہاتھوں پر کپڑا اچڑھا کر بے آنکھیں بند کئے تیمم کرائے اور شوہر بھی نہ ہو تو اجنبی مگر آنکھیں بھی بند کرے اور اگر میت مرد یا ہوشیار لڑکا ہے اور وہاں کوئی مرد نہیں تو اگر میت کی زوجہ ہے کہ ہنوز حکم زوجیت میں باقی اور اسے مس کرسکتی ہو وہ نہلائے وہ نہ ہو تو سات آٹھ برس کی لڑکی اگر نہلا سکے اگر چہ سکھانے سے یا کوئی کافر ملے اور بتانے کے مطابق غسل دیں سکے تو ان سے نہلوایا جائے ورنہ جو عورت میت کی محرم یا کسی کی شرعی کنیز ہو وہ اپنے ہاتھوں سے یونہی تیمم کرائے اور آزادو نامحرم ہے تو کپڑا الپیٹ کر مگر رو و دست میت پر نگاہ سے یہاں ممانعت نہیں[۱] ھکذا فی الفتاوی الرضویۃ والدلائل فیھا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۱۳: اگر ایک مرد نے ظاہر عورت کو بغیر نکاح کے گھر میں رکھا ہے کیا اس شخص کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر بالفرض اس پر زنا ثابت بھی ہو جب بھی زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح کے لئے دین سماوی شرط ہے اعمال شرط نہیں اور اتنی بات پر کہ گھر میں رکھا ہے۔ اور ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا نسبت زنا کر بھی نہیں سکتے یہ نصِ قطعی قرآن مجید حرام شدید ہے بلکہ اگر گھر میں بیبیوں کی طرح رکھتا ہو اور بیبیوں کا سا برتاؤ برتتا ہو تو ان کو زوج و زوجہ ہی سمجھا جائے گا اور ان کی زوجیت پر گواہی دینی حلال ہوگی اگر چہ ہمارے سامنے نکاح نہ ہوا کما[۲] فی الھدایۃ والدر المختار والھندیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۱۴: قربانی کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق

---

[۱] ترجمہ اس طرح فتاوی رضویہ میں ہے اور دلائل اسی میں مذکور ہیں ۱۲ [۲] جیسا کہ ہدایہ، درمختار و عالمگیری غیرہا کتابوں میں ہے۔

کے بعد اور نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ قربانی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: دیہات میں نماز عید جائز نہیں قربانی اگر گاؤں میں طلوع صبح کے بعد ہوسکتی ہے اگر چہ شہری اپنی قربانی وہاں بھیجدی ہو اور اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نماز عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کر لی قربانی نہ ہوئی اگر چہ قربانی دیہاتی کی ہو کہ اس نے شہر میں کی درمختار میں ہے[۱] اول وقتها بعد الصلاة ان ذبح فی مصر ای بعد ا سبق صلاة عید ولوقبل الخطبة لکن بعد ها احب (و بعد طلوع فجر یوما النحر ان ذبح فی غیره) والمعتبر مکان الا ضحیة لامکان من علیه فحیلة مصری ارادا لتعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر مجتبی۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵: قربانی کے تین حصے کرنا۔ ایک حصہ خود کا دوسرا خویش و اقارب کا تیسرا مسکینوں کا اگر مساکین لوگ اہل اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس حصہ کا کیا حکم ہے اگر کسی شخص نے قربانی کی اور تین حصے نہیں کیے اور خود ہی گھر میں کھا لیے آیا یہ قربانی درست ہے یا نہیں۔

الجواب: تین حصے کرنا صرف استحبابی امر ہے کچھ ضروری نہیں۔ چاہے سب اپنے صرف میں کر لے یا سب عزیزوں قریبوں کو دیدے یا سب مساکین کو بانٹ دے یہاں اگر مسلمان مسکین نہ ملے تو کسی کافر کو اصلا نہ دے کہ یہ کفار ذمی نہیں تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ کوئی صدقہ اصلا کچھ ثواب نہیں رکھتا درمختار میں ہے[۲] اما الحربی ولو مستأ منا فجمیعُ الصدقات لا تجوزله اتفاقا بحرعن الغایة وغیرها بحر الرائق

---

[۱] ترجمہ قربانی اگر شہر میں کی جائے تو شہر میں سب سے پہلی نماز عید ہوچکنے کے بعد اس کا وقت ہے اگر چہ خطبہ سے پہلے ہو ہاں خطبہ کے بعد بھی ہونا زیادہ پسند ہے اور اگر شہر کے سوا گاؤں وغیرہ میں کریں تو دسویں تاریخ کے پو پھٹتے ہی اس کا وقت آ جاتا ہے اور اس میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں وہ قربانی ہو قربانی والے کی جگہ کا لحاظ نہیں تو جو شہر میں ہے اور چاہے کہ نماز سے پہلی قربانی کر لو اس کا طریقہ یہ ہے کہ قربانی شہر سے باہر بھیجدے وہاں صادق ہوتے ہی قربانی کر دی جائے یہ مجتبے میں ہے۔

[۲] ترجمہ جو کافر ذمی نہیں اگر چہ امان لے کر دار الاسلام میں آیا تو باتفاق ائمہ اسے کسی قسم کا صدقہ خیرات دینا جائز نہیں اسے بحر الرائق میں غایہ شرح ہدایہ وغیرہ سے نقل فرمایا ۱۲

میں معراج الدرایہ شرح ہدایہ سے ہےاصلته لا تکون برا شرعاً ولذالم یخر التطوع الیه فلم یقع قریة۔ والله تعالٰی اعلم (مسائل بار دیگر)

مسئلہ ۱۶: مولانا صاحب آپ کی طرف سے جواب سوال یازدہم میں ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا اور مولانا مولوی صاحب محمد بشیر صاحب کی طرف سے جواب ملا ہے کہ اگر وہ بچہ کی ماں کافر ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ہے مولانا صاحب کا جواب ۲ پیش نظر ہے۔

الجواب: کرم فرمایا۔ مولوی محمد بشیر صاحب نے یہ جس سوال کا جواب دیا ہے وہ میرے ان مسائل میں سوال یازدہم نہیں بلکہ سوال ہفتم ہے۔ سوال یازدہم یہ تھا ولدالزنا کی ماں بالغ بچہ ہونے سے پہلے ایمان لائے تو وہ بچہ بھی مسلمان ٹھہریگا یانہیں۔ اس کا میں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہاں وہ بچہ مسلمان ٹھہرے گا ہاں اگر سمجھ والا ہو کر کفر کرے تو کافر ہوگا اس سوال کا یہی جواب ہے اور وہ سوال جس کا جواب مولینا موصوف نے دیا وہ سوال ہفتم یہ تھا ولدالزنا کے جنازے کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں والدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان اس کا جواب میں نے یہ دیا تھا جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازے کی نماز پڑھنی فرض ہے اور مسلمانوں کی مقابر میں اسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگر چہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں اس سوال کا یہی جواب ہے جو فقیر نے گزارش کیا اور جب وہ مسلمان ہے یہ شرط اس خیال سے لگائی کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ یا سمجھ والا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو نہ اس کے جنازے کی نماز ہوسکتی ہے نہ مسلمانوں کے مقابر میں دفن ہوسکتا ہے کہ اب وہ مسلمان نہیں فتاوے مولوی عبدالحی سے جو مطلق حکم نقل فرمایا گیا کہ بالغ ہونے سے پہلے ماں کا تابع ہے ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان یہ حکم اگر فتاوی مذکورہ میں یونہی مطلق ہے تو محض غلط ہے یہ حکم

---

۱ ترجمہ غیر ذمی کافر کا کچھ دینا شرعاً نیکی نہیں ولہٰذا اسے نفل خیرات دینا بھی جائز نہیں تو اس میں کچھ ثواب نہیں ۱۲ ۲ وہ جواب یہ ہے سوال ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان جواب ولدالزنا بالغ ہونے کے بعد ایمان لایا تو تجہیز مسلمانوں کی طرح ہوگی اور اگر کافر رہا تو کافر کی طرح دفن کیا جائے گا اور بالغ ہونے سے پہلے ماں کے تابع ہے اس کا نسب ماں سے ہے زانی باپ سے نہیں ماں کافرہ ہے تو نابالغ بچہ بھی کافر ماں مسلمان تو بچہ بھی مسلمان واللہ اعلم (فتاوی مولانا عبدالحیٔ)

صرف اس وقت تک ہے کہ بچہ ناسمجھ ہے سمجھ دار ہونے کے بعد اگر وہ نابالغی ہی میں اسلام لائے گا بیشک مسلمان ہے اگرچہ ماں باپ حلالی بچہ کے دونوں کافر ہوں اور اس عمر میں نابالغ کفر کرے گا بیشک کافر ہے اگرچہ ماں باپ دونوں مسلمان ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷: جواب سوال سیزدہم میں زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے زید کہتا ہے کیسے جائز ہو زانی پر غسل چالیس روز تک نہیں اترتا ہے کیا زید کا قول سچا ہے اور زانی کا غسل اترتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید نے محض غلط کہا زانی کے ظاہر بدن کی طہارت اول ہی بار نہانے سے فوراً ہو جائیگی ہاں قلب کی طہارت توبہ سے ہوگی اس میں چالیس دن کی حد باندھنی غلط ہے چالیس برس توبہ نہ کرے تو چالیس برس طہارت باطن نہ ہوگی۔ اور غسل نہ اترنے کو ذبیحہ ناجائز ہونے سے کیا علاقہ۔ طہارت شرط ذبح نہیں جب کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی درست ہے بلکہ وہ جن کا غسل فی الواقع کبھی نہیں اترتا یعنی کافران کتابی ان کے ہاتھ کا ذبیحہ سب کتابوں بلکہ خود قرآن عظیم میں حلال فرمایا ہے "طعام الذین اوتو الکتب حل لکم" کتابیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور کفار کا کبھی غسل نہ اترنا اس لئے کہ غسل کا ایک فرض تمام دہن کے پرزے پرزے کا حلق تک دھل جانا ہے دوسرا فرض ناک کے دونوں نتھنوں میں پوسے نرم بانسے تک پانی چڑھنا۔ اول اگرچہ ان سے ادا ہو جاتا ہے جبکہ بے تمیزی سے مونہہ بھر کر پانی پئیں مگر دوم کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نادرست اور نمازیں باطل ہیں نہ کہ کفار امام ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں[۱] فی المحیط نص محمد فی السیر الکبیر فقال و ینبغی لکافر اذا اسلم

[۱] ترجمہ محیط میں ہے کہ امام محمد نے سیر کبیر میں نص فرمایا کہ جو کافر مسلمان ہوا سے غسل جنابت سے نہیں نہاتے اور نہانے کا طریقہ نہیں جانتے انھی ذخیرہ میں ہے بعض کافر تو سرے سے یہی نہیں جانتے کہ جنابت کے بعد نہانے کا حکم ہے اور بعض اتنا تو جانتے جیسے کفار قریش کہ سیدنا اسمعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نسلاً بعد نسل ان کے یہاں غسل جنابت چلا آیا مگر وہ نہانے کی کیفیت نہیں جانتے نہ کلی کریں نہ ناک میں پانی ڈالیں حالانکہ یہ دونوں فرض ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ انکا فرض ہونا۔ بہتیرے اہل علم پر مخفی رہا پھر کافروں کی کیا حقیقت تو سب کفار کا حال وہی ہے جس کی طرف امام محمد نے اشارہ فرمایا کہ یا تو جنابت کا غسل ہی نہ کریں گے یا کریں تو کرنہ جانیں گے بہر حال بعد اسلام انہیں نہانے کا حکم دیا جائے گا کہ جنابت باقی ہو اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو بعض مشائخ نے بعد اسلام نہانے کو مستحب لکھا ہے وہ صرف اس کافر کیلئے ہے جو اب تک کبھی جنب نہ ہوا ابھی مثلاً بلوغ سے پہلے اسلام لے آیا۔

ان یغتسل غسل الجنابة لان المشرکین لا یغتسلون من الجنابة ولا یدرون کیفیة الغسل اه و فی الذخیرة من المشرکین من لا یدری الاغتسال من الجنابة و منهم من یدری کقرشی فانهم توارثوا ذٰلِکَ من اسمٰعیل علیه الصلاة والسلام الا انهم لا یدرون کیفیته لا یتمضمضون وَلَایستنشقونَ وهما فرضان الا تری ان فرضیة المضمضة وَالاستنشاق خفیت علی کثیر من العلماء فکیف علی الکفار فحال الکفار علی ما اشار الیه فی الکتاب اما ان لا یغتسلوا من الجنابة اویغتسلون ولکن لا یدرون کیفیته وای ذلك کان یؤمرون بالاغتسال بعد الاسلام لبقاء الجنابة وبه بتبین ان ما ذکر بعض مشائخنا ان الغسل بعد الاسلام مستحب فذلك و فیمن لم یکن اجنب اه مختصرا ہاں یہ اور بات ہے کہ بحال جنابت بلاضرورت ذبح نہ چاہے کہ ذبح عبادت الٰہی ہو جس سے خاص اس کی تعظیم چاہی جاتی ہے پھر اس میں تسمیہ و تکبیر ذکر الٰہی ہے تو بعد طہارت اولیٰ ہے اگرچہ ممانعت اب بھی نہیں درمختار میں ہے لا یکرہ النظر الی القرآن لجنب کما لا تکرہ ادعیة ای تحریما والا فالو ضوء لمطلق الذکر مندوب وترکه خلاف الاولی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸: زید کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں راقم عبد المصطفٰے ﷺ خدا جل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبدالمصطفٰے ﷺ سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفٰے ﷺ نہ کہ بندہ۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحوا الا یامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کرو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسه صدقة مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے

---

[1] ترجمہ قرآن مجید پر نگاہ کرنا جنب کو مکروہ نہیں جیسے دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں یعنی مکروہ تحریمی دنا جائز نہیں ورنہ وضو تو ہر ذکر کیلئے مستحب ہے اور اس کا ترک خلاف اولےٰ۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ بر سر منبر فرمایا کنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وكنت عبده و خادمه میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمتگار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ عنہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کیا۔

گفت مادو بندگان کوئے تو　　　کردمش آزاد ہم برروئے تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً انه هو الغفور الرحيم اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخشد یتا ہے بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

بندۂ خود خواند احمد در رشاد　　　جملہ عالم رانجواں قل یعباد

طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پا کر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ مسمے بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں اور اس مسئلہ عبد المصطفیٰ کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ بذل الصفا بعبد المصطفیٰ میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبد المصطفیٰ ہے امام الاولیا و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسه فی ملك النبی

صلی اللہ علیہ وسلم لا یذوق حلاوۃ الایمان جواپنے آپ کو نبی ﷺ کا مملوک نجانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔ آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کیلئے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ ﷺ کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفےٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبدالمصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے والعیاذباللہ رب العلمین واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۹: زید کہتا ہے کہ مولانا صاحب احمد رضا خان تمہید ایمان میں ہر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تو کیا مولوی صاحب کا خدا جل جلالہ نہیں ہے۔

الجواب: جاہل اپنی جہالت یا حق کی عداوت سے اعتراض کے لئے مونہہ کھول دیتا ہے اور نہیں جانتا یا پرواہ نہیں کرتا کہ اس کا اعتراض کہاں کہاں پہنچا انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین وخود حضور سید العلمین وقرآن عظیم سب پر اعتراض ہوا ﷺ علی المصطفےٰ وعلیہم و بارک وسلم یہاں سینکڑوں آیات واحادیث ہیں بطور نمونہ چند ذکر کریں آیت ۱۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام اپنے رب سے اپنی قوم کی شکایت میں عرض کرتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا تمہارا رب بہت بخشنے والا ہے تم اس سے معافی چاہو کیا معاذ اللہ وہ نوح علیہ السلام کا رب نہیں آیت ۲ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ سیدنا ہود علیہ الصلوۃ والسلام نے کفار عاد سے فرمایا اے میری قوم تم اپنے رب سے بخشش چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ۔ کیا معاذ اللہ وہ ہود (علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب نہیں) آیت ۳۔ قال ربکم و رب ابائکم الاولین سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرعون کو بتایا کہ اللہ وہ ہے جو تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا کیا معاذ اللہ موسےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا رب نہیں آیت ۴۔ انہیں نے قوم سے فرمایا اعجلتم امر ربکم تمہارے رب کا حکم آنے والا تھا تم نے اس کا انتظار نہ کیا۔ آیت ۵۔ واذ قال موسےٰ

لقومه يقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم ذلكم خير لكم عند بارئكم اور یاد کرواے محبوب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے خالق کی طرف توبہ کرو۔ اپنی جانیں قتل کرو یہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بھلا ہے۔ کیا معاذ اللہ وہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا خالق نہیں آیت ۶۔ انی امنت بربكم فاسمعون حبیب بخار ﷺ نے اپنی قوم کے کفار سے کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا میری بات سنو۔ کیا انکا رب نہ تھا اور اس کہنے پر داخل جنت کئے گئے قيل ادخل الجنة آیت ۷۔ قالو معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون . نجات پانے والے خاموش رہنے والوں سے بولے کہ ہم جو نافرمانوں کو گناہ سے منع کرتے ہیں اس لئے کہ تمہارے رب کے حضور ہمارے لیے عذر ہو اور یوں کہ شاید یہ لوگ ڈریں۔ کیا انکا رب نہ تھا اور نجات انہوں نے پائی جنہوں نے تمہارا رب کہا تھا کہ انجینا الذین ینهون عن السوء الآیہ ہم نے ان کو نجات دی جو بدی سے منع کرتے تھے۔ آیت ۸۔ انی قد جئتكم باية من ربكم سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا میں تمہارے رب کے پاس سے نشانی لیکر آیا ہوں کیا معاذ اللہ ان کا رب نہیں ۔ آیت ۹۔ حتی اذا فزع عن قلوبهم قالوا ما ذا قال ربكم قالوا الحق وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكبير . جب آسمانوں پر وحی اترتی اور ملائکہ پر غشی چھا جاتی ہے جب اس سے افاقہ ہوتا ہے جبریل امین وغیرہ سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند بڑائی والا کیا وہ ان فرشتوں کا رب نہیں آیت ۱۰۔ وَنادی اصحب الجنة اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعد ربكم حقاقالوا نعم بہشتیوں نے دوزخیوں کو پکار کر کہا کہ ہم نے تو پالیا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا تھا کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا بولے ہاں۔ یہاں غالباً معترض کو یہ سوجھے گی کہ بہشتیوں نے دو رب مانے ایک رب اپنا جس کا وعدہ انہوں نے سچ پایا دوسرا رب دوزخیوں کا جس کے وعدے کا حال ان سے پوچھ رہے ہیں کہ ہمارے رب کا وعدہ تو

سچا ہوا تم اپنے رب کے وعدے کی خبر کہو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
حدیث صحاح ستہ میں جریر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ بیشک تمہارے رب کا تمہیں دیدار ہوگا۔ جیسے اس چاند کو سب بے مزاحمت دیکھ رہے ہیں حدیث ۲۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرھما میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یجعل معی الہ فمن اتقی ان یجعل معی الھا فانا اھل ان اغفرلہ تمہارا رب فرماتا ہے میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈریں کسی کو میرا شریک نہ کریں۔ پھر جو اس سے بچا تو میں اس کا اہل ہوں کہ اس کی مغفرت فرماؤں حدیث ۳۔ ابوداؤد و نسائی بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لا تقولو للمنافق سید فانہ ان یکن سید افقدا سخطتم ربکم عزوجل منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو بیشک تمہارے رب کا تم پر غضب ہوا حدیث ۴۔ ابوداؤد ترمذی بافادہ تحسین و تصحیح امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ان ربك و تعالٰی لیعجب من عبدہ قال رب اغفرلی ذنوبی بیشک تمہارا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے الٰہی میرے گناہ بخشدے حدیث ۵۔ بیہقی جابر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بارھویں ذی الحجہ کو خطبہ فرمایا اس میں ارشاد فرمایا یا یھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد اے لوگو تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک حدیث ۶۔ امام احمد و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قال ربکم لوان عبادی اطاعونی لا سقیتھم المطر باللیل وَلَاطَلَعَتَ علیھم الشمس بالنھار ولما اسمعتھم صوت الرعد یعنی تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کرتے تو میں رات کو انہیں بارش دیتا اور دن کو کھول دیتا اور انہیں بادل کی گرج نہ سناتا۔ حدیث ۷۔ صحیح ابن خزیمہ میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے سلخ شعبان کو رسول اللہ ﷺ نے خطبہ فرمایا اور اس میں رمضان مبارک کے فضائل و رغائب ارشاد کیے از انجملہ فرمایا واستکثروافیہ من اربع

خصال خصلتين ترضون بهما ربكم و خصلتين لا غنى بكم عنهما فاما الخصلتان اللتان ترضون بهماربكم فشهادة ان لااله الا الله وتستغفر ونه وَاما الخصلتانِ لاغنى بكم عنهما فتسألون الله الجنة وتعوذون به من النار۔ اس مہینے میں چار باتوں کی کثرت کرودو باتیں وہ جن سے تمہارا رب راضی ہواور دو کی تمہیں ہر وقت ضرورت وہ دو جن سے تمہارا رب راضی ہو کلمہ شہادت واستغفار ہیں اور دو جن کی تمہیں ہمیشہ ضرورت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگو اور دوزخ سے اس کی پناہ چاہو حدیث ۸۔ طبرانی کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان لربكم فى ايام دهركم نفحات فتعرضوا لهالعل ان يصيبكم نفحة منها فلا تشقون بعدها ابدا بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے دنوں میں کچھ خاص تجلیاں ہیں ان کی جستجو کرو شاید تم پر ان میں سے کوئی تجلی ہو جائے تو کبھی بدبختی نہ آنے پائے حدیث ۹۔ امام احمد عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے راوی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کچھ مسائل پوچھے از انجملہ یہ کہ سب سے بہتر ہجرت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان تهجر ماكره ربك یہ کہ جو بات تمہارے رب کو ناپسند ہے اس سے کنارہ کرو۔ حدیث ۱۰۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے حضور اقدس ﷺ نے بدر کے دن سرداران کفار قریش سے چوبیس کی لاشیں ایک ناپاک گندے کنویں میں پھینکوادیں اور عادت کریمہ تھی کہ جو مقام فتح فرماتے وہاں تین شب قیام فرماتے جب بدر میں تیسرا دن ہوا ناقہ شریفہ پر کجاوہ کسنے کا حکم دیا اور خود مع اصحاب اکرام اس کنویں پر تشریف لے گئے اور ان کافروں کو نام بنام مع ولدیت پکار کر فرمایا کہ اے فلاں بن فلاں بن فلاں ايسركم انكم اطعتم الله ورسوله فانا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا فهل وجدتم ما وعدربكم حقا کیوں کیا اب تمہیں خوش آتا ہے کہ کاش اللہ ورسول کا حکم مانا ہوتا ہم نے تو پایا جو ہمارے رب نے ہمیں سچا وعدہ دیا کیا تمہیں بھی ملا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تم سے کیا۔ یہ دسویں حدیث دسویں آیت کی مثل ہے۔ رہا یہ کہ کس جگہ ہمارا رب کہنا زیادہ مناسب ہوتا ہے اور کس جگہ تمہارا رب کہنا یہ فن بلاغت و معرفت مقتضائے

حال سے متعلق ہے جاہل معترضین کے سامنے اس کا ذکر فضول۔ تھوڑی تمیز والا اپنے باہمی محاوروں میں اتنا دیکھ سکتا ہے کہ اگر ایک شخص کے بعض بیٹے نافرمان ہوں اور فرمانبردار بیٹا انہیں ہدایت کرے تو یوں ہیں کہے گا کہ بھائیو یہ تمہارے باپ ہیں۔ دیکھو تمہارے باپ کیا فرماتے ہیں اس وقت یہ کہنے کا موقع نہیں کہ دیکھو یہ میرے باپ ہیں اس کی نظیر وہی ہے جو ابھی حدیث پنجم میں گزری کہ اے لوگوں تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام اس وقت انہیں اپنا باپ نہ فرمایا حالانکہ عالم صورت میں بیشک وہ حضور اقدس ﷺ کے باپ ہیں اگرچہ عالم معنی میں حضور اقدس ﷺ آدم و عالم سب کے باپ ہیں ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس ﷺ کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورۃ وَاَبَایَ معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ ﷺ وعلیہ وعلی الانبیاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۔ مولود شریف شرف الانام کے آخر میں جناب سید حاجی محمد شاہ میاں ابن سید ابا میاں ساکن جام نگر ملک کاٹھیاوار لکھتے ہیں کہ اس ملک میں اکثر لوگ مسائل ضروری سے بالکل ناواقف ہیں اور جو اردو خواں ہیں وہ بھی فقہ کی کتابوں سے دور بھاگتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فرائض کا جاننا فرض ہے اور جو شخص ضروری مسائل سے آگاہ نہیں اس کی امامت اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں مولنا صاحب اگر اس مسئلہ کی یہی صورت ہے تو اکثر لوگ نماز کے فرائض سے ناواقف ہیں اور ذبح کرتے ہیں تو یہ کھانا تو حرام ہوا

الجواب: ہر کام کیلئے اتنے مسائل کا جاننا ضروری ہوتا ہے جس قدر اس کام کے صحت و فساد وحلت وحرمت سے متعلق ہیں ذبح کیلئے نماز کے فرائض جاننا کچھ ضروری نہیں جیسے نماز کیلئے ذبح کے شرائط جاننے کی حاجت نہیں پھر ان کا نہ جاننا کبھی تو مطلقاً اس کام کے بطلان کا موجب ہوتا ہے جبکہ جاننا شرط ہو جیسے کوئی شخص نماز پڑھے اور یہ اسے نہ معلوم ہو کہ نماز فرض ہے یا ظہر کی نماز پڑھی اور یہ معلوم نہیں کہ وقت ہو گیا ہے شک کی حالت میں پڑھی نماز نہ ہوگی اگرچہ واقع میں وقت ہو گیا ہو اور کبھی ان کا نہ جاننا اسوقت موجب فساد و حرمت ہوتا ہے جبکہ نہ جاننے کے باعث عمل میں نہ آئیں اور اگر عمل میں آجائیں اگرچہ

بے جانے تو کام ٹھیک ہوگیا جیسے غسل میں ناک کا پورا نرم بانسا اندر سے دھل جانا فرض ہے اگر پانی وہانتک نہ پہنچا غسل نہو گا نماز باطل ہوگی عمر بھر ناپاک رہے گا اور اگر اتفاقاً پانی وہاں تک بلاقصد چڑھ گیا کہ اس سب جگہ کو دھو گیا غسل ہوگیا اگرچہ اسے اس فرض کی خبر نہ تھی۔ ذبح میں جو شرطیں ہیں مثلاً تسمیہ جسے تکبیر کہتے ہیں اور چار رگوں میں سے تین کٹ جانا ان میں اختلاف ہے بعض ان کو قسم اوّل سے کہتے ہیں یعنی ان کا جاننا ضروری ہے ان کے طور پر شرف الانام کی وہ تحریر صحیح ہے اور راجح یہ ہے کہ انکا واقع ہوجانا ضرور ہے اگرچہ اسے ان کی شرطیت کا علم نہ ہو اس طور پر وہ قول صحیح نہیں ذبیحہ اسوقت نادرست ہوگا کہ قصداً تکبیر نہ کہے یا تین سے کم رگیں کٹیں اور اگر تکبیر کہی اور رگیں کٹ گئیں ذبیحہ حلال ہوگیا اگرچہ یہ شخص ذبح کے ضروری مسائل سے آگاہ نہ ہو درمختار میں ہے [1] شرط کون الذابح یعقل التسمیة و الذبح ردالمحتار میں ہے [2] اوفی الهداية ويضبط واختلف فی معناه فی العناية قيل يعنى يعقل لفظ التسمية وقيل يعقل ان حل الذبيحة بالتسمية ويعلم شرائط الذبح من فری الاوداج والحلقوم اه و نقل ابو السعود عن مناهی الشرنبلالية ان الاول الذی ينبغی العمل به لان التسمية شرط فيشترط حصوله لا تحصيله اه وهكذ ظهرلی قبل ان اراه مسطورا ويؤيده ما فی الحقائق والبزازية لوترك التسمية ذاكرا لها غير عالم بشرطيتها فهو فی معنى الناسی اه والله تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا تکبیر اور ذبح کو جانتا ہو [2] ترجمہ اس کے ساتھ ہدایہ میں ضبط کا لفظ پڑھایا یعنی یہ خوب سمجھ کر دلنشیں کر لیا ہو اور اس میں علما کو اختلاف ہوا عنایہ میں ہے۔ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ لفظ تکبیر معلوم ہو بعض نے کہا یہ بھی جاننا شرط ہے کہ ذبیحہ بے تکبیر حلال نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا کہ ذبح میں اِن اِن رگوں کا کٹنا شرط ہے انتہی علامہ ابوالسعود نے علامہ شرنبلالی سے نقل کیا کہ پہلے ہی قول پر عمل کرنا چاہے اس لئے کہ تکبیر ایک شرط ہے اور شرائط کا ہوجانا کفایت کرتا ہے۔ یہ ضرور نہیں کہ بالقصد انہیں جان کر حاصل کیا جائے انتہی اس لکھا ہوا دیکھنے سے پہلے خود مجھے بھی یہی ظاہر ہوا تھا اور اس کا موید ہو کتاب حقائق وفتاوی نازیہ کا یہ مسئلہ کہ اگر یہ نہ جانتا تھا کہ تکبیر کہنا شرط ہو اس لئے بے تکبیر ذبح کیا تو وہ ایسا ہے جیسے بھول کر تکبیر نہ کہی انتہی ۱۲

مسئلہ ۲۱ تا ۲۳: اسلام کی چوتھی بنیاد زکوۃ دینا سوائے قرض کے ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو یا اتنی ملکیت سوائے گھر رہنے کے اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کے ہو اس پر ہر برس سو روپے پر اڑہائی زکوۃ ہے۔ زید کہتا ہے کہ اگر زیور عورت کو ایک سے لیکر دس ہزار کا ہو اس پر زکوۃ نہیں ہے یہ ضروری زیور ہے۔ ہاں جو زیور ڈبل ہو اس پر زکوۃ ہے اس طرح سے لباس کا مولانا صاحب یہ قول زید کا حق ہے یا برخلاف شرع کے ہے ۲۲ اور شرع میں حد کہاں تک ہے گھر اور لباس اور ضروری اسباب اور جانور سواری کا ۲۳ اگر سوائے گھر کے اور مکان ہے تو اس پر زکوۃ کیا قیمت سے نکالیں گے یا اس کے کرایہ پر۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے زیور اصلا ضروری و حاجت اصلیہ نہیں اگر سونے یا چاندی کا ایک چھلا یا ایک تار بھی ہو ضرور زکوۃ میں شامل کیا جائے گا جبکہ دین وغیرہ حاجات اصلیہ سے فارغ ہو درمختار میں ہے[۱] اللازم فی مضروب کل منھا ومعمولہ ولو تبرا اوحلیا مطلقا مباح الاستعمال اولاولو للتجمل لانھما خلقا اثمانا فیز کیھما کیف کانا ربع عشر زیور پر زکوۃ فرض ہونے میں بکثرت احادیث آئی ہیں اور یہ کہ جس زیور کی زکوۃ نہ دی جائے اسی شکل کا زیور نار جہنم کا بنا کر پہنایا جائے گا۔ مکان و لباس و اسباب و سواری میں لوگوں کی حاجتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چار گز کی کوٹھڑی کافی ہے کسی کو قلعہ درکار ہے وعلی ہذا القیاس پھر ہے یہ کہ زکوۃ صرف تین باتوں پر ہے اوّل سونا چاندی اور نوٹ اور شلنگ اور اکنیاں اور پیسے بھی جب تک بازار میں چلیں اسی میں داخل ہیں۔ دوم تجارت کیلئے جو مال خریدا اگرچہ مٹی ہو سوم چرائی پر چھوٹے ہوئے اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری دنبہ سب کے نر ہوں خواہ مادہ اور امام کے نزدیک گھوڑی بھی نیز گھوڑا اگر جوڑا ہو ان کے سوا کسی شے پر زکوۃ نہیں اگرچہ لاکھوں روپے کے دیہات مکانات موتی جواہر ہوں۔ ہاں گاؤں مکانوں کے محصول یا کرائے کے روپوں اشرفیوں پیسوں نوٹوں کو شامل مال زکوۃ کیا جائے گا۔ سواری کے جانور پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی سواری کا جانور

---

[۱] چاندی سونا پتر اون یا سکہ یا کوئی برتن وغیرہ بنا ہوا خواہ زیور چاہے اس کا استعمال جائز ہو یا نہ ہو خواہ محض آرائش کیلئے ہو ہر طرح ان پر چالیسواں حصہ لازم ہے کہ وہ پیدائشی ثمن ہیں تو کیسے ہی ہوں (ان کی زکاۃ دیگا)۔

موجود ہونا کچھ وجوب زکوۃ کی شرط نہیں۔ زکوۃ چوتھی بنا نہیں بلکہ تیسری ہے کہ روزوں سے مقدم اور نماز کے بعد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴: پانچویں بنا حج بیت اللہ کا عمر میں ایکبار کرنا فرض باقی مستحب ہے اگر آنے جانے کا خرچ ہو اور اس کے آنے تک اس کے بال بچوں کے لئے نفقہ بھی ہو اور راستہ امن کا ہو اور قزاقوں کا غلبہ نہ ہو۔ مسئلہ دیوانے اور بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور قیدی پر حج فرض نہیں اور زاد راہ ہوتے ہوئے جو شخص حج ادا نہ کرے ایسوں کے حق میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں عَنْ عَلِّی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلّٰی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَنْ مَّلَکَ زَادًاوَّرَاحِلَۃً تُبَلِّغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیًّا اَوْنَصْرَانِیًّا یعنی روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کوئی مالک ہوا زادِ راہ اور خرچ اور سواری کا کہ پہنچا دے اس کو مکہ معظمہ تک باوجود اس کے حج نہ کیا پس فرق نہیں اس پر یہ کہ وہ مرے یہودی یا نصرانی ہو کر زید کہتا ہے جب لبیک کا آواز نہیں ہوا تو کیسے حج کو آدمی چلا جا سکتا ہے خداوند کریم جل جلالہ نے زاد راہ کر دیا تو یہ لبیک کا آواز نہیں تو اوپر گزری حدیث شریف حضور اقدس ﷺ کی کیا جھوٹی ہے زید کے نزدیک۔

الجواب: زید جاہلانہ حجتیں کرتا ہے لبیک نہ کہنا کس کا قصور ہے اُسی کا تو ہے جس نے اللہ کے خلیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اللہ کے حکم سے اللہ کے گھر کی طرف ندا فرماتے اپنے باپ کی پُشت میں سنا اور منظور نہ کیا لبیک نہ کہا اسی نے کہنے اور پیدا ہو کر اس پر قائم رہنے اور باوصف قدرت کبھی حج نہ کرنے کی یہ سزا ہے کہ معاذ اللہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر۔ زید اگر حدیث کو جھٹلائے گا آیت کریمہ کو کیا کرے گا وہاں بھی حج کی فرضیت ارشاد فرما کر صاف فرما دیا ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے مسئلہ یہ ہے کہ جو حج کو خدا کا فرض نہ جانے وہ حقیقتاً کافر ہے اور جو باوصف قدرت حج کو نہ جائے وہ کفران نعمت کرتا ہے پھر اگر قادر تھا اور حج کا قصد ہی نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو یہ حکم کو معاذ اللہ ہلکا جاننے کا پہلو ہے اور اس پر خاتمہ بد ہونیکی

وعید ہے پھر جسے چاہے وعید سے بچالے کہ وعیدیں سب مقید بمشیت ہیں ویغفر مادون ذلك لمن یشاء واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵ تا ۳۰: میت کو کفن دیا جاتا ہے اور کفنی پر آب زمزم چھڑک کر اور خاک شفا سے کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا اور بعد نماز جنازہ ۲۶ اور بعد نماز جنازہ قبر میں میت کو اتار کر سورہ اخلاص کی مٹی دینا اور ۲۷ بعد میت کے مونھہ کی طرف عہد نامہ عربی لکھ کر قبر میں دیوار میں رکھنا ۲۸ اور بعد قبر بند کر کے قبر کو گول حلقہ باندھ کر سورہ مزمل پڑھنا ۲۹ اور فاتحہ پڑھ کر لوگ دور جاویں اس کے بعد قبلہ رو ہو کر اذان دینا اور ۳۰۔ گھر سے جنازہ لیکر روانہ ہوتے وقت حضور اقدس ﷺ کی نعت میں قصائد اردو یا عربی پڑھنا یہ فعل کار خیر ہے یا نہیں اور اس سے میت کو خداوند کریم جل جلالہ کی طرف سے رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کہتا ہے یہ درست نہیں ہے۔

الجواب: کفن پر کلمہ طیبہ یا عہد نامہ لکھنے کی اجازت آئی۔ درمختار میں ہے۔ کتب علی جبھۃ المیت اوعمامۃ او کفنہ عھدنامہ یرجی ان یغفر اللہ تعالیٰ للمیت.
یعنی میت کی پیشانی یا عمامے یا کفن پر عہد نامہ لکھیں تو امید ہے کہ اللہ عزوجل اس میت کی مغفرت فرمائے حلبی علی الدر میں ہے المعنے ان یکتب شیء مما یدل انہ علے العھدالازلی الذی بَیْنَہٗ و بین ربہ یوم اخذ المیثاق من الایمان والتوحید والتبرك باسمائہ تعالیٰ و نحوذلك یعنی وہی خاص دعا ہونا کچھ ضرور نہیں جو عہد نامہ کہلاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز لکھیں جو اس عہد پر قائم رہنے کی دلیل ہو جو اللہ عزوجل نے اس سے روز الست لیا تھا کہ اسے ایک جاننا اور ایمان پر قائم رہنا اور یہ کہ بندہ اسمائے الٰہیہ اور ان کے قریب اور معظم کلمات سے برکت لینے والوں سے ہے انتہے یعنی یہ خود بھی دلیل ایمان ہے اس مسئلہ کی کامل تفصیل و تحقیق جمیل ہمارے رسالے الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن میں ہے ۲۷۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ عہد نامہ یا شجرہ طیبہ قبر میں طاق بنا کر اُس میں رکھیں کہ میت کے بدن سے اگر کچھ رطوبت نکلے تو اس سے محفوظ ہی رہے۔ شاہ عبد العزیز دہلوی نے یہ طاق قبر کے سرھانے بتایا اور فقیر کے نزدیک دیوار

قبلہ میں ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میت کے رو برو پیش نظر رہے شاہ صاحب موصوف کے رسالہ فیض عام میں ہے۔

سوال: شجرہ درقبر نہادہ خواہد شد یا نہ واگر نہادہ خواہد شد ترکیب آں عنایت شود

الجواب: شجرہ درقبر نہادن معمول بزرگان ست لیکن ایں را دو طریق ست اوّل اینکہ برسینہ مردہ دروں کفن یا بالائے کفن گزارند ایں طریق را فقہا منع میکنند ومیگویند کہ از بدن مردہ خون دریم سیلان میکند وموجب سوئے ادب باسمائے بزرگان۔ مشود وطریق دوم این ست کو جانب سر مردہ اندرون قبر طاقچہ بگو ارند و دران کاغذ شجرہ رانہند سورہ اخلاص کی مٹی دینا بھی نام الٰہی وکلام الٰہی سے تبرک ہے اور اسی میں داخل ہے جو ابھی حلبی درمختار سے منقول ہوا کہ والتبرک باسماۂ تعالٰی ۲۸ سورہ مزمل قرآن کریم ہے اور قرآن کریم نور وہدی ودفع بلا وموجب نزول رحمت وہزاران ہزار برکت اور گرد قبر حلقہ باندھنے میں حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضرور ہے کہ کسی پہلی قبر پر پاؤں نہ پڑے۔ قبر پر پاؤں رکھنا بے مجبوری محض ناجائز ہے یہاں تک کہ علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے عزیز کے گرد اور مسلمانوں کی قبریں ہوگئیں کہ یہ ان کی قبروں پر پاؤں رکھے بغیر اپنے عزیز کی قبر تک نہیں جا سکتا تو وہاں تک جانے کی اجازت نہیں دور ہی سے فاتحہ پڑھے درمختار میں ہے[1] یکرہ المشی فی طریق ظن انہ محدث حتی اذا لم یصل الی قبرہ الابرط ء قبر ترکہ اور حلقہ باندھ کر سب پڑھیں تو ضرور احسن ہے مگر اس حالت میں لازم ہوگا کہ سب آہستہ پڑھیں قرآن مجید میں منازعت کہ سب اپنی اپنی آواز پڑھیں اور ایک دوسرے کی نہ سنیں ناجائز وحرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قری القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور بالکل چپ رہو اس امید پر کہ رحمت کئے جاؤ۔

۲۹۔ لوگوں کی واپسی کا انتظار تلقین میں ہے کہ اکثر اوقات نکیرین سوال کیلئے اسوقت آتے ہیں جب لوگ دفن سے واپس جاتے ہیں کہ مقصود امتحان ہے اور امتحان تنہائی میں زیادہ ہے جب تک مجمع قبر کے گرد ہے میت کا دل انہیں دیکھ کر قوی رہے گا لہٰذا تنہائی دیکھ کر آتے ہیں وحسبنا اللہ و نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

[1] ترجمہ قبرستان کے جس راستے کی نسبت گمان غالب ہو کہ یہ نکالا گیا ہو اس میں چلنا ممنوع ہو یہاں تک کہ اگر کسی قبر تک

دوسری قبر پر پاؤں رکھکر جانا پڑے تو اسے ترک کرے ۱۲

اذان میں اس انتظار کی حاجت نہیں بلکہ دفن کرتے ہی معا ہونی چاہیے کہ اس سے مقصود دفع وحشت ودفع شیطان ونزول رحمت وحصول اطمینان ہے اس کی تحقیق کامل ہمارے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں ہے جنازے کے ساتھ کلمہ شریف یا درود شریف یا نعت شریف پڑھنا کوئی حرج نہیں رکھتا یہ سب ذکر الٰہی ہیں اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے مامن شئ الحی من عذاب الله من ذکر الله کوئی چیز ذکر الٰہی کے برابر عذاب الٰہی سے بچانے والی نہیں یہ سب ذکر رسول اللہ ﷺ ہیں اور اجلہ ائمہ سے ماثور ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم کے فرمانبردار غلاموں کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں رحمت الٰہی اترتی ہے فرسول الله صلی الله علیه وسلم رأس الصلحین پھر حضور پرنور تو حضور پُرنور ہیں صالحین انہیں کے فرمانبرداری کے سبب صلاح سے معمور ہیں۔ اس مسئلے کی تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے وہاں بفضلہٖ تعالیٰ ازالہ اوہام ہے وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم افعال مذکورہ کی نسبت زید کا دعویٰ کہ یہ درست نہیں اگر بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود بیدینی وضلالت ورنہ مقاصد شرع سے جہالت ہے جس بات سے اللہ و رسول جل وعلاو ﷺ نے منع نہ فرمایا یہ اسے منع کرنے والا کون۔ یہ مباحث بارہا طے ہولئے اور طریقہ سلامت وہ ہے جو امام اجل عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب منتطاب البحر المورود وفی المواثیق والصهواد میں فرمایا کہ اخذ علینا العهودان لا نمکن احدا من الاخوان ینکر شیاء مما ابتدع المسلمون علی وجه القربة الی الله تعالی ورءُ هٗ حسناً فان کل ما ابتدع علی هذا الوجه من توابع الشریعة ولیس هو من قسم البدعة المذمومةِ فی الشرع یعنی ہم سے عہد لئے گئے ہیں کہ اپنے کسی دینی بھائی کو اسکی قدرت نہ دیں کہ وہ کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کے لیے نئی پیدا کی ہو اور اسے اچھا جانا ہو کہ جو کچھ اس طرح پر نیا پیدا ہوتا ہے وہ سب شریعت کے توابع سے ہے اور وہ اس بدعت سے نہیں جس کی شرع میں مذمت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱ تا ۳۳: جہاں سب مسلمان برادران اتفاق کے ساتھ ایک جگہ نماز کے لئے مقرر کریں اور مسلمانوں کا قبرستان بھی وہاں قائم کرلیں اور اس جگہ میں گورنمنٹی کچہری نہیں ہے اور جمعہ وعیدین کی نماز بھی وہاں قائم کریں اور پیش امام مقرر کریں اور ایک مکان عبادتگاہ کے نام سے بنایا جاوے وہاں۔ جمعہ اور عیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور یہ جگہ کے سوا دور یا نزدیک میں مسجد بھی نہیں اور میت ہوجائے تو وہ بھی ۵۰ یا ۶۰ میل سے یہاں مقابر میں دفن کیا جاتا ہے اور جنگل ہے مثلاً بھوٹا بھوٹی ہے ۳۲ اور بعضے علما فرماتے ہیں کہ بعد نماز جمعہ چار رکعت احتیاطی بعد الجمعہ پڑھیں لیکن ہر رکعت پر پڑھیں کیا حکم ہے اس صورت میں شرع سے اور جو پڑھیں ان کو منع کیا جائے یا نہیں۔

الجواب: جمعہ وعیدین کی صحت و جواز کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مذہب میں شہر شرط ہے اور شہر کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے اگرچہ نہ لے غنیہ شرح منیہ میں ہے [۱] صرح فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک واسواق ولھا رساتیق و فیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ و علمہ اوعلم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وھذا ھوالاصح اور یہیں سے ظاہر کہ مراد اسلامی شہر ہے ورنہ مثلاً اگر بت پرستوں کا کوئی شہر ہو جس کا بادشاہ بھی بت پرست اور دس لاکھ کی آبادی سب بت پرست چار پانچ مسلمان وہاں تاجرانہ جائیں اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں ان پر وہاں جمعہ قائم کرنا فرض ہوجائے جبکہ بادشاہ مانع نہ آتا ہو اس کے لئے شرع مطہر سے کوئی ثبوت نہیں عمومات قطعاً مخصوص ہیں اور ظاہر الروایۃ میں حدود مصر یقیناً اسلامی سے خاص اور روایت نادرہ جسے آجکل ناواقفوں نے بے سمجھے ذریعہ پامالی مذہب کر رکھا ہے اس میں بھی امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ یہ ہیں

---

[۱] ترجمہ تحفۃ الفقہاء میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تصریح ہے کہ شہر وہ بڑی آبادی ہے جس میں متعدد محلے اور بازار ہوں اور اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں شہر کا حاکم ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کی علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لینے پر قادر ہو لوگ اس کے یہاں نالشیں رجوع کرتے ہوں اور یہی تعریف سب سے زیادہ صحیح ہو۔

جو امام ملک العلماء نے بدائع پھر امام ابن امیر الحاج نے حلیہ میں ذکر فرمائے کہ [۱] اذا اجتمع فی قریۃ من لا یسعهم مسجد واحد بَنٰی لهم جامعا ونصب لهم من یصلی بهم الجمعة روشن ہے کہ بنی اور نصب کی ضمیریں سلطان الاسلام کی طرف ہیں اور اسی پر وہ حدیث ناطق جس سے ہمارے علما بالاتفاق استدلال کرتے آئے کہ [۲] له امام عادل اوجائر تو غیر اسلامی شہر محل جمعہ نہیں و من ادعی خلافه فعلیه البیان اسلامی بستی وہ ہے جس کی عام آبادی فی الحال مسلمان آزاد یا زیر سلطنت اسلامی ہے یا پہلے ان دو حالتوں سے ایک پر تھی اب غلبہ کفار ہوا مگر اس کے چاروں طرف اسلامی غلبہ ہے یا یہ بھی نہیں تو جب سے اب تک بعض شعائر اسلام بلا مزاحمت جاری ہیں اگرچہ بادشاہ و حکام سب نا مسلم ہوں یہ اس نفیس تفصیل کا خلاصہ ہے جو ہم نے اپنے فتاوی میں ذکر کی کہ مقامات چوبیس قسم میں ان میں سے سولہ قسمیں اسلامی ہیں اور آٹھ غیر اسلامی بالجملہ اسلامی بستی اگر پرگنہ ہو اور اس میں کوئی ذی اختیار حاکم مسلم خواہ غیر مسلم ہو وہیں جمعہ وعیدین فرض وواجب اور وہیں ان کی ادا صحیح و جائز ورنہ نہیں درمختار میں ہے [۳] یکره تحریما لانه اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحة جہاں یقیناً معلوم ہو کہ یہ شرائط نہیں پائے جاتے وہاں جمعہ پڑھنا جائز ہی نہیں اور اس کے بعد ظہر نہ پڑھی تو فرض کے تارک ہوئے اور اکیلے اکیلے پڑھی تو واجب کے تارک رہے ایسی جگہ کے لئے چار رکعت احتیاطی کا حکم نہیں۔ ہاں جہاں ان شرائط کے اجتماع میں شک وشبہہ ہو یا اور باعث سے صحت جمعہ میں اشتباہ ہو وہاں خواص کے لیے چار رکعت ہیں خالص اس نیت سے کہ پچھلی وہ ظہر جو میں نے پائی اور ادا نہ کی اور یہ رکعتیں چاروں بھری ہوں یعنی الحمد کے بعد سب میں سورت پڑھے۔عوام کو اس کی بھی حاجت نہیں کما بینه فی ردالمحتار وحققناه فی فتاوٰنا پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اپنا طریقہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے کہ آخر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر

---

[۱] ترجمہ جب کسی بستی کی آبادی اتنی ہو جائے کہ ایک مسجد میں نہ سمائے تو سلطان اسلام ان کے لیے مسجد جامع بنائے اور ان کے لئے امام مقرر کرے جو ان کو جمعہ پڑھائے۔۱۲ [۲] ترجمہ اس کے لئے مسلمان والی ہو عادل خواہ ظالم [۳] ترجمہ مکروہ تحریمی ہے کہ ایسے کام میں مصروفی ہے جو شرعاً صحیح نہیں اس لئے کہ شہر شرط صحت ہے۔۱۲

خود شریک نہ ہوں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں کما فی الدر المختار وَ فِیْہِ حَدِیْث عن اَمِیْرِ الْمُؤمِنِیْنَ عَلِی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ وَاللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۴: جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لئے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں اَللّٰھُمَّ عِزَّ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْعَادِلِ نَاصِرِ الْاِسْلَامِ وَالْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ: زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہیے۔

الجواب: سلطان اسلام کے لئے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے[1] ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعین لا الدعاء للسطان وجوزہ القھستانی خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے ردالمحتار میں ہے[2] اَلدُّعاء لِلسُّطَانِ عَلَی الْمَنَابِرِ قَدْ صَارَالان مِنْ شِعَارِ السَّلْطِنَۃِ فَمَنْ تَرَکَہٗ یخشی علیہ الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۵، ۳۶: خطبہ جمعہ عربی با ترجمہ اردو پڑھنا درست ہے یا نہیں اور پہلا خطبہ پڑھ کر منبر پر بیٹھنا اور دعا مانگنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: خطبہ میں عربی کے سوا اور زبان کا ملانا مکروہ و خلاف سنت ہے لِاَنَّہٗ عَلٰی خِلَافِ التوارثِ مِنْ لَّدُنِ الصِّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنھم وقد حققناہ فی فتاونا پہلا خطبہ پڑھکر منبر پر تین آیتیں پڑھنے کے قدر بیٹھنا سنت ہے اور اس میں امام کو دعا مانگنے کی اجازت ہے درمختار میں ہے[3] لیس خطبتان خفیفتان بجلسۃ بینھما بقدر ثلاث ایات علی المذھب و تارکھا مسئی علی الاصح واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ خطبہ میں خلفائے راشدین اور حضور اقدس ﷺ کے دونوں عم مکرم کا ذکر مستحب ہے سلطان کی دعا کچھ مستحب نہیں ہاں قہستانی نے اسے جائز کہا [2] منبروں پر سلطان کیلئے دعا اب سلطنت کا داب ہوگئی اسے جو نہ کرے اس پر غضب سلطان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ [3] مسنون ہے کہ دو ہلکے خطبے پڑھے اور ان کے بیچ میں بقدر تین آیت کے بیٹھے یہی مذہب ہے اور اس جلسہ کا ترک بد ہے یہی صحیح تر ہے

مسئلہ ۳۷: وتر کے بعد سجدے میں سر رکھے اور سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ پانچ مرتبہ کہے تب سر اٹھاوے اور ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے اور پھر دوسری بار سجدے میں جاوے اور پانچ مرتبہ پر سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ کہے اس کا ثبوت شرح میں ہے یا نہیں اور اکثر بزرگان دین یہ وظیفہ ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

الجواب: یہ فعل فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور حدیث جو اس میں ذکر کی جاتی ہے محدثین کے نزدیک باطل و موضوع ہے غنیہ مسائل شتے میں ہے[۱] قد علم مما صرح به الزاهدی کراهة السجود بعدالصلاة بغیر سبب واما ما فی التاتارخانیة عن المضمرات ان النبی صلی الله علیه وسلم قال مامن مومن ولا مومنة یسجد سجدتین یقول فی سجوده خمس مرات سبوح قدوس رب الملئکة والروح ثم یرفع رأسه ویقرؤ اية الكرسی مرة ثم یسجد و یقول خمس مرات سبوح قدوس رب الملئکة والروح والذی نفس محمد بیده لا یقوم من مقام حتی یغفر الله له واعطاه ثواب مائة حجة ومائة عمرة واعطاه الله ثواب الشهداء و بعث الیه الف ملك یکتبون له الحسنات وکأنما اعتق مائة رقبة و استجاب الله له دعاء و یشفع یوم القیمة فی ستین من اهل النار واذ امات مات شهیدا فحدیث موضوع باطل لا اصل له ولا یجوز العمل به الخ ردالمحتار میں ہے [۲] رایت من یواظب علیها بعد صلاة الوتر ویذکران لها اصلاو سند افذکرت له ماهنا فترکها الخ اقول

---

[۱] ترجمہ زاہدی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے اور وہ جو تاتارخانیہ میں مضمرات سے حدیث ہے کہ جو مسلمان مرد یا عورت دو سجدے کرے ایک سجدے میں پانچ بار سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح کہے پھر سر اٹھا کر آیۃ الکرسی ایک بار پڑھے پھر سجدہ کرے اور پانچ بار وہی کہے قسم اس کی جس کے قبضے قدرت میں محمد ﷺ کی جان اقدس ہے وہ وہاں سے اٹھنے نہ پائیں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا اور اسے سو حج اور سو عمرے کا ثواب شہیدوں کا اجر دے گا اور ایک ہزار فرشتے اس کی نیکیاں لکھنے کو بھیجے گا اور گویا اس نے سو غلام آزاد کیے اور اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرمائے گا اور روز قیامت ساٹھ جہنمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول فرمائے گا اور جب مرے گا شہید مرے گا یہ حدیث موضوع و باطل و بے اصل ہے اور اس پر عمل جائز نہیں۔۱۲ [۲] میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہمیشہ وتر کی بعد یہ سجدہ کرتا اور اسکے لئے اصل وسند بتاتا تھا میں نے اس سے فقہ کی یہ عبارت ذکر کی تو اس نے وہ فعل چھوڑا۔۱۲

تحقیق یہ ہے کہ فقہا کے نزدیک یہ سجدہ خود مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے مگر ایک خارجی اندیشہ کے سبب کہ جاہل اسے سنت یا واجب نہ سمجھنے لگیں مکروہ کہتے ہیں تو جب تنہائی میں ہو کوئی وجہ کراہت نہیں درمختار میں ہے [۱] تکرہ بعد الصلاۃ لان الجھلۃ یعتقد و نھا سنۃ اوواجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ یہ اصل عبارت زاہدی معتزلی کی مجتبیٰ شرح قدوری کی ہے اسی سے غنیۃ پھر درمختار نے لی اور حدیث کا موضوع ہونا کام کو ممنوع نہیں کر دیتا طحطاوی علی الدرمین ہے [۲] الموضوع لا یجوز العمل بہ بحال ای حیث کان مخالفا لقواعد الشریعۃ اما لوکان دخلا فی اصل عام فلا مانع منہ لا لجعلہ حدیثا بل لدخولہ تحت الاصل العام۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۸: زید ایمان لایا اور ختنہ نہیں بیٹھا اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کھانا درست نہیں ہے۔

الجواب: بلاشبہ درست ہے زید کا کہنا غلط ہے یہاں تک کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک اس کا ذبیحہ مکروہ بھی نہیں ہاں اسے ختنہ کا حکم ہے اگر بوجہ کمال ضعیفی اس سے عاجز نہ ہو کریگا تو سنت مؤکدہ و شعار اسلام کا تارک رہے گا مگر اس سے ذبیحہ میں کوئی نقصان نہیں آتا درمختار میں ہے [۳] شرط کون الذابح مسلما او کتابیا ولو امرأۃ اوصبیا او اقلف اواخوس ردالمحتار میں ہے [۴] ذکرہ احترازا عما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ کان یکرہ ذبیحتہ بلکہ ایک روایت میں خود اس کے لئے یہ وسعت ہے کہ جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے ختنہ معاف ہے عالمگیری میں ہے

---

[۱] ترجمہ نماز کے بعد بے سبب سجدہ مکروہ ہے کہ جاہل اسے سنت یا واجب سمجھنے لگیں گے اور جو مباح اس طرف لیجائے وہ مکروہ ہے [۲] ترجمہ حدیث موضوع پر کس طرح عمل جائز نہیں یعنی جب اس میں وہ بات ہو جو قواعد شرع کے خلاف ہے اور اگر کسی عام اصل شرعی کے نیچے داخل ہو تو منع نہیں نہ اسے حدیث ٹھہرا کر بلکہ اس لئے کہ اصل عام کے نیچے داخل ہے [۳] ترجمہ شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان یا کتابی ہو اگرچہ عورت یا بچہ یا بے ختنہ یا گونگا ۱۲ [۴] ترجمہ بے ختنہ کا ذبیحہ جائز ہونے کی تصریح اس روایت سے بچنے کے لئے کردی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آئی کہ وہ اس کا ذبیحہ مکروہ جانتے تھے ۱۲

[1] الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اهل البصر لا یطیق یترك کذافی الخلاصة قیل فی ختان الکبیر اذا امکن ان یختن نفسه فعل والالم یفعل الا ان یمکنه ان یتزوج اویشتری ختانة فتختنه و ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر و یختنه الحمامی کذافی الفتاوے العتابیة والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۹: ایک شخص مرد یا عورت مسلمان ہے اور اس نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ دیا یا پھانسی کھا کر حرام موت مر گیا اب اس صورت میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمان مقابر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے نہیں نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا اگر زید کا قول سچا ہے تو حضور کی طرف سے جواب سوال سوم میں ہے بیشک اس کے جنازے کی نماز فرض ہے اور بیشک اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کریں گے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں الصلاة واجبة علیکم علی کل مسلم یموت براکان اوفاجر اوان عمل الکبائر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے چاہے نیک ہو یا بد اگر چہ اس نے کبیرہ گناہ کیے ہوں رواہ ابوداؤد ابو یعلی والبیهقی فی سنة عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه بسند صحیح علی اصولنا۔

الجواب: زید کا قول صحیح نہیں فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اور زید کا کہنا کہ مقابر مسلمین میں دفن نہ کیا جائے محض باطل اور اپنے جی سے حکم گڑھنا ہے درمختار میں ہے ۔[2] من قتل نفسه عمد ایغسل ویصلی علیه به یفتے۔ والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۰: اہل اسلام اگر دستر خوان یا پلاٹ پر جوتی سمیت کھانا کھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

---

[1] ترجمہ کمزور بوڑھا صاحب مسلمان ہوا اور ختنہ کی طاقت نہ رکھے اگر نگاہ والے کہدیں کہ ہاں اسے طاقت نہیں تو ختنہ چھوڑ دیا جائے گا یہ خلاصہ میں ہے بالغ کے ختنے میں کہا گیا کہ آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ نہ کرے مگر ہاں! اگر کوئی عورت ختنہ کر سکے اور وہ اس سے نکاح پر راضی ہو یا کنیز ہے اور یہ اسے خرید سکے تو ایسا کرے اور امام کرخی نے شرح جامع صغیر میں فرمایا کہ بالغ کا ختنہ بھی نائی کرے یہ فتاوی عتابیہ میں ہے ۱۲ [2] ترجمہ جو قصداً خودکشی کرے اسے غسل دیں اور اس کی نماز پڑھیں اسی پر فتویٰ ہے ۱۲

الجواب: کھانا کھاتے وقت جوتا اتار لینا سنت ہے دارمی وطبرانی وابویعلی وحاکم بافادہ تصحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اکلتم الطعام فاخلعو انعالکم فانہ اروح لا قدامکم وانھا سنۃ جمیلۃ جب کھانا کھانے بیٹھوتو جوتے اتارلو کہ اس میں تمہارے پاؤں کے لئے زیادہ راحت ہے اور یہ اچھی سنت ہے شرعۃ الاسلام میں ہے یخلغ نعلیہ عند الطعام کھاتے وقت جوتے اتارلے جوتا پہنے کھانا اگر اس عذر سے ہو کہ زمین پر بیٹھا کھارہا ہے اور فرش نہیں جب تو صرف ایک سنت مستحبہ کا ترک ہے اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ جوتا اتارلے اور اگر میز پر کھانا ہے اور یہ کرسی پر جوتا پہنے تو یہ وضع خاص نصاریٰ کی ہے اس سے دور بھاگے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ ارشاد یاد کرے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔[۱] رواہ احمد و ابو داؤد و ابو یعلی و الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر و فی الاوسط عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کلا ھما بسند حسن واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱: زید اگر تلاوت قرآن یا کوئی حدیث کی کتاب یا وعظ نصیحت کرتا ہو اور خود سگریٹ یا حقہ پیتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: تلاوت قرآن عظیم میں سگار یا حقہ پینا یا پان یا کوئی چیز کھانا بے ادبی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں طیبوا افواھکم بالسواک فان افواھکم طریق القرآن اپنے مونہہ مسواک سے ستھرے رکھو کہ تمہارے مونہہ قرآن عظیم کا راستہ ہیں [۲] رواہ ابو مسلمہ الکشی عن ابو ضین بن عطاء مرسلا والسجری فی الابانۃ عنہ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم یونہی حدیث کا درس دیتے یا سبق لیتے یا باہم دور کرتے یا وعظ کہتے یا مجلس میلاد مبارک پڑھتے وقت حقہ سگار تمبا کو مطلقاً خلاف ادب ومعیوب ہے، ہاں اگر درس ووعظ کیلئے نہیں بیٹھا ویسے ہی احباب واصحاب میں باتیں کررہا ہے اس میں حسب معمول حقہ وغیرہ پیتا ہے اور کسی سے کوئی بات خلاف شرع واقع

---

[۱] یہ حدیث احمد اور ابوداؤد اور ابویعلی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر سے اور معجم اوسط میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی دونوں کی سند حسن ہے [۲] ترجمہ یہ حدیث ابو مسلم کجی نے وضین بن عطا سے بے ذکر صحابی اور سجری میں بذریعہ وضین مذکور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔۱۲

ہوئی اسے نصیحت کرنے میں حرج نہیں اور اس میں تذکرۃً ایک آدھ حدیث کے کچھ الفاظ کہنا بھی ممنوع نہیں کہ یہ بحالت حدیث خوانی حقہ پینا نہ کہا جائیگا اور ان امور کا مدار عرف پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲: اگر زید غسل خانہ میں غسل جنابت یا احتلام کا کرتا ہے اور وضو کر کے تہ بند نکال کر غسل کرے تو غسل اترتا ہے یا نہیں غسل خانہ اوپر سے بند ہو یا کھلا دونوں صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: سارے بدن پر پانی بہنے سے غسل اترتا ہے جس میں حلق تک منہ اور ہڈی کے کناروں تک اندر سے ناک کا بانسا بھی داخل ہے اس کے بعد جیسے بھی ہو غسل اتر جائے گا ہاں کھلے غسل خانے میں ننگا نہ ہونا بہتر ہے اور اگر وہاں قریب بلند مکان ہوں جس سے احتمال ہو کہ کسی کی نظر پڑے گی تو وہاں تہ بند رکھنے کی تاکید ہے۔ وہ احتمال نظر جتنا قوی ہوگا اتنی ہی یہ تاکید بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ اگر نظر پڑنے کا ظن غالب ہوگا تہ بند رکھنا واجب ہوگا اور وہاں برہنہ نہانا گناہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۳: اگر حنفی مذہب والا طریقہ قادری موجب یہ عمل کرتا ہو کہ بعد فرض نماز کے گیارہ گیارہ مرتبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) بلند آواز سے پڑھ کر بعد نماز سنت ادا کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: یہ فعل حسن ہے نیک و مستحن ہے مگر اولیٰ یہ کہ ظہر و مغرب وعشا کی سنتوں کے بعد ہو اور وہ فرضوں ہی کے بعد سمجھا جائے گا کہ سنت توابع فرض سے ہے اور اگر وہاں کوئی شخص نماز یا ذکر میں یا مریض ہے تو اتنی بلند آواز نہ ہو جس سے اسے تشویش وایذا ہو و تفصیل الکلام تبوفیق العلام فی فتاونا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴: اگر جنگل ہے اور میت ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ سے دفن ہونے کو دوسری جگہ لیجاویں اس صورت میں میت کے ساتھ چلنے والے کھانا پانی کھاویں پیویں یا نہیں۔

الجواب: جنگل ہونا دفن میت کو مانع نہیں اگر کوئی مجبوری وجہ ضروری نہ ہو تو میت کو اتنی دور لیجانا شرعاً منع ہے ہاں میل دو میل میں مضائقہ نہیں کہ شہر کا گورستان اکثر اتنی دور ہوتا

ہے فتاوے خلاصہ میں ہے [۱] ان نقل قبل الدفن قدر میل اور میلین فلا بأس به ردالمحتار میں ہے[۲] قوله ولا بأس بنقله قبل دفنه) قيل مطلقا و قيل الى مادون مدة السفر وقيده محمد بقدر ميل او ميلين لان مقابر البلدر بما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد قال في النهر عن عقد الفرائد وهو الظاهر ا ه اقول مترحج على اطلاق الدر تبعا للخاينة لا باس بنقله قبل دفنه اه ولفظ الخاينة لومات في غيربلده يستحب تركه فان نقل الى مصر اخرلا باس به حدیث وفقہ ناطق ہیں کہ دفن میں حتی الوسع جلدی چاہیے یہ اس مطلوب شرع مطہر کے خلاف ہوگا پھر اتنی دور تک حرکت جنبش سے رطوبات بدن میں جوش و ہیجان پیدا ہوتے اور نجاسات سے کفن خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے نیز میت میں بد بو آنے اور اس سے احیاء ملائکہ کے ایذا پانے کا جیسا کہ مشاہدہ ہوا ہے پھر اتنی دور تک کندھوں پر لیجانا دشوار ہے اگر گاڑی وغیرہ پر بار کیا تو سر پر کراہت کا بار ہے درمختار میں ہے کہ [۳] کره حمله على ظهر دابة بہر حال اگر ایسا ہوا تو ساتھ والے کھانے پانی سے نہ روکے جائیں گے بلکہ غفلت سے وہ بہر حال بیجا ہے نہ کہ جنازے کے پاس ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ۴۵: اب ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان مطبع مصطفائی لاہور تصنیف مولوی معنوی میاں عبداللہ متوطن ملتان صفحہ ۶ نقل ست کہ روزی پیغمبر ﷺ در مسجد مدینہ منورہ نشستہ بودند و باتمامی اصحابان صغار و کبار وعظ و حدیث شریف بیان میفرمودند کہ وحی جبرئیل علیہ السلام درخدمت پیغمبر ﷺ آمد پیغمبر ﷺ از سبب بیان حدیث و وعظ بطرف وحی علیہ السلام متوجہ نشدند و وحی علیہ السلام در دل خود وسوسہ و کدورت بسیار در خاطر کردند گفت عجب

---

[۱] ترجمہ: اگر دفن سے پہلے ایک دو میل لیجائے تو مضایقہ نہیں [۲] ترجمہ دوسری جگہ لے جانا بعض نے مطلقا جائز کہا اور بعض تین منزل سے کم تک اور امام محمد نے ایک دو میل سے زیادہ کی اجازت نہ دی کہ شہر کے گورستان کبھی اتنی دور ہوتے ہیں اس سے زیادہ دور لیجانا منع ہے نہر الفائق میں عقد الفرائد سے نقل کیا کہ یہی قول امام محمد ظاہر ہے۔ میں کہتا ہوں تو یہ قول اس اطلاق پر ترجیح رکھتا ہے جو یہ بیری خانیہ درمختار میں ہے کہ دفن سے پہلے اور جگہ لیجانے میں حرج نہیں اور خانیہ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر غیر شہر میں مرے تو مستحب یہ ہے کہ وہیں دفن کریں اور اگر دوسرے شہر کو لیجائیں تو حرج نہیں [۳] ترجمہ جنازے کو پیٹھ پر اٹھانا یا سواری پر بار کرنا مکروہ ہے۔۱۲

ست کہ کلام ربانی از جانب باری تعالٰی بہ آنحضرت میر سانم الحال بمن التفات نکروند ہمون وقت حضرت را از روئے کشف باطنی معلوم و مفہوم شد کہ بہ خاطر جبرئیل علیہ السلام کدورت گذشت پس جبرئیل علیہ السلام رانزد خود طلبیدہ پرسید کہ اے اخی جبرئیل کلام ربانی از کدام مقام بگوش میرسد گفت یارسول اللہ بالائے عرش یک قبہ نورست بمثل حجرہ دراں جا یک سوراخ ست از انجا بگوش من آواز میرسد حضرت رسول علیہ السلام فرمود باز نزد آں قبہ برواز اں جاخبر گرفتہ زود بمن برساں لیکن اندرون قبہ نروی چوں مہتر جبرائیل علیہ السلام بموجب فرمودہ رسول ﷺ باز رفت و اندرون قبہ درآمد چہ بمبید کہ اندرون قبہ نور محمد ﷺ ست و حضرت خود نشستہ اندو الحال مہتر جبرئیل علیہ السلام باز بہ جلدی پرواز فرمودو بر زمین ورود ینمود چہ بیند کہ رسول خدا ﷺ درہمون مکان باصحابان در حدیث ووعظ مشغول اند جبرئیل علیہ السلام از معائنہ این حال متعجب بماند وحیران گشت وشرمناک شدہ گفت کہ اے خدایا ازمن خطا شدہ مارا معاف فرمایند اب عرض یہ ہے کہ یہ نقل اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں اوراس مرتبہ کے لائق حضرت رسول خدا ﷺ ہیں یا نہیں اور حضرت رسول خدا ﷺ کو تعظیم دینا ثواب عظیم ہے اور آپ کے رسالہ تمہید ایمان بایات قرآن کے صفحہ چار میں حدیث تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین معنی تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں گا ﷺ یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں اگر کوئی بھی سوال کرے کہ علم غیب ذات الٰہی کے سوا کسی کو نہیں تو علم غیب حضرت ﷺ کو اولین و آخرین کا ہے یہ ثبوت آپ کا رسالہ (انباء المصطفٰے بحال سر واخفی) میں بدلائل قاہرہ ثابت کیا گیا ہے کہ از روز اوّل تا روز آخر تمام ما کان وما یکون اللہ تعالٰی کی دین سے حضور سید کائنات وباعث ایجادات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات پر روشن ہیں۔

الجواب: لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل و علا و صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم اشھد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ عزجلالہ و علیہ افضل الصلاۃ والسلام بیشک رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدار ایمان ہے جوان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ ﷺ کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پرنور ﷺ تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی حضور اقدس ﷺ کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے بیشک حضور اقدس ﷺ کو ان کے رب عزوجل نے تمام ماکان وما یکون کے ذرے ذرے کا علم محیط اور اس سے کروڑوں درجے اور زیادہ علم عطا فرمایا مگر یہاں اس کی بحث نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو جبرئیل امین کے قلب پر کیسے اطلاع ہوگئی بلکہ بحث اس معنے کی ہے جو اس حکایت سے نکلتے ہیں اس کے ظاہر سے جو عوام جہاں کے خیال میں آئے وہ تو صاف صاف حضور اقدس ﷺ کو معاذ اللہ خدا کہنا ہے اس کے کفر صریح ہونے میں شک کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمادیا ہے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئی ہمارے حضور سید یوم النشور ﷺ کے کمالات اعلیٰ کے برابر کسکے کمال ہوسکتے ہیں جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتو اجلال ہیں امام بوصیری قدس سرہ کی ہمزیہ شریف مین ہے

انما مثلوا صفاتك للنا   کما مثل النجوم الماء

یعنی تمام کمالات والے حضور کی صفتوں کا عکس و پرتو دکھاتے ہیں جیسے پانی میں ستاروں کا عکس نظر آتا ہے اے عزیز کہاں ستارے اور کیسے سیارے چشم حقیقت کو یہاں ہر شان سے الوہیت کے جلوے نظر آتے ہیں کہ آئینہ ذات ہیں ذات مع جملہ صفات ان میں متجلی ہے من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق دیکھا تو ان تجلیوں کے سامنے کون تھا کہ ھذا ربی ھذا اکبر نہ بول اٹھتا لہٰذا حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں

رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول۔ وہابیہ کہ جاہلوں سے بد تر جاہل اور ایسے مقام پر جہاں مسلمان کی تکفیر نکلتی ہو جان بوجھ کر متجاہل ہیں وہ تو اس حکایت کے یہی معنے لیں گے کہ قرآن خود حضور کا کلام ہے فوق العرش وہی خدا ہے اور زمین پر وہی محمد جیسے بعض جھوٹے متصوفہ زندیق و بے دین کہا کرتے ہیں یہ تو صریح کفر کی غلیظ نجاست میں سنا اور نصرانی سے بدتر نصرانی بننا ہے جو اس کا معتقد ہو بلکہ جو اسے جائز ہی رکھے یقیناً قطعاً کافر مرتد ہے اس کی موت وحیات میں تمام وہی احکام ہیں جو مرتدین ملعونین پر ہیں اور جب حکایت کے یہ معنے قرار دے لیے تو اس کے کاتب پر آپ ہی حکم کفر جڑیں گے مگر اہل علم وادراک جانتے ہیں وہ اس سے یہ مطلب سمجھیں گے کہ فوق العرش قبہ نور میں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ جلوہ فرما ہے اور از آنجا کہ تمام عالم پر تمام فیوض اس کی وساطت سے ہیں انما انا قاسمٌ واللہ مُعطِی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ اور نزول وحی بھی ایک فیض جلیل ہے تو یہ بھی بارگاہ الوہیت سے ابتداء حقیقت محمدیہ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اور وہ حقیقت کریمہ کہ قبہ نور بالائے عرش میں ہے جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر القاء فرماتی ہے جبریل امین ذات محمدی ﷺ کو کہ زمین پر جلوہ افروز ہے پہنچاتے ہیں یہ معنی کس طرح معاذ اللہ کفر کیا ضلال بھی نہیں البتہ یہ واقعہ صرف بے ثبوت ہی نہیں بلکہ یقیناً غلط ہے محال ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وحی لائیں اور حضور اقدس ﷺ التفات نہ فرمائیں شوق وحی میں حضور اقدس ﷺ کا یہ حال تھا کہ کچھ دنوں رک گئی تھی تو پہاڑوں پر تشریف لیجاتے اور اُوپر سے گرنا چاہتے جبریل امین فوراً حاضر ہوتے اور عرض کرتے واللہ حضور اللہ کے رسول ہیں یعنی بیشک وہ حضور کو ضائع نہ چھوڑیگا وحی آئے گی اور ضرور آئے گی [1] رواہ البخاری عن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شوق ذات محمد علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہے اور ذات ہی یہاں مشغول وعظ وہدایت انام ہے تو وحی کی طرف اس کا متوجہ نہ ہونا کیونکر معقول۔ نہ ہرگز القائے حقیقت کے سبب استغنائے ذات لازم۔ حضور اقدس ﷺ کو حفظ وحی میں کس درجہ کوشش بلیغ تھی

[1] ترجمہ یہ حدیث بخاری نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے کہ کوئی حرف ضبط سے رہ نہ جائے جس پر اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه جلدی کیلئے ختم وحی سے پہلے قرآن عظیم پڑھنے میں اپنی زبان کو جنبش نہ دو بیشک ہمارے ذمے ہے تمہارے سینہ پاک میں اسے جمع کرنا اور تمہارا اسے پڑھنا۔ پھر وہ کونسے حدیث و وعظ ہیں جو وحی الٰہی سے اہم ہیں (بلاشبہ) ملک جبار ذوی الاقتدار اپنے مقرب کو وزراعظم کے پاس اپنے پیام واحکام لے کر بھیجے اور وزیر اس وقت رعایا سے بات میں مشغول رہے فرمان سلطانی کی طرف التفات نہ کرے اس میں معاذ اللہ فرمان کو گویا ہلکا جاننے کا پہلو نکلتا ہے۔ جو یہاں محال قطعی ہے بالجملہ رسول اللہ ﷺ باعتبار حقیقت محمدیہ علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ جس طور پر ہم نے تقریر کی اس مرتبہ اور اس سے بدر جہا زائد کے لائق ہیں مگر یہ واقعہ غلط باطل ہے بغیر رد کئے اس کا بیان حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تنبیہ ضروری سوال میں جو عبارت دلیل الاحسان نقل کی اس میں اور خود عبارت سوال میں ﷺ کی جگہ صلعم لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ صدی کے بڑے بڑے اکابر وفحول کہلانے والوں میں پھیلی ہوئی ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی صللم کوئی فقط کوئی علیہ الصلاۃ والسلام کے بدلے عم یا ءم۔ ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کے لیے کیسی کیسی عظیم برکات سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا ڈانڈا پکڑتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول من کتب علیه السلام بالهمزة والمیم یکفره لا تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر یعنی کسی نبی کے نام پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی شان کا ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔ شک نہیں کہ گر معاذ اللہ قصداً استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کیلئے ہے یہ لوگ صرف کسل کاہلی نادانی جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کو مستحق نہیں مگر بے برکتی بے دولتی کم بختی زبون قسمتی میں شک

نہیں۔ اقول ظاہر ہے کہ القلم احدی اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے ﷺ کی جگہ مہمل بمعنی صلعم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یونہی کچھ الم علم بکنا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا علیهم رجزا من السماء بما کانوا یفسقون جس بات کا حکم ہوا تھا ظالموں نے اسے بدل کر اور کچھ کرلیا تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کے فسق کا۔ وہاں بنی اسرائیل کو فرمایا گیا تھا قولوا حطۃ یوں کہو کہ ہمارے گناہ اترے انہوں نے کہا حطۃ ہمیں گیہوں ملے یہ لفظ بامعنے تو تھا اور اب بھی ایک نعمت الٰہی کا ذکر تھا۔ یہاں حکم یہ ہوا ہے کہ یایها الذین امنوا صلّوا علیه وسلموا تسلیما اے ایمان والو اپنے نبی پر درود سلام بھیجو اللهم صل وسلم و بارك علیه و علی اله وصحبه ابدا اور یہ حکم وجوبًا خواہ استحبابًا ہر بار نام اقدس سننے یا زبان سے لینے یا قلم سے لکھنے پر ہے تحریر میں اس کی بجا آوری نام اقدس کے ساتھ ﷺ لکھنے میں تھی اسے بدل کر صلعم صللم ء م کرلیا جو کچھ معنے ہی نہیں رکھتا اس پر نزول عذاب کا خوف نہیں کرتے والعیاذ باللہ رب العلمین۔ یہ تو محل درود ہے جس کی عظمت اس حد پر ہے کہ اس کی تخفیف میں پہلوئے کفر موجود ہے اس سے اتر کر صحابہ و اولیاء رضی اللہ عنہم کے اسمائے طیبہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ ؓ[1] لکھنے کو علمائے کرام نے مکروہ و باعث محرومی بتایا سید علامہ طحطاوی فرماتے ہیں یکرہ الرمز بالترضے بالکتابة بل یکتب ذالك کلهٗ بکما له امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں و من اغفل هذا حرم خیرا عظیما و فوت فضلا جسیما جو اس سے غافل ہوا خیر عظیم سے محروم رہا اور بڑا فضل اس سے فوت ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ یونہی قدس سرہ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت و حرمان برکت ہے ایسی باتوں سے احتراز چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق خیر عطا فرمائے آمین۔

---

[1] لکھتے ہیں رضی اللہ عنہ کا اختصار لکھنا مکروہ ہے بلکہ تمام و کمال لکھے ۱۲

مسئلہ ۴۶ و ۴۷: یہ ابیات صحیح ہیں یا نہیں۔

روبرو احمد کے ہم کو خوش وسیلہ آج تم ہو
خادموں میں ہم کو سمجھو المدد یا عبد القادر
تم شب معراج آکر دوش پر پائے پیمبر
لے چڑھے عرشِ بریں پر المدد یا عبد القادر

الجواب: پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اذا سألتم الله حاجة فاسلوہ بی جب اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے لیے دعا کرو تو میرا وسیلہ لیکر دعا مانگو اور فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنه جو کسی بیچینی میں مجھ سے فریاد کرے اس کی بیچینی دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر پکارے وہ سختی زائل ہو۔ یہ دونوں ارشاد امام اجل یکتا ابو الحسن علی قدس سرہ نے بہجۃ الاسرار شریف اور دیگر اکابر ائمہ وعلما نے اپنی تصانیف میں روایت کیے۔ واللہ الحمد۔

اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوشِ مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا۔

تھا تمہارا دوشِ اطہر زینہ پائے پیمبر
جب گئے عرش بریں پر المدد یا عبد قادر

یہ دونوں صورتوں کا شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرعہ یوں ہوتا تو اور بہتر تھا ع المدد یا غوث اعظم کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸: بعض جگہ اس ملک افریقہ میں یہ رواج ہے کہ لڑکی کے ماں باپ دس یا بیس

جانور یا ان کی قیمت لے کر لڑکی اس شخص کے حوالے کرتے ہیں یہ ایک عام رواج ہو گیا ہے اور وہ لڑکی کے ماں باپ مسلمان ہیں اور بعض کافر بھی ہیں آیا زید اس لڑکی سے نکاح پڑھائیگا یا نہیں۔ زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکی باندی ہوئی جیسا کہ خریدی گئی ہے اس سے نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں کیا زید کا قول حق پر ہے یا بر خلاف شرع اور اگر بغیر نکاح کے گھر میں رکھا تو جو اولاد ہو گی وہ ولد الزنا ہو گی یا نہیں اور یہاں کچھ باندی غلام خریدے جاتے نہیں ہیں۔ ایک رواج ہو گیا ہے جیسے ملک ہند میں ہندو لوگ لڑکی کے دو ہزار یا زیادہ لیتے ہیں اس طرح سے یہاں بھی ایک رواج ہے۔

الجواب: زید غلط کہتا ہے اوّل تو اس کا رد وہی ہے جس کی طرف سوال میں اشارہ ہے کہ اس سے بیع مقصود نہیں ہوتی نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ لڑکی اتنے کو بیچی نہ یہ کہتا ہے خریدی نہ وہاں باندی غلام بکتے ہیں بلکہ یہ ایک رسم ہے کہ لڑکی دینے والے کو اس کے صلہ میں اتنا دیا جائے جیسا یہاں بعض ٹھاکر وغیرہ مشرکین میں معمول ہے ثانیاً بالفرض اگر یہ خرید و فروخت قرار پائے بلکہ خاص بقصد بیع صراحۃً فروختم و خریدم کہیں اور وہ کفار بھی حربی ہوں جب بھی وہ کنیز شرعی نہیں ہو سکتی نہ کسی طرح بے نکاح حلال ہو کہ آزاد کی بیع باطل ہے اور باطل کے لئے کوئی اثر نہیں اگر بے نکاح رکھا زنا ہو گا اور اولاد ولد الزنا اشباہ میں ہے[1] الحُرُّ لَایَدْخُلُ تحت الید ہدایہ میں ہے۔[2] بیع المیتۃ والدم والحر باطل لانہا لیست اموالا فلا تکون محلا للبیع اسی میں ہے[3] والباطل لا یفید ملک التصرف ظہیریہ میں ہے[4] اہل الحرب احرار ردالمحتار میں ہے[5] ارقاء بعد الاستیلاء علیہم اما قبلہ فاحرار لمافی الظہریۃ و فی المحیط دلیل علیہ مفتیہ المفتی پھر نہر الفائق پھر ابن عابدین میں ہے۔[6] باع الحربی ہناک ولدہ من مسلم لا یجوز ولو دخل دار نا بامان مع ولدہ فباع الولد

---

[1] ترجمہ آزاد پر کسی کا قبضہ نہیں ہوتا [2] ترجمہ مردار اور خون اور آزاد کی بیع باطل ہے کہ یہ مال نہیں تو بک نہیں سکتے [3] ترجمہ باطل سے تصرف کا اختیار حاصل نہیں ہوتا [4] ترجمہ حربی کافر بھی آزاد ہیں [5] ترجمہ حربی بعد استیلا غلام ہوں گے اس سے پہلے آزاد ہیں جیسا کہ ظہیریہ میں ہے اور محیط میں اس پر دلیل ہے۔ [6] ترجمہ حربی کافر بھی اگر دار حرب میں اپنا بچہ مسلمان کے ہاتھ بیچے جب بھی یہ بیع جائز نہیں اور اگر وہ دار الاسلام میں اپنے بچہ کے ساتھ آ کر یہاں اسے بیچے تو بلا جماع وہ بیع ناجائز ہے ۱۲

لا یجوز فی الروایات والوالجیہ پھر طحطاوی پھر شامی میں ہے [1] لان فی جازة بیع الولد نقض امانه ہاں اگر وہ کافر حربی ہوتا اور غیر اسلامی شہر میں مسلمان کے ہاتھ اپنی اولاد بیچتا اور مسلمان اسے قہر و غلبہ کے ساتھ اسلامی سلطنت میں لے آتا جہاں کفار کے قبضہ سے بالکل نکل جاتا تو شرعاً مالک سمجھا جاتا نہ اس بیع کے سبب بلکہ سبب عام کے باعث محیط و جامع الرموز و در منتقی و ردالمختار میں ہے [2] دخل دار ھم مسلم بامان ثم اشتری من احدھم ابنه ثم اخرجَهٗ الی دار نا قھرا ملکه و ھل یملکه فی دارھم خلاف والصحیح لا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۹: زید نے اگر ایک عورت سے نکاح کیا اس شرط سے ۵ روپے کے مہر اور مدت دو یا تین برس کی اس شرط سے نکاح جائز ہے اور اگر جائز ہے تو اس مدت پر مہر دینے پڑے کا یا نہیں اور اس ٹائم پر طلاق ہو جائیگی یا نہیں اگر زیادہ ٹائم میں اس عورت کو رکھنا چاہے تو پھر نکاح پڑھنا پڑے گا یا نہیں۔

الجواب: جس نکاح میں کسی مدت کی قید لگادی جائے مثلاً مرد کہے میں تجھے دو برس یا دس برس یا ایک دن کے لئے نکاح میں لایا عورت کہے میں نے قبول کیا یا مثلاً عورت کسی مسافر سے کہے جب تک تیرا یہاں رہنا ہو اس مدت کے لئے میں نے تجھ سے نکاح کیا مرد قبول کرے تو ان صورتوں میں وہ نکاح باطل و فاسد و واجب الفسخ ہے ان مرد و عورت پر فرض ہے۔ کہ فوراً جدا ہو جائیں وہ جدا نہ ہوں اور حاکم کو اطلاع ہو تو وہ جبراً جدا کر دے پھر اگر جماع سے پہلے جدا ہوئے تو مہر نہیں ورنہ ایسی عورت کا جو مہر مثل ہو اتنا دینا آئیگا لیکن جو بندھا تھا اس سے زیادہ نہ دیا جائے گا یعنی مثلاً پچاس روپے مہر بندھا اور اس کا مہر مثل اس قید یا اس سے کتنا ہی زائد ہے تو پچاس ہی دیے جائیں گے اور اگر مہر مثل پچاس سے کم ہے تو جتنا مہر مثل ہے وہی دیا جائے گا اگرچہ تین ہی روپے ہو پچاس پورے نہ کیئے جائیں گے طلاق نکاح صحیح میں ہوتی ہے اس میں فسخ واجب ہے طلاق کا لفظ کہے گا جب بھی فسخ ہی ہوگا

---

[1] ترجمہ اس لئے کہ اس نے جو اپنا بچہ بیچا اگر ہم اس بیع کو جائز رکھیں تو اس کی پناہ ٹوٹ جائے [2] مسلمان دار حرب میں پناہ لے کر گیا پھر وہاں کسی کافر کا بچہ اس سے خرید کر زبردستی دار الاسلام میں لے آیا تو اس کا مالک ہو جائیگا اور دار الحرب میں بھی اس کا مالک ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہوگا۔

اور وہ فوراً فوراً واجب ہے اور جب تک نہ کرلے واجب ہی رہے گا چاہے جس میعاد تک کے لیے نکاح کیا ہے نہ آئے یا آئے یا گزر جائے میعاد آنے پر بھی آپ سے آپ فسخ نہ ہو جائے گا اس نکاح کو چھوڑ کر بروجہ صحیح نکاح جب چاہیں کرسکتے ہیں میعاد سے پہلے خواہ بعد۔ بغیر اس کے حرام سے باہر نہ ہوں گے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نفس عقد نکاح میں ایک مدت تک کی قید مذکور ہو اور اگر نکاح بے قید مدت کیا اور دل میں یہ ہے کہ اتنے دنوں کیلئے کرتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا یا عقد نکاح میں ایک مدت کے بعد طلاق دینے کی شرط لگائی مثلاً تجھ سے نکاہ کیا اس شرط پر کہ اتنے دنوں بعد طلاق دیدوں گا یا پہلے باہم گفتگو ہوئی تھی کہ اتنے دنوں کے لئے نکاح کرلیں پھر نکاح مطلق بلا قید کیا تو ان سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح ہوا اور نفس نکاح سے مہر جتنا بندھا ہے ذمہ شوہر پر آیا اور اس وقت آنے پر طلاق نہ ہوگی جب تک نہ دے گا اور اس میعاد کے بعد عورت کو ہمیشہ اسی پہلے نکاح پر رکھ سکتا ہے۔ درمختار میں ہے[1] بطل النکاح متعه وموقت وان جهلت المدة اوطالت فی الاصح ولیس منه مالو نکحها علی ان یطلقها بعد شهرا ونوی مکثه معها مدة معینة ہدایہ میں ہے النکاح[2] الموقت باطل وقال زفر صحیح لازم لان النکاح لا یبطل بالشروط الفاسدة ولنا انه اتی بمعنی المتعة والعبرة فی العقود للمعانی مجتبیٰ پھر بحر پھر ردالمحتار میں ہے[3] کل نکاح اختلف العلماء فی جوازه کالنکاح بلا شهود فالدخول فیه موجب للعدة درمختار میں ہے[4] یجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطء فی القبل لا بغیره کالخلوة لحرمة وطئها ولم یزد علی المسمی لرضاها بالحط ولو کان دون المسمی

[1] ترجمہ متعہ باطل ہے یونہی جو نکاح ایک وقت تک کی شرط سے کیا جائے درست نہیں اگر چہ وہ کوئی معین مدت نہ ہو جب بھی صحیح یہی ہے کہ صحیح نہیں اور اگر اس شرط پر نکاح مثلاً ایک مہینے بعد اسے طلاق دے دوں گا یا دل میں یہ نیت ہے کہ اتنی مدت تک کیلئے نکاح کرتا ہوں تو ہرج نہیں [2] ترجمہ ایک وقت کی شرط کا نکاح فاسد ہے اور امام زفر نے کہا صحیح و لازم ہے اس لئے کہ نکاح فاسد شرطوں سے فاسد نہیں ہوتا اور ہمارے امام کی یہ دلیل ہے کہ جب اس نے ایک مدت تک کی شرط سے نکاح کیا تو یہی مضمون متعہ ہے اور عقدوں میں معنے ہی کا اعتبار ہے تو گویا اس نے متعہ کیا اور متعہ باطل ہے [3] ترجمہ ہر وہ نکاح جس کے جواز میں اماموں کا خلاف ہو جیسے بے گواہوں کے نکاح اس میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب ہو جائے گی [4] ترجمہ نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے نہ صرف خلوت وغیرہ مثل بوس و کنار سے بلکہ خاص فرج میں داخل کرنے سے اس لئے کہ اس کی صحبت حرام ہے اور وہ مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے زیادہ نہ دلایا جائے گا کہ زیادتی ساقط کرنے پر عورت خود راضی ہو چکی اور اگر مہر مثل باندھے ہوئے مہر سے کم ہے تو صرف مہر مثل دلائیں گے کہ عقد فاسد ہونے کے سبب مقدار مہر کا جو تعین اس میں ہوا تھا وہ بھی فاسد ہے اور مرد و عورت ہر ایک کو اس کے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور وہ فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ انہیں جدا کرے اور اگر وطی کرچکا ہے تو عدت اس وقت سے واجب ہوگی جب حاکم ان کو جدا کردے یا شوہر عورت کو چھوڑ دے۔

لزم مھر المثل لفساد التسمیة بفساد العقد و یثبت لکل منھما فسخه و یجب علی القاضی التفریق بینھما و تجب العدة بعد الوطء من وقت التفریق اومتارکة الزوج واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۰: ایک کافرہ عورت ایمان لائی اور اس کا باپ کافر ہے اب عقد نکاح باندھتے وقت اس کافر باپ کا نام لیا جائے گا دوسرے کوئی شخص کو اس عورت کا باپ مقرر کیا جائے گا یا سیدنا آدم علیہ السلام کا نام لیا جائے گا مثلاً فلاں بنت آدم کہا جائے گا کیونکہ ہر ایک کے باپ تو یہی ہیں۔

الجواب: اگر عورت مجلس نکاح میں حاضر ہے اور عقد نکاح میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا مثلاً ناکح نے کہا میں اس عورت کو اتنے مہر پر اپنے نکاح میں لایا عورت یا اس کے وکیل یا ولی مثلاً اس کے مسلمان بھائی نے قبول کیا یا عورت کے وکیل یا ولی نے ناکح سے کہا میں نے یہ عورت اتنے مہر پر تیرے نکاح میں دی اس نے کہا میں نے قبول کی اس صورت میں تو عورت کے نام لینے کی حاجت ہی نہیں جیسے خود بالمشافہہ عورت ایجاب وقبول کرے مثلاً شوہر یا اس کا وکیل یا ولی عورت سے کہے میں تجھے اپنے یا فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں لایا عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو تیرے یا فلان بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا شوہر یا وکیل یا ولی شوہر نے قبول کیا کہ ضمیر مخاطب یا متکلم کے ساتھ نام کی حاجت نہیں ہوتی اور اگر ان سب صورتوں میں عورت کے باپ یا خود عورت کا بھی محض غلط نام لیا جائے جب بھی نکاح میں فرق نہیں آتا اسی عورت متکلمہ یا مخاطبہ یا مشار الیہا کے ساتھ نکاح ہوگا مثلاً عورت لیلٰی بنت زید بن عمرو ہے ناکح نے اس سے کہا تو کہ سلمٰی بنت بکر بن خالد ہے میں تجھے اپنے نکاح میں لایا لیلٰی یا وکیل یا ولی نے قبول کیا یا لیلٰی نے کہا میں کہ سعیدہ بنت سعید بن مسعود ہوں میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا ناکح نے قبول کیا یا لیلٰی جلسہ میں حاضر تھی وکیل خواہ ولی نے اس کی طرف اشارہ کرکے کہا اس عورت حمیدہ بنت حمید بن محمود کو میں نے تیرے نکاح میں دیا یا ناکح نے کہا اس عورت رشیدہ بنت رشید بن قاسم کو میں اپنے نکاح میں لایا دوسری طرف سے قبول ہوا ان تمام

صورتوں میں لیلیٰ ہی سے نکاح ہوگیا اگر چہ اس کے اور اس کے باپ دادا سب کے نام غلط لیے گئے۔ ہاں اگر نہ عورت سے خطاب ہو نہ عورت خود متکلم نہ اس کی طرف بحالت حاضری مجلس اشارہ ہو تو اب البتہ اسے معین کرنے کی ضرورت ہوگی اور تعیین غالباً اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام سے ہوتی ہے جہاں صرف باپ کے نام سے تمیز کامل ہو جائے دادا کا نام ضروری نہیں ورنہ ضرور ہے اس صورت میں لازم ہے کہ اس کے انہیں باپ دادا کا نام لیا جائے جن سے وہ پیدا ہے دوسرے کا نام لیا یا بنت آدم بلا تعیین کہا تو نکاح نہ ہوگا اس کے باپ دادا کا فر ہونا نکاح کے وقت ان کی طرف نسبت نسبت سے مانع نہیں جیسے سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی جہل ہی کہا جاتا ہے اگر چہ وہ نہایت اخبث کا فر عدو اللہ تھا اور یہ جلیل القدر صحابی سردار لشکر اسلام انہیں کے سبب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ابو جہل کے لیے ایک خوشہ انگور ملاحظہ فرمایا اور اسپر تعجب ہوا کہ جنت سے ابو جہل کو کیا نسبت جس کی تعبیر عکرمہ رضی اللہ عنہ ہوئے بلکہ عمر بن خطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب ہی کہتے ہیں رضی اللہ عنہم اگر چہ خطاب وعفان و ابو طالب مسلمان نہ تھے یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحیّ تنویر الابصار و درمختار میں ہے (۱ غلط وکیلھا بالنکاح فی اسم ابیھا بغیر حضور ھالم یصح) للجھالۃ وکذالوغلط فی اسم بنتہ الا اذا کانت حاضرۃ واشار الیھا فیصح ردالمحتار میں ہے۲ لان الغائب یشترط ذکر اسمھا اسم ابیھا وجدھا واذا عرفھا الشھود یکفی ذکر اسمھا فقط لان ذکر الاسم وحدہ لایصرفھا عن المراد الی غیرہ بخلاف ذکر الاسم منسوبا الی اب اخرفان فاطمۃ بنت احمد لا تصدق علی فاطمۃ بنت محمد

---

۱ ترجمہ عورت جلسہ نکاح میں حاضر نہیں اور وکیل نے اس کے باپ کے نام میں غلطی کی نکاح نہ ہوگا کہ عورت مجہول رہی یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کرے ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا تو صحیح ہے ۲ اس لئے کہ جب عورت جلسۂ نکاح میں حاضر نہ ہو تو اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لینا شرط نکاح ہے ہاں اگر گواہ عورت کے نام ہی سے پہچان لیں تو یہی کافی ہے کہ اس سے نکاح دوسری عورت کی طرف تو نہ پھرے گا بخلاف اس کے کہ باپ کا نام بدل گیا کہ فاطمہ بنت محمد یہ فاطمہ بنت احمد صادق نہیں یونہی اگر عورت کے نام میں غلطی کی ہاں اگر عورت حاضر ہو اور اس کی طرف اشارہ کیا جائے تو اگر چہ اس کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے کچھ نقصان نہیں کہ اشارہ کرنے سے جو پہچان حاصل ہوتی ہے وہ اس سے قوی ہے جو نام لینے سے ہو کہ یہ نام دوسری عورت کا بھی ہوگا لہٰذا اشارہ کے ساتھ نام کا کچھ اعتبار نہیں جیسے نماز میں یوں نیت کرے کہ اس امام زید کے پیچھے اور وہ واقع میں عمرو ہو نماز ہو جائے گی۔

و کذ ایقال فیما لو غلط فی اسمہا الا اذا کانت حاضرۃ فانہا لو کانت مشار الیہا و غلط فی اسم ابیہا واسمہا لا یضرلان تعریف الاشارۃ الحسیۃ اقوی من التسمیۃ لما فے التسمیۃ من الاشتراک العارض فتلغوا لتسمیۃ عندہا کما لو قال اقتدیت بزید ھذا فاذا ھو عمر و فانہ یصح واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۱: اگر نوشہ حنفی مذہب ہے اور شاہد اگر ایک شافعی مذہب کا ہو تو نکاح درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ نہیں جو نوشہ حنفی مذہب کا ہے تو وکیل۔ وگواہ ہر ایک حنفی مذہب سے ہونا چاہیے یہ مسئلہ کس طرح ہے۔

الجواب: زید جاہل ہے دل سے مسئلہ گڑھتا ہے حنفی کا نکاح ہوجائے گا اگرچہ وکیل وگواہ اور قاضی وولی وزوجہ سب کے سب شافعی یا مالکی یا حنبلی یا مختلف ہوں یعنی ان میں کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی یو ہیں ان تینوں مذہب والوں کا نکاح صحیح ہے اگرچہ باقی لوگ دوسرے تین مذہب کے ہوں چاروں مذہب والے حقیقی عینی بھائی ہیں ان کی ماں شریعت مطہرہ اور ان کا باپ اسلام طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے ھذہ الطائفۃ الناجیہ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم لحنفیون والمالکیون والشافعیون الحنبلیون رحمہم اللہ تعالٰی و من کان خارجا عن ھذہ الا ربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار نجات پانے والا گروہ چار مذہب حنفی مالکی شافعی حنبلی میں جمع ہے اب جو ان چاروں سے خارج ہے وہ بدعتی جہنمی ہے بلکہ مسلمان عورت کے نکاح میں گواہ اگر بد مذہب بھی ہوں مثلاً تفضیلی جب بھی نکاح میں خلل نہیں ہاں سب گواہ ایسے بد مذہب ہوئے جن کی ضلالت کفر وارتدا کو پہنچی ہوئی ہے جیسے وہابی رافضی دیوبندی نیچری غیر مقلد قادیانی چکڑالوی تو البتہ نکاح نہ ہوگا کہ زن مسلمہ کے نکاح میں دو مسلمان گواہ شرط ہیں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ کافرہ سے نکاح کرے تو وہاں دو کافروں کا گواہ ہونا بھی بس ہے اور وکیل کا تو مسلمان ہونا بھی کسی حالت میں شرط نہیں نہ کر خاص حنفی ہونا درمختار میں ہے شرط[۱] حضور شاھدین مسلمین لنکاح مسلمۃ ولو

---

[۱] ترجمہ نکاح کی شرط ہے کہ دو گواہ حاضر ہوں اور اگر مسلمان عورت کا نکاح ہے تو لازم ہے کہ دونوں گواہ مسلمان ہوں اگرچہ فاسق ہوں اور اگر مسلمان کسی کتابیہ ذمیہ سے دو ذمی کافروں کے سامنے کرے تو جائز ہے اگرچہ ان گواہوں کا مذہب عورت کے مذہب کے خلاف ہو

فاسقین وصح نکاح مسلم ذمیةً عند زمیین ولو مخالفین لدینها بدائع میں ہے[1] تجوز وکالة المرتد بأن وکل مسلم مرتد اوکذا لوکان مسلماً وقت التوکیل ثم ارتدفهو علی وکالته الاان یلحق بدارالحرب فتطل وکالته واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۲: اگر زید نماز فرض پڑھتا ہے اور ایک نماز میں دو واجب ترک ہوں مثلاً عصر کے فرض پڑھتا ہے اور اول واجب ترک ہوا جہر سے قراءت پڑھ لی اور دوسرا واجب قعدہ اولی میں بعد عبدہ رسولہ کے درود ابراہیم پڑھا اس صورت میں ایک سجدہ سہو کا دینے سے دونوں واجب ادا ہو جائیں گے یا نماز پھر دہرانا پڑے گی۔

الجواب: اگر ایک نماز میں دس واجب بھولے سے ترک ہوں تو سب کے لیے وہی دو سجدہ سہو کافی ہیں۔ بحرالرائق میں ہے کہ[2] ترك جمیع واجبات الصلاة سهوالایلزمه الاسجدتان واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۳: بعض نمازیوں کو بسبب کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر میں اور حشر میں خدواند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت سے اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہو جاتا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں

الجواب: اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں فرماتا ہے سیما هم فی وجوههم من اثر السجود ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے صحابہ وتابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں اوّل وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام حسن بصری وعطیہ عوفی و خالد حنفی ومقاتل بن حیان سے ہے دوم خشوع وخضوع وروش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عباس وامام مجاہد سے ہے سوم چہرے کی زردی کہ قیام اللیل وشب بیداری میں پیدا ہوتی ہے یہ امام حسن

---

[1] ترجمہ مرتد کی وکالت جائز ہے کہ مسلمان کسی مرتد کو وکیل کرے یونہی اگر وکیل کرتے وقت مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تو وکالت باقی رہے گی مگر جبکہ دارحرب کو چلا جائے کہ اب اس کی وکالت باطل ہو جائے گی[2] ترجمہ اگر بھول کر تمام واجب یک لخت چھوڑ دیگا تو وہی دو سجدے واجب ہوں گے۔

بصری وضحاک وعکرمہ وشمر بن عطیہ سے ہے چہارم وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے یہ امام سعید بن جبیر وعکرمہ سے ہے۔ ان میں پہلے دو قول اقویٰ واقدام ہیں کہ دونوں خود حضور سید عالم ﷺ کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی ومقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے[1] رواہ الطبرانی فی معجمیہ الاوسط والصغیر وابن مردویہ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی قولہ عزوجل سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود قال النور یوم القیمۃ ولہٰذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا اقول سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود ہاں بیداری بغرض سجود ہے اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے وضو کا پانی اثر سجود نہیں اور مٹی بعد نماز چھڑا دینے کا حکم ہے یہ سیماو نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو بہر حال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتا نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ بن عباس وسائب بن یزید ومجاہد رضی اللہ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔ طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے سنن میں حمید بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہیں سائب بن یزید رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا ایک شخص آیا جس کے چہرہ پر سجدہ کا داغ تھا سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا لقد افسدھذا وجھہ اما واللہ ما ھی السیما التی سمی اللہ ولقد صلیت علی وجھی منذثمانین سنۃ ما اثر السجود بین عینی بیشک اس شخص نے اپنا چہرہ بگاڑ لیا۔ سنتے ہو خدا کی قسم یہ وہ نشانی نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے میں اسی برس سے نماز پڑھتا ہوں میرے ماتھے پر داغ نہ ہو۔ سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن نصر وابن جریر نے مجاہد سے روایت کی اور یہ سیاق اخیر ہے حدثنا ابن حمید ثنا جریر عن منصور عن مجاھد فی قولہ تعالٰی سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود قال ھو الخشوع فقلت ھو اثر السجود فقال انہ یکون بین

---

[1] ترجمہ: اسے طبرانی نے معجم اوسط وصغیر میں اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے چہروں کا نور مراد ہے۔ ۱۲

یحنیه مثل رکبة العنز وهو کما شاء الله یعنی منصور بن المعتمر کہتے ہیں امام مجاہد نے فرمایا اس نشانی سے خشوع مراد ہے میں نے کہا بلکہ داغ جو سجدے سے پڑتا ہے فرمایا ایک کے ماتھے پر اتنا بڑا داغ ہوتا ہے جیسے بکری کا گھٹنا اور وہ باطن میں ویسا ہے جیسی اس کے لیے خدا کی مشیت ہوئی یعنی یہ دھبہ تو منافق بھی ڈال سکتا ہے ابن جریر نے بطریق مجاہد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا اما انه لیس بالذی ترون ولکنه سیما الاسلام و محجیته و سمته و خشوعه خبردار یہ وہ نہیں جو تم لوگ سمجھتے ہو بلکہ یہ اسلام کا نور اس کی خصلت اس کی روش اس کا خشوع ہو بلکہ تفسیر خطیب شربنی پھر فتوحات سلیمانیہ میں ہے قال البقاعی ولا یظن ان من السیما مالصنعه بعض المرائین من اثرهیأۃ سجود فی جبهتة فان ذلك من سیما الخوارج و عن ابن عباس عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم انه قال لا بعض الرجل واکرهه اذا رأیت بین عینیه اثر السجود یعنی یہ نشان سجدہ جو بعض ریاکار اپنے ماتھے پر بنا لیتے ہیں یہ اس نشانی سے نہیں یہ خارجیوں کی نشانی ہے اور ابن عباس سے روایت مرفوع آئی کہ میں آدمی کو دشمن و مکروہ رکھتا ہوں جبکہ اس کے ماتھے پر سجدہ دیکھتا ہوں۔ اقول اس روایت کا حال اللہ جانے اور بفرض ثبوت وہ اس پر محمول جو دکھاوے کیلئے ماتھے اور ناک کی مٹی نہ چھڑائے کہ لوگ جانیں یہ ساجدین سے ہے اور وہ انکار بھی سب اسی صورت ریا کی طرف راجع ورنہ کثرت سجود یقیناً محمود اور ماتھے پر اس سے نشان خود بن جانا نہ اس کا روکنا اس کی قدرت میں ہے نہ زائل کرنا نہ اس کی اس میں کوئی نیت فاسدہ ہے تو اسپر انکار نا متصور اور مذمت ناممکن بلکہ وہ من جانب اللہ اس کے عمل حسن کا نشان اس کے چہرے پر ہی تو زیر آیہ کریمہ سیما هم فی وجوههم من اثر السجود داخل ہوسکتا ہے کہ جو معنی فی نفسہ صحیح ہو اور اس پر دلالت لفظ مستقیم اسے معانی آیات قرآنیہ سے قرار لیں سکتے ہیں کما صرح به الامام حجة الاسلام و علیه درج عامة المفسرین الاعلام اب یہ نشان اسی محمود و مسعود نشانی میں داخل ہوگا جس کی تعریف اس آیت کریمہ میں ہے کہ بلاشبہ یہ امر جس طور پر ہم نے تقریر کی فی نفسہ عمل حسن سے ناشی اور اس کی نشانی اور الفاظ آیت کریمہ میں اس کی

گنجائش ہے لاجرم تفسیر نیشاپوری میں اسے بھی آیت میں برابر کا محتمل رکھا تفسیر کبیر میں اسے بھی تفسیر آیت میں ایک قول بتایا کشاف وارشاد العقل میں اسی پر اعتماد کیا بیضاوی نے اسی پر اقتصار کیا اور اس کے جائز بلکہ محمود ہونے کو اتنا بس ہے کہ سیدنا امام سجاد زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہم کی پیشانی نورانی پر سجدہ کا یہ نشان تھا مفاتیح الغیب میں ہے[۱] قوله تعالى سيماهم فيه وجهان احدهما ان ذلك يوم القيمه و ثانيهما ان ذلك في الدنيا وفيه وجهان احدهما ان المراد ما يظهر في الجباه بسبب كثرة السجود الخ انوار التنزیل میں ہے[۲] يريد اسمة التي تحدث في جباههم من كثرة السجود رغائب القرآن میں ہے[۳] يجوز ان تكون العلامة امراً محسوسا وكان كل من علي بن الحسين زين العابدين و علي بن عبد الله بن عباس يقال له ذوالثفنات لان كثرة سجودهما احدثت في مواضع السجود منهما اشباه ثفنات البعيه والذي جاء في الحديث لاتعلبوا صوركم اى لاتخذ شوها و عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما انه رأى رجلا اثر في وجهه السجود فقال ان صورتك انفك ووجهك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك محمول على التعمد رياء وسمعة ويجوز ان يكون امرا معنويا من البهاء والنور کشاف میں ہے[۴] المراد بها السمة التي تحدث في جبهة السجاد من

[۱] ترجمہ اس علامت میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ قیامت میں ہوگی دوسری یہ کہ دنیا میں ہے اور اس اخیر میں دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ اثر ہے جو کثرت سجدہ سے پیشانیوں پر ظاہر ہوتا ہے [۲] ترجمہ وہ داغ مراد ہے جو ان کی پیشانیوں میں کثرت سجدہ سے ہو [۳] ترجمہ یہ جو علامت سجدہ کہ آیت میں ذکر فرمائی جائز ہے کہ امر محسوس ہو امام علی بن حسین زین العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس ان دونوں کو گھٹے والے کہا جاتا کہ کثرت سجدہ سے دونوں صاحبوں کی پیشانی وغیرہ مواضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور وہ جو حدیث میں آیا کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے (یعنی ناک) پر سجدے کا نشان ہو گیا تھا اس سے فرمایا تیرے ناک اور مونہہ تیری صورت میں تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت فیمی نہ بنا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ دکھاوے کیلئے قصداً گھٹی ڈالے اور جائز ہے کہ وہ علامت امر معنوی ہو یعنی صفا و نورانیت [۴] ترجمہ اس نشانی سے داغ مراد ہے کہ کثیر السجدہ شخص کی پیشانی میں کثرت سجود سے پیدا ہوتا ہے اور وہ جو فرمایا کہ سجدے کے اثر سے یہ اس مراد کو واضح کرتا ہے یعنی اس تاثیر سے جو سجدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دونوں علی امام علی بن حسین زید العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس پدر خلفا رضی اللہ عنہم گھٹے والے کہلاتے کہ کثرت سجود سے ان کی پیشانی وغیرہ واضع سجود پر گھٹے پڑ گئے تھے اور یونہی امام سعید بن جبیر سے اسکی تفسیر مروی ہے کہ وہ چہرہ پر نشان ہے۔ اب اگر تو کہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تو حدیث یہ آئی کہ اپنی صورتیں داغی نہ کرو (بقیہ اگلے صفحہ پر)

كثرةِ السجود و قوله تعالٰی من اثر السجود يفسرها ای من التاثير الذی يؤثره السجود وكان كل من العليين علی بن الحسين زين العابدين وعلی بن عبد الله بن عباس ابی الاملاك يقال له والتفنات لا ن كثرة سجودهما احدثت فی مواقعه منهما اشباه ثفنات البعير وكذا عن سعيد بن جبير هی السمة فی الوجه فان قلت فقد جاء عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم لا تعلبوا صوركم وعن ابن عمر رضی الله عنهما انه رای رجلا قد اثر فی وجهه السجود فقال ان صورة وجهك انفك فلا تعلب وجهك ولا تشن صورتك قلت ذلك اذا اعتمد بجهته علی الارض لتحدث فيه تلك السمته و ذلك رياء نفاق يستعاذ بالله منه و نحن فيما حدث فی جبهة السجاد الذی لا يسجد الا خالصا لوجه الله تعالٰی وَعَنْ بعض المتقدمين كنا نصلی فلا يری بين اعيننا شیء ونری احدنا الاٰنَ يصلی فيری بين عينيه ركبة البعير فما ندری اثقلت الارؤس ام خشنت الارض و انما ارا د بذلك من تعمد ذلك للنفاق تفسير علامه ابو السعود افندی میں ہے (سيما هم ۱) ای سمتهم (فی وُجُوْهِهِم) ای فی جباههم (من اثر السجود) ای من التاثير الذی يؤثره كثرة السجود وما روی من قوله صلی الله تعالٰی عليه وسلم لا تعلبوا صورك ای لا تسوها انما هوفيما اذا اعتمد بجهته علی الارض ليحدث فيها تلك السمة و ذلك محض رياء و نفاق و الكلام فيما حدث فی جبهة السجاد الذی لا يسجد الا خالصا لوجه الله عزوجل و كان الاعام زين العابدين و علی بن عبد الله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهم يقال لها ذوالُتفنات لما احدثت كثرة سجود هما فی مواقعه منهما

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے چہرہ پر داغ سجدہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے چہرے کے سو بھا تیری ناک ہے تو اپنا چہرہ داغی نہ کرو اور اپنی صورت نہ بگاڑ میں کہوں گا کہ یہ اس کے بارے میں ہے جو زمین پر پیشانی زور سے گھسیٹے تا کہ یہ داغ پیدا ہو جائے بدریا و نفاق ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگی جاتی ہے اور ہمارا کلام اس نشان میں ہے جو اس کثیر السجود کے چہرے میں خود پیدا ہوتا ہے خالص اللہ عزوجل ہی کیلئے سجدہ کرتا ہے اور بعض سلف نے کہا ہم نماز پڑھتے تو ہمارے ہاتھوں پر کچھ نشان نہ ہوتا اور ۱ اس کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو عبارت کشاف کا تھا۔

اشباہ شننات البعیر قال قاتلھم دیار علی والحسین وجعفرہ و حمزۃ والسجاد ذی الثفنات نہایہ ومجمع البحار میں ہے[1] حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ رأی رجلا بانفہ اثر السجود وقال لا تعلب صورتک یقال علیہ اذا وَسَمَهُ المعنے لا تؤثر فیھا بشدۃ اتکالئک علی انفک فی السجود ناظرعین الغریبین ومجمع بحار الانوار میں ہے[2] ای لا تشینن صورتک بشدۃ انتحائک علی انفک بالجملہ زید کا قول باطل محض ہے اور امام زین العابدین وحضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے مبارک چہروں پر یہ نشان ہوتا اس کے قول کو اور بھی مردود کر رہا ہے اور ایک جماعت علما کے نزدیک آیہ کریمہ میں یہ مراد ہونا جس سے ظاہر کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی یہ نشان تھا اور یہ کہ اللہ عزوجل نے اس کی تعریف فرمائی اب تو قول زید کی شناعت کی کوئی حد نہ رکھے گا اقوال اور اس بارے میں تحقیق حکم یہ ہے کہ دکھاوے کے لیے قصداً یہ نشان پیدا کرنا حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے اور وہ نشان معاذ اللہ اس کے استحقاق جہنم کا نشان ہے جب تک توبہ نہ کرے اور اگر یہ نشان کثرت سجود سے خود پڑ گیا تو وہ سجدے اگر ریائی تھے تو فاعل جہنمی اور یہ نشان اگرچہ خود جرم سے پیدا ہوا لہٰذا اسی ناریت کی نشانی اور اگر وہ سجدے خالصاً لوجہ اللہ تھے یہ اس نشان پڑنے سے خوش ہوا کہ لوگ مجھے عابد ساجد جانیں گے تو اب ریا آ گیا اور یہ نشان اس کے حق میں مذموم ہو گیا اور اگر اسے اس کی طرف کچھ التفات نہیں تو یہ نشان نشان محمود ہے اور ایک جماعت کے نزدیک آیہ کریمہ میں اس کی تعریف موجود ہے امید ہے کہ قبر میں ملائکہ کے لئے اس کے ایمان ونماز کی نشانی ہو اور روز قیامت یہ نشان آفتاب سے زیادہ نورانی ہو جبکہ عقیدہ مطابق اہل سنت وجماعت صحیح وحقانی ہو ورنہ بد دین گمراہ کی کسی عبادت پر نظر نہیں ہوتی جیسا کہ ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث میں نبی ﷺ سے ہے یہی وہ دھبہ ہے جسے خارجیوں کی علامت کہا گیا۔ بالجملہ مذہب کا دھبہ مذموم اور سنی میں دونوں احتمال ہیں ریا ہو تو مذموم ورنہ محمود۔ اور کسی سنی پر ریا کی تہمت تراش لینا اس سے زیادہ مذموم ومردود کہ بدگمانی

---

[1] ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی ناک پر سجدہ کا داغ دیکھا فرمایا اپنی صورت داغی نہ کر یعنی سجدے میں ناک پر اتنا زور نہ دے کہ داغ پڑ جائے۔ [2] ترجمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ معنی ہیں کہ ناک پر بشدت زور ڈال کر اپنی صورت نہ بگاڑ لیں۔

سے بڑھ کر کوئی بات نہیں قالہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴: زید ایمان مفصل سے بیان کرتا ہے امنت باللہ الخ بعد اپنا عقیدہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ زید اگر شرابی ہو زانی ہو حرام کھائے اور نماز ادا نہ کرے و روزے ماہ رمضان شریف کے نہ رکھے چوری کرے خدا اور رسول جل وعلا ﷺ کی نافرمانی کرے آخر سب کچھ نیک و بد کو والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتا ہے اور عمرو نے اس وہم شفیع کے رد میں قرآن عظیم کی آیتیں واحادیث پیش کیں اور حضور کی تصنیف کے رسالہ تمھید ایمان سے دلیل صفحہ ۲۸ شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لا یکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ اوالمجمع علیہ کا ستحلال المحرمات اھ الخ۔ یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو مونھ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہو اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی وہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو مونھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے یعنی جبکہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

کیوں میاں والقدر خیرہ و شرّہٖ من اللہ تعالیٰ کا مطلب شراب پینے اور زنا کرنے وغیرہ کا گڑھنا کیا منافی ایمان نہیں۔

زید کہتا ہے کیا یہ کلام خدا جل وعلا کا والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ جھوٹا ہے اس کا جواب حضور کی تصنیف کا رسالہ خالص الاعتقاد سے پوچھے صفحہ ۴ مثلاً اللہ عزوجل کے لئے ید و عین کا مسئلہ قال اللہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیھم وقال اللہ تعالیٰ و لتصنع علی عینی ید ہاتھ کو کہتے ہیں عین آنکھ کو۔ اب جو یہ کہے کہ جیسے ہمارے ہاتھ

آنکھ ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لیے وہ قطعاً کافر ہے اللہ عزوجل کا ایسی یدوعین سے پاک ہونا ضروریات دین سے ہے اسی طرح والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ پرایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے اب زید کہتا ہے حدیث میں فرمایا ہے کہ جب بچہ ماں کے شکم میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت اللہ عزوجل دو فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اس کی تقدیر میں نیک و بد لکھ جو کچھ اس کی حیات سے لے کر موت تک کا خیر و شر ہے لکھا جاتا ہے پھر تقدیر کا لکھا کیسے مٹتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ ہمارے جدامجد سیدنا آدم علیہ السلام کو رب عزوجل نے گیہوں کے دانے کھانے سے منع کیا تھا اور ان کی تقدیر میں لکھا تھا تو آپ بھول گئے اور دانے کھائے ماشاء اللہ انصاف کہاں گیہوں اور کہاں شراب پینا اور زنا کرنا و کتبہ و رسلہ کا تو حکم شروع میں آیا ہے کیا اسے چھوڑ دو گے اس کی سزا آخر تمہید ایمان سے بس ہے دیکھو صفحہ ۳۲ آیت ۲۸۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے افتؤمنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض اھ الخ تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو نہ ان پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو نہ ان کو مدد پہنچے ہاں اب اگر زید والقدر خیر و شرہ من اللہ تعالیٰ کا مطلب کچھ گڑھے تو وہ دیوبندی و در بھنگی کی سی مکاریوں کی چال ہے جن کا بیان حضور کا یہاں کے رسالے پیکان جانگداز بر جان مکذبان بی نیاز میں نمبر ۲۱ سے نمبر ۳۹ تک ہے اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالح اور کون بدمذہب اور جہنمی ہے۔

الجواب: یہ مکالمہ کہ سائل سلمہ نے لکھا اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ زید یا تو محرمات کو حلال جانتا ہے کہ سب کچھ من جانب اللہ ہے یا کم از کم ان کے ارتکاب پر الزام نہیں مانتا کہ سب تقدیر سے ہے عمر نے اس پر رد کیا کہ یہ ضروریات دین کا انکار ہے اور وہ کفر ہے زید نے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ سے حجت لی عمرو نے جواب دیا کہ مسئلہ قدر مثل

آیات متشابہات ہے کہ ایمان لانا فرض اور چون وچرا حرام۔ زید نے جاہلانہ پھر اسی عبثتہ تقدیر سے استناد کیا عمرو نے جواب دیا کہ اسی ایمان مفصل میں والقدر سے پہلے وکتبہ ورسلہ ہے کتابیں اور تمام رسول محرمات کو حرام اور مرتکب کو مستحق عذاب ومورد الزام بتارہے ہیں کیا ایمان مفصل کے ایک جملہ پر ایمان لائے گا اور دوسرے سے کفر کرے گا آگے وہ آیت پڑھی۔ صورت مذکورہ میں عمرو برسر حق ہے اور اس کا عقیدہ موافق عقیدہ سلف صالح اور زید کا اگر وہی مطلب ہے تو وہ ضرور جہنمی بدمذہب ہے بلکہ اس کا وہ قول صریح کفر وارتداد ہے اور اس شبہہ ملعون کے کشف کو اتنا باذنہ تعالیٰ کافی کہ تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھدیا ہمیں ویسا ہی کرنا پڑتا ہے نہیں نہیں بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔ دنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا۔ مولیٰ عزوجل عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا اگر پیدا ہو کر یہ اس کا عکس کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا اور زید نماز پڑھتا تو مولیٰ عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یونہی لکھتا احمق جاہل مسخرگان شیطان اس لکھ لینے پر زبان درازی کرتے ہیں فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال و افعال احوال واقوال بلاشبہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہواب کیا کوئی ذرا بھی دین وعقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا لہٰذا چار و ناچار زید کو مجبوری زنا کرنا پڑا۔ حاشا ہرگز یہ نہیں زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا ہے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا۔ یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب و الشہادہ کو ازل میں معلوم تھا جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کر سکتا ہے بلکہ اگر مجبور ہو جائے تو معاذ اللہ علم ونوشتہ غلط ہو جائے علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہو جائے تو مجبورانہ زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم ونوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے ولکن الظلمین بایت

اللہ یجحدون O واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵ تا ۶۰: زید کہتا ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت کے لئے عورت کو جانا حرام ہے اور (۵۶) اولیائے کرام کی قبر کے پاس بچوں کے بال اتارنا حرام ہے (۵۷) اور چراغ جلانا (۵۹) اور تربت پر غلاف ڈالنا (۶۰) اور غیر خدا جل وعلا کو نذر چڑھانا حرام ہے چاہے نبی علیہ السلام ہوں چاہے اولیا رضی اللہ عنہم اور چند ابیات مجموعہ خط حرمین شریفین تالیف مولوی عبدالحی صاحب واعظ کا انیسواں خطبہ چند گناہ کبائر و محرمات کے بیان میں صفحہ ۱۷۴

عورات عرس میں ہوں یا غیر عرس میں — نزدیک تربتوں کے بھی جانا حرام ہے

بچوں کے بال قبر پہ لا کے اتارنا — صندل بھی تربتوں پہ چڑھانا حرام ہے

اور اسی مجموعہ خطب صفحہ ۲۳۲ میں۔

نذر بھی غیر خدا کی ہے یقین شرک — غیر کی نذر کا کھانا بھی حرام اے اکرام

کیا یہ ابیات اہل سنت کے برخلاف ہیں یا نہیں اور حضور کا رسالہ برکات الامداد میں صفحہ ۳۱ خود امام الطائفہ میاں اسمٰعیل دہلوی کے بھاری پتھر کا کیا علاج وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر جی کا حال لکھتے ہیں روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ اسی میں ہے شخصیکہ درطریقہ قادریہ قصد بیعت میکند البتہ اور جناب حضرت غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم میرسد (الی قولہ) کہ خود رااززمرہ غلامان آنجناب میشمارواہ ملخصا اسی میں ہے اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ الی آخر یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبحیہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں اگر شخصے بزے راخانہ پرورکندتا گوشت وخوب شودواوراذبح کردہ و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خواندہ نجوراند خللے نیست۔ ایمان سے کہیو غوث الاعظم کے یہی معنے ہوئے کہ سب سے بڑے فریادرس یا کچھ اور خدا جل وعلا کو ایک جانکر کہنا غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن وبشر کے فریادرس یا کچھ اور۔ پھر یہ کیسا کھلا شرک تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے قول کے سچے ہو تو ان سب کو بھی ذرا جی کڑا کر کے مشرک بے ایمان کہد و ورنہ شریعت وہابیہ کیا آپ کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر

والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنٰی ہیں۔

الجواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں لعن اللہ زوارات القبور اللہ اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں[۱] والا احمد وابن ماجۃ والحاکم عن حسان بن ثابت والاولان والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ ابوداؤد وترمذی ونسائی وحاکم کے یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللہ زائرات القبور ان عورتوں پر لعنت جو زیارت قبور کو جائیں اقول مگر اس کی سند ضعیف ہے اگرچہ ترمذی نے اس کی تحسین کی اس میں ابو صالح باذام ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا میں تمہیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا سنتے ہو ان کی زیارت کرو علما کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد الٰہی میں عورت بھی داخل ہیں یا نہیں اصح یہ کہ داخل ہیں کما فی البحر الرائق مگر جوانیں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور اگر تجدید حزن منظور ہو تو مطلقاً حرام اقول حدیث میں بالتخصیص عورتوں سے خطاب اس پر دلیل ہے کہ ان کے لئے تکثیر زیارت قبور میں حرج کثیر ہے اور اس خصوص پر ورود نسخ ثابت نہیں پھر قبور اقربا پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نسا ہے اور مزارات اولیائے کرام پر حاضری میں اہدی الشناعتیں کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سبیل اطلاق منع ہے والہٰذا غنیۃ میں کراہت پر جزم فرمایا کہ[۲] یستحب زیارۃ القبور للرجال وتکرہ للنساء لماقد مناہ اسی میں ہے فی کفایۃ الشعبی سئل القاضی عن جواز خروج النساء الی المقابر فقال لایسأل عن الجواز والفساد فی مثل ھذا او انما یسأل عن مقدار مایلحقھا من اللعن فیہ واعلم انھا کلما قصدت الخروج کانت فی لعنۃ اللہ و ملائکتہ واذا خرجت تحفھا الشیاطین من کل جانب واذا اَتَت القبور یلعنھا روح المیت واذا رجعت کانت فی لعنۃ

---

[۱] ترجمہ یہ حدیث احمد وابن ماجہ وحاکم نے حسان بن ثابت انصاری سے اور احمد وترمذی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے باذام ابو صالح تابعی ضعفہ البخاری وقال انسائے باذام لیس ثقۃ وقال ابن معین لیس بہ باس [۲] قبروں کی زیارت مردوں کو مستحب اور عورتوں کو مکروہ ہے۔

اللہ ذکرہ فی التاتار خانیۃ یعنی کفایہ شعبی پھر تاتارخانیہ میں ہے امام قاضی سے سوال ہوا کیا عورتوں کا قبرستان کو جانا جائز ہے فرمایا ایسی بات میں جائز ناجائز نہیں پوچھتے یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے اللہ کی لعنت ساتھ پھرتی ہے البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم ﷺ اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ مسلک متقسط پھر ردالمحتار میں ہے[۲] ھل تستحب زیارۃ قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النساء اصحیح نعم بلا کراھۃ بشر وطھا کما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذھبنا وھو قول الکرخی وغیرہ من ان الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک نقول بالا ستحباب لا طلاق الاصحاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۵۶) بچہ پیدا ہوتے ہی نہلا دھلا کر مزارات اولیائے کرام پر حاضر کیا جائے اس میں برکت ہے زمانہ اقدس میں مولود کو خدمت انور میں حاضر لاتے اور اب مدینہ طیبہ میں روضہ انور پر لیجاتے ہیں ابونعیم نے دلائل النبوت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی حضرت آمنہ والدہ ماجدہ حضور سید عالم ﷺ فرماتی ہیں جب حضور پیدا ہوئے ایک ابر آیا جس میں سے گھوڑوں اور پرندوں کے پروں کی آواز آتی تھی وہ میرے پاس سے حضور اقدس ﷺ کو لے گیا اور میں نے ایک منادی کو پکارتے سنا طوفوا بمحمد علی موالد النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے مقامات ولادت میں لے جاؤ بال اتارنے سے اگر مقصود وہ ہے جس عقیقہ کے دن حکم ہے تو یہ ایک ناقص چیز کا ازالہ

---

[۲] ترجمہ صحیح یہ ہے کہ روضہ انور سید عالم ﷺ کی حاضری عورتوں کو بھی مستحب ہے مگر بشرائطہا آداب و اعتدال جس طرح بعض علما نے تصریح کی ہمارے مذہب اصح پر کیا امام کرخی وغیرہ کا قول ہے کہ زیارت قبور کی اجازت میں مرد و عورت سب داخل ہیں اس پر تو کوئی اشکال خود ہی نہیں اور دوسرے قول پر بھی روضہ انور کی حاضری عورتوں کو بھی ہم مستحب ہی کہتے ہیں کہ اصحاب نے حکم مطلق دیا ہے۔

ہے مزارات طیبہ پر لیجا کر کرنا کوئی معنے نہیں رکھنا بلکہ بال گھر پر دور کر کے لیجائیں پھر بھی اسے حرام کہنا دل سے نئی شریعت گڑھنا ہے اور اگر مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیائے کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لیجا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۷) مزارات اولیائے کرام کے پاس ان کی روح مبارک کی تعظیم کے لئے چراغ جلانا بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے اسکی تفصیل جلیل ہماری کتاب ۳۴۔ طوانع النورفی حکم الرج علی القبور اور ہمارے رسالہ بریق المنار بشموع المزار میں ہے امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدسنا اللہ بسرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں اذا کان موضع القبور مسجد او علی طریق او کان هناك احد جالس امکان قبرولی من الاولیاء او عالم من المحققین تعظیما لروحه المشرقة علی تراب جسده کا شراق الشمس علی الارض اعلاماللناس انه ولی لیتبر کوابه و یدعوا الله تعالیٰ عنه فیستجاب لهم فهوامر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات یعنی اگر موضع قبر میں مسجد ہے (کہ روشنی سے نمازی کو آرام ہوگا اور مسجد میں بھی روشنی ہوگی) یا قبر سر راہ ہے (کہ روشنی سے راہگیروں کو بھی نفع پہنچے گا اور اموات کو بھی کہ مسلمان قبر مسلم دیکھ سلام کریں گے فاتحہ پڑھیں گے دعا کریں گے ثواب پہنچائیں گے گزرنیوالوں کی قوت زائد ہے تو اموات برکت لیں گے میت کی قوت زیادہ ہے تو گزرنے والے فیض حاصل کریں گے) یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے (زیارت یا ایصال ثواب یا افادہ یا استفادہ کے لئے آیا ہے روشنی سے اسے آرام ملے گا قرآن عظیم دیکھ کر پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے گا) (یہ مزار کسی ولی اللہ یا محقق عالم دین کا ہے وہاں ان کی روح مبارک کی تعظیم کیلئے روشنی کریں جو اپنے بدن کی مٹی پر ایسی تجلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر تا کہ اس روشنی سے لوگ جانیں کہ یہ ولی کا مزار پاک ہے تو اس سے تبرک کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ جائز امر ہے اس سے اصلا ممانعت نہیں اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵۸) عودلوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگرچہ کسی برتن میں [1] لما فیه من التفاؤل القبیح بطلوع الدخان من علی القبر والعیاذ باللہ صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی [2] انه قال لابنه و هو فی سیاق الموت اذا انامت فلا تصحبنی نائحة ولا نار الحدیث شرح المشکوۃ الامام ابن حجر المکی میں ہے [3] لانها من التفاؤل القبیح مرقاۃ شرح مشکوہ میں ہے [4] انها سبب اللتفاؤل القبیح اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کسی تالی یا ذاکر یا زائر حاضر خواہ عنقریب آنے والے کے واسطے ہو۔ بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضاعت مال ہے میت صالح اس غرتے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسیمین بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کے لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہوا سے اس سے انتفاع نہیں تو جب تک سند مقبول سے نفع معقول نہ ثابت ہو سبیل احتراز ہے [5] ولا یقاس علی وضع الورد والریاحین المصرح باستحبابه فی غیر ماکتاب کما اوردنا علیه نصوصا کثیرۃ فی کتا بنا حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات فان العلة فیه کما نصوا علیه انها ما دامت رطبة تسبح اللہ تعالی فتؤنس المیت لا طیبها اور اور اگر موجودین یا آنے والے زائرین کیلئے خصوصاً وقت فاتحہ خوانی یا تلاوت قرآن عظیم و ذکر الٰہی سلگائیں تو بہتر و مستحسن ہے [6] وقد عهد تعظیم التلاوۃ والذکر و طییب مجالس المسلمین به قدیما وحدیثا جو اسے فسق و بدعت کہے محض جاہلانہ جرأت کرتا یا اصول مردودہ وہابیت پر مرتا ہے۔ بہر حال یہ شرع مطہر پر افترا ہے اس کا جواب انہیں

---

[1] ترجمہ اس لئے کہ قبر کے اوپر سے دھواں اٹھنے میں بدفالی ہے اللہ کی پناہ [2] ترجمہ انہوں نے اپنی نزاع کے وقت اپنے صاحبزادہ سے فرمایا جب میں مروں تو میرے ساتھ نہ کوئی رونے پیٹنے والی جائے نہ آگ [3] ترجمہ اس لئے کہ یہ فالی ہے [4] اس لئے کہ یہ بدفالی کا۔ [5] ترجمہ اور اس پر قیاس نہ ہوگا کہ قبروں پر گلاب اور پھول رکھنا متعدد کتابوں کی تصریح سے مستحب ہے جیسا کہ اس پر بہت نصوص ہم نے اپنی کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات میں ذکر کئے اسلئے کہ وہاں علما نے علت یہ بیان کی ہے کہ پھول جب تک تر رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو اس سے میت کا دل بہلتا ہے خوشبو اس کی وجہ بنا ہی [6] ترجمہ بیشک قدیم سے آج تک اس سے تلاوت و ذکر کی تعظیم اور مجلس مسلمانان کا اس سے خوشبو کرنا معہود ہے۔ ۱۲

دو آیتوں کا پڑھنا ہے[1] قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين قل الله اذن لكم ام على الله تفترون والله تعالى اعلم (۵۹) تربت اولیائے کرام پر غلاف ڈالنا جائز ہے ہاں عوام کی قبروں پر نہ چاہئے امام علامہ عارف نابلسی قدس سرہ القدسی کی کتاب مستطاب کشف النور عن اصحاب القبور پھر علامہ شامی صاحب ردالمحتار علی الدرالمختار کی عقودالدریہ میں ہے فی فتاوی الحجة تكرة السور على القبوره ولكن نحن الان نقول انكان القصد بذلك التعظيم فى اعين العامة حتى لا يحتقرو اصاحب هذا القبر و بجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عند الحضور فى التأدب بين يدى اولياء الله تعالى المد فونين فى تلك القبور لما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبور هم فهو امر جائز لا ينبغى النهى عنه لان الا عمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى یعنی فتاوے حجہ میں قبروں پر غلاف کو مکروہ لکھا لیکن ہم اب کہتے ہیں اگر اس سے نگاہ عوام میں تعظیم اولیا پیدا کرنا مقصود ہو کہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں اور اس لئے کہ اہل غفلت جب زیارت کو آئیں تو ان کے دل جھکیں اور ادب کریں کہ ویسے وہ زیارت میں اولیائے کرام کا ادب نہیں کرتے حالانکہ ان کی روح مبارک ان کے مزارات کے پاس حاضر ہے تو اس غرض سے مزارات پاک پر غلاف ڈالنا جائز ہے اس سے ممانعت نہ چاہیے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی انتہے اقول یہ نفیس مضمون آیہ کریمہ سے مستفاد ہے قال الله تعالى يايها النبى قل لا زواجك و بنتك ونساء المومنين يدنين عليهن من جلا بيهن ذلك ادنى ان يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفور رحيما۔ اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرماؤ اپنی چادریں چہرے پر لٹکائے رہیں یہ اس کے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے باک لوگ راستوں میں کنیزوں کو چھیڑا کرتے وہ مونھ کھولے نکلتیں پہچان کے لئے بیبیوں کو مونھہ چھپانے کا حکم ہوا کہ معلوم

[1] ترجمہ تم کہولاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ تم کہو کیا اللہ نے تمہیں اذن دیا یا اللہ پر بہتان دھرتے ہو۔۱۲

ہو کہ یہ کنیز نہیں تو کوئی ان سے نہ بولے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قبروں کے ساتھ عوام کیا کرتے ہیں ان پر پاؤں رکھ کر چلیں ان پر بیٹھیں واہیات باتیں کریں ایک قبر پر دو شخصوں کو بیٹھے جوا کھیلتے دیکھا ہے اولیائے کرام کے مزارات بھی اگر عام قبروں کی طرح رہیں یہی ناحفاظیاں ان کے ساتھ ہوں لہٰذا پہچان کے لئے خلاف درکار ہوئے ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین یہ اس سے قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو ایذا نہ دی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۶۰) غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت ہے اولیائے کرام کے لئے ان کی حیات ظاہری خواہ باطنی میں جو نذریں کہی جاتی ہیں یہ نذر فقہی نہیں عام محاورہ ہے کہ اکابر کے حضور جو ہدیہ پیش کریں اسے نذر کہتے ہیں بادشاہ نے دربار کیا اسے نذریں گزریں۔ شاہ رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ نذور میں لکھتے ہیں نذر یکہ اینجا مستعمل میشود نہ برمعنی شرعی ست چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذرلهم بتعليق ذلك على حصول شفاء اوقدوم غائب فانه مجازعن الصدقة على الخادمين بقبورهم كما قال الفقهاء فيمن دفع الزكاة لفقير و سماها مرضاصح لان العبرة بالمعنى لا باللفظ یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور مزارات اولیا و صلحا سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیائے گزشتہ کے لئے منت ماننا کہ وہ ان کے خادمانِ قبور پر تصدق سے مجاز ہے جیسے فقہا نے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکوٰۃ دے اور قرض کا نام لے تو صحیح ہو جائے گی کہ اعتبار معنے کا ہے نہ لفظ کا ظاہر ہے کہ یہ نذر فقہی ہوتی تو احیاء کے لئے بھی نہ ہوسکتی حالانکہ دونوں حالتوں میں یہ عرف و عمل قدیم سے اکابر دین میں معمول و مقبول ہے امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا یعنی بے نظیر امام اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے

روایت فرماتے ہیں (ا)اخبرنا ابو العفاف موسی بن عثمان البقاء بالقاهرة سنه٦٦٣ قال اخبرنا ابی بدمشق سنه ٦١٤ قال اخبرنا الشیخان ابو عمر و عثمان الصریفینی وابو محمد عبد الحق الحریمی بغداد سنه٥٥٩ قالاکنا بین یدی الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه بمدرسته یوم الاحد ثالث صفر سه٥٥٥ ہم سے ابو العفاف موسٰی بن عثمان بن موسی بقائی نے ۶۶۳ میں شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ ہمیں میرے والد ماجد عارف باللہ ابو المعانی عثمان نے ۶۱۴ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو ولی کامل حضرت ابو عمر وعثمان صریفینی و حضرت ابو محمد عبد الحق حریمی نے ۵۵۹ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یک شنبہ ۵۵۵ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی پھر دوسرا نعرہ فرمایا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئیں پھر تشریف رکھی ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرات نہ ہوئی ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ان معنا للشیخ نذرا ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے فاستأذناه فقال خذوه منهم ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں کہا ۳ صفر روز یکشنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آ پڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے نالے کے کنارے ہم تھے فقلنا لوذکرنا الشیخ عبد القادر فی هذا الوقت ونذر ناله شیئًا من اموالنا ان سلمنا ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر حضور کے لیے کچھ مال نذر مانیں ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آ پڑے یہ آ کر ہم سے بولے آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا

مصیبت پڑی ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں پھیر دیئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے (۲) نیز فرماتے ہیں قدس سرہ حدثنا ابو الفتوح نصر الله بن یوسف الازجی قال اخبرنا الشیخ ابو العباس احمد بن اسمعیل قال اخبرنا الشیخ ابو محمد عبد الله بن حسین بن ابی الفضل قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه یقبل النذور ویأکل منها ہم سے حدیث بیان کی ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے کہا ہمیں شیخ ابوالعباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی کہ ہم کو شیخ ابومحمد عبداللہ بن حسین بن ابی الفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نذریں قبول فرماتے ہیں اور ان میں سے بذات اقدس بھی تناول فرماتے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضور کا جو کہ اجلہ سادات عظام سے ہیں اس سے تناول فرمانا کیونکر ممکن تھا (۳) نیز فرماتے ہیں حدثنا الشریف ابو عبد الله محمد بن الخضر الحسینی قال اخبرنا ابی قال کنت مع سیدے الشیخ محی الدین عبد القادر رضی الله تعالٰی عنه ورأی فقیرا مکسور القلب فقال له ما شأنك قال مررت الیوم بالشط وسألت ملاحاً ان یحملنی الی الجانب الاخر فابی وانکسر قلبی لِفَقْرِی فلم یتم کلام الفقیر حتی دخل رجل منه صرة فیها ثلاثون دینار نذرًا اللشیخ فقال الشیخ لذلك الفقیر خذهذه الصرة واذهب بها الی الملاح وقل له لا ترد فقیر ابدا و خلع الشیخ قَبِیْصَهٗ واعطاه للفقیر فاشتری منه بعشرین دینار ہم نے شریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی کہا ہم سے والد ماجد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا فرمایا تیرا کیا حال ہے عرض کی کل میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا اُس نے نہ مانا محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر کی لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح

کودو اور اس نے کہا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا کہ وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا۔ (۴) نیز فرماتے ہیں الشیخ بقابن بطوکان الشیخ محی الدین عبد القاد رضی اللہ تعالٰی عنہ یثنی علیہ کثیرا وتجلہ المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور من کل مصر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف فرمایا کرتے اور اولیاء و علما سب ان کی تعظیم کرتے ہر شہر سے لوگ ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر لاتے (۵) نیز فرماتے ہیں الشیخ منصور البطائحی رضی اللہ تعالٰی عنہ من اکابر مشایخ العراق اجمع المشایخ والعلماء علی تجیلہ وقصد بالزیارات والنذور من کل جھۃ حضرت منصور بطائحی رضی اللہ عنہ اکابر اولیاے عراق سے ہیں اولیا و علما نے ان کی تعظیم پر اجماع کیا اور ہر طرف سے مسلمان ان کی زیارت کو آئے اور ان کی نذر لائے (۶) نیز فرماتے ہیں لم یکن لا حد من مشایخ العراق فی عصر الشیخ علی بن الھیتی فتوح اکثر من فتوحہ کان بنذرلہ من کل بلد حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اولیائے عراق سے کسیکی فتوح ان کے مثل نہ تھی ہر شہر سے ان کی نذر آتی (۷) نیز فرماتے ہیں الشیخ ابو شعد الفیلوی احدعیان المشایخ بالعراق حضر مجلسہ المشایخ والعلماء وقصد بالزیارات والنذور حضرت ابو سعد قیلوی رضی اللہ عنہ اکابر اولیائے عراق سے ہیں مسلمان ان کی زیارت کو آتے اور ان کی نذر کی جاتی (۸) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو الحس علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمۃ اللہ تعالٰی یقول کانت لفقۃ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ من الغیب وکان نافذ التصریف خارق الفعل متواتر الکشف ینذر لہ کثیر اوکُنتَ عندہ یوما فمرت مع راعیھا فاشار الی احدھن و قال ھنہ حامل بعجل احمرا غرصفۃ کذا وکذا و یولد وقت کذا یوم کذا وھو نذر لی و تذبحہ الفقراء یوم کذا و یا کلہ فلان و فلان ثم اشار الی اخری وقال

هذه حامل بأنثى و من وصفها كذا وكذا تولد وقت كذا وهى نذرلى يذبحها فلان رجل من الفقراء يوم كذا و ياكلها فلان و فلان ولكب احمر فيها نصيب قال فوالله لقد جرت الحال على ماوصف الشيخ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقرا اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اور اس کا حلیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے ہمارے والد نے فرمایا خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا (۹) نیز فرماتے ہیں اخبرنا الفقيه الصالح ابو محمد الحسن بن موسٰى الخالدى قال سمعت الشيخ الامام شهاب الدين السهروردى رضى الله تعالٰى عنه يقول مالا حظ عمى شيز الشيخ ضياء الدين عبد القاهر رضى الله عنه مريد ابعين الرعاية الانجح و برع و كنت عنده مرة فاتاه سوادى بعجل وقال له يا سيدے هذا نذر ناه لك وانصرف الرجل فجاء العجل حتى وقف بين يدى الشيخ فَقَالَ الشيخ لنا ان هذا العجل يقول لى انى لست العجل الذى نذر لك بل نذرت للشيخ على بن الهيتى و انما نذرلك اخى فلم يلبث ان جاء السوادى و بيده عجل يشبه الاول فقال السوادى يا سيدے انى نذرت لك هذا العجل و نذرت للشيخ على بن الهيتى العجل

الذی اتیتك به اولا وکان اشتبھا علی واخذ الاول وانصرف ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسےٰ خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاہر نجیب الدین سہروردی جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور کی خدمت میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا بچھڑا آ کر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا یہ کہہ کر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس گیا (۱۰) نیز فرماتے ہیں اخبرنا ابو زید عبدالرحمن بن سالم بن احمد القرشی قال سمعت الشیخ العارف ابا لفتح بن ابی الغنائم بالاسکندریة ہمیں ابو زید عبدالرحمٰن بن س الم بن احمد قریشی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم سے اسکندریہ میں سنا کہ اہل بصائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی کے حضور لایا اور عرض کی اے میرے آقا میرا اور میرے بال بچوں کا قوت اسی بیل کے ذریعہ سے ہے اب یہ ضعیف ہو گیا اس کے لیے قوت و برکت کی دعا فرمایئے حضرت نے فرمایا شیخ عثمان بن مرزوق (بطائحی ...... کے پاس جا اور انہیں میرا اسلام کہہ اور ان سے میرے لئے دعا چاہ۔ وہ بیل کو لے کر یہاں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت سیدی عثمان تشریف فرما ہیں اور ان کے گرد شیر حلقہ باندھے ہیں یہ پاس حاضر ہوتے ڈرا۔ فرمایا آگے آ۔ قریب گیا۔ قبل اس کے کہ یہ حضرت رفاعی کا پیام پہنچائے سیدی عثمن نے خود فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام۔ اللہ میرا اور ان کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اٹھ اس بیل کو پھاڑ۔ شیر اٹھا اور بیل کو مار کر اس میں سے کھایا۔ حضرت نے فرمایا: اٹھ آ وہ اٹھ آیا۔ پھر دوسرے شیر سے فرمایا اٹھ اس میں سے کھا وہ اٹھا

اور کھایا پھر اسے بلالیا تیسرا شیر بھیجا یونہیں ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے سارا
بیل کھالیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت
کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے اس شخص سے فرمایا اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لیلو اس نے
اسے پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اس بیل کو
میرے پاس پہچانکر مجھے ستائے ناگاہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت کے دست مبارک کو
بوسہ دے کر عرض کی یا سیدی نذرت لك ثور اواتیت به الی البطیحة فاستنب
منی ولا ادری این ذهب اے میرے مولیٰ میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا
اسے بطیحہ تک لایا وہاں سے میرے ہاتھ سے چھٹ گیا معلوم نہیں کہاں گیا فرمایا قد وصل
الینا هاهو تراه وہ ہمیں پہنچ گیا یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے وہ شخص قدموں پر گر پڑا
اور حضرت کے پائے مبارک چوم کر کہا اے میرے مولیٰ خدا کی قسم اللہ نے حضرت کو ہر چیز
کی معرفت بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو حضرت کی پہچان کرادی حضرت نے
فرمایا یا هذا ان الحبیب لا یخفی عن حبیبه شیأ ومن عرف الله عزجل
عرفه کل شیء اے شخص بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا جسے اللہ
کی معرفت ملتی ہے اللہ اسے ہر چیز کا علم عطا کرتا ہے۔ پھر بیل والے سے فرمایا تو اپنے دل
میں میرا شاکی تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا جانے یہ بیل کہاں کا ہے مبادا
کوئی اسے میرے پاس پہنچا کر مجھے ایذا دے یہ سن کر بیل والا رونے لگا فرمایا کیا تو نے نہ
جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں یا اللہ اس بیل کو تجھ پر مبارک کرے وہ بیل کو لے کر چند
قدم چلا اب اسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے فرمایا شیر کا
خوف ہے عرض کی ہاں۔ حضرت نے جو شیر سامنے حاضر تھے ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ
اسے اور اس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے شیر اٹھا اور ساتھ ہولیا اس کے پاس سے شیر
وغیرہ کو دور کرتا کبھی اس کے دہنے کبھی بائیں کبھی پیچھے چلتا یہاں تک کہ وہ امن کی جگہ پہنچ
گیا اور اپنا قصہ حضرت احمد رفاعی سے عرض کیا حضرت روئے اور فرمایا ابن مرزوق کے بعد
ان جیسا پیدا ہونا دشوار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بیل میں برکت رکھی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو

گیا (۱۱) امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب طبقات کبریٰ احوال حضرت سیدی ابو المواہب محمد شاذلی میں فرماتے ہیں وکان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان لك حاجۃ واردت قضاء ھافانذرانفیسۃ الطاھرۃ ولو فلسافان حاجتك تقضے یعنی حضرت ممدوح فرمایا کرتے میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا حضور نے فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت ہو اور اس کا پورا ہونا چاہو تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کیلئے کچھ نذر مان لیا کرو اگرچہ ایک ہی پیسہ تمہاری حاجت پوری ہوگی یہ ہیں اولیا کی نذریں اور یہی سے ظاہر ہوگیا کہ نذر اولیا کو مَا اُهِلَّ به لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا باطل ہے ایسا ہوتا تو یہ ائمہ دین کیونکر اسے قبول فرماتے اور کھاتے کھلاتے بلکہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وہ جانور ہے جو ذبح کے وقت تکبیر میں غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ اب امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے باپوں کے بھی اقوال لیجئے (۱) جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مولوی اسمٰعیل کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر انفاس العارفین میں اپنے والد ماجد کے حال میں لکھتے ہیں حضرت ایشان در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم آلہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما میکنند ومیگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد وملال بر یاران غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق برنج وشیرینی بر سر وگفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشیندگاں درگاہ مخدوم آلہ دیا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم (۲) اسی میں ہے حضرت ایشاں میفر مودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش افتاد نذر کرد کہ بارخدایا اگر ایں مشکل بسر آید اینقدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ وہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت بعد چندے اسپ او بیمار شد ونزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکی از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذر ست اگر اسپ خود را میخواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودۂ بفرست وی نادم شد وآں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت (۳) حضرت مولنٰا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ

اور اتمام امت بر مثال پیراں و مرشدان مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است فاتحہ و درود و نذر و عرس و مجلس (فوائد عظیمہ جلیلہ) مسلمان دیکھیں دونوں شاہ صاحبوں کی ان تینوں عبارتوں سے کتنے جلیل و جمیل وہابیت کش فائدے حاصل ہوئے واللہ الحمد (۱) اولیا کا اپنے حاضرین مزارات پر مطلع ہونا (۲) ان سے کلام فرمانا کہ جب حضرت مخدوم اکہ دیا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب والد شاہ عبد الرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا (۳) اولیائے کرام کا بعد وفات بھی غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا کہ اایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ کہ آج اس کا شوہر آئے گا (۳) اور یہ کہ عورت اسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی (۴) اولیا کی نذر (۵) مصیبت کے وقت اس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی (۶) ان کی نذر مانکر پوری نہ کرنے سے بلا آنا اگر چہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو (۷) اس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے اس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کرو اس نے وہ نذر پوری کی گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا (۸) فاتحہ مروجہ (۹) عرس اولیا (۱۰) ان سب سے بڑھ کر یہ پانچ بھاری غضب کہ پیر پرستی (۱۱) مولیٰ علی وائمہ اطہار کی بندگی (۱۲) اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع (۱۳) فتح شکست تندرستی مرض دولتمندی تنگدستی اولاد ہونا نہ ہونا مراد ملنا نہ ملنا اور ان کے مثل احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی وائمہ اطہار و اولیائے کرام سے وابستہ ہونا (۱۴) اس وابستہ جاننے پر امت مرحومہ کا اجماع ہونا۔ وہ سات بڑے شاہ صاحب کے کلام میں تھے یہ بھاری پتھر چھوٹے شاہ صاحب کے کلام میں ہیں اب اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان وایذاء الحق اور گنگوہی صاحب کی قاطعہ براہین وغیرہا خرافات وہابیہ سے ان ۱۴ کو ملا کر دیکھیے دونوں

شاہ صاحب معاذ اللہ کتنے بڑے کٹے پکے مشرک گرٹھہرتے ہیں۔مگر ان کا مشرک۔ ہونا آسان نہیں اس کے ساتھ ہی یہ بھاری (۱۵) فائدہ حاصل ہوگا کہ اسمعیل دہلوی و گنگوہی وتھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر بیدین کہ اسمعیل دہلوی ان دو مشرکوں کا غلام ان کا شاگردان کا مرید ان کا مداح ان کو امام وولی وچنیں و چناں جاننے والا اور گنگوہی وتھانوی اور سارے کے سارے وہابی ان دو تقویت الایمانی دھرم پر مشرکوں اور تیسرے قرآنی دھرم پر بدوین گمراہ کو ایسا ہی جاننے والے اور جو ایسوں کو ویسا جانے وہ خود مشرک کافر بیدین والحمدللہ رب العلمین ہے کسی وہابی گنگوہی تھانوی دہلوی امر تسری بنگالی بھوپالی وغیرہ ہم کے پاس اس کا جواب یا آج ہی سے[1] وقفوهم انهم مسؤلون ○ مالكم لا تناصرون○ بل هم اليوم مُسْتَسْلِمُوْنَ○ کاظہور یجاب [2]كذلك العذاب ولعذاب الاخرة اكبر لو كانوا يعلمون○ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ اس مجموعہ خطب کے اشعار موافق اہل سنت نہیں اور برکات الامداد کی وہ عبارت متعلق بہ استمداد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱: حضور اقدس ﷺ کی حدیث شریف ہے کہ نیک مجلس میں بیٹھنے سے نیک راستہ ملتا ہے اور بد مجلس میں بیٹھنے سے بدراستہ ملتا ہے زید کہتا ہے کہ نہیں صحبت کا اثر کچھ نہیں لگتا آخر تقدیر کے ساتھ ہے پھر اچھی مجلس میں بیٹھنے کا حضور اقدس ﷺ کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔لباب الاخبار قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ يَا ابْنَ مَسْعُوْدٍ جُلُوْسُكَ فِيْ حَلْقَةِ الْعِلْمِ لَا تَمَسُّ قَلَمًا وَّلَا تَكْتُبُ حَرْفًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اِعْطَآءِ اَلْفِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَلَامُكَ عَلَى الْعَالِمِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ یعنی فرمایا نبی اکرم ﷺ نے ابن مسعود کو اے ابن مسعود بیٹھنا تیرا علم کی مجلس میں کہ نہ پکڑے تو قلم اور نہ لکھے تو حرف بہتر ہے تیرے واسطے آزاد کرنے سے ہزار غلام کے اور دیکھنا تیرا طرف منہ عالم کے بہتر ہے تجھ کو دینے سے ہزار گھوڑے راہ خدا میں اور سلام کرنا تیرا عالم پر بہتر ہے تجھ کو ہزار برس کی عبادت سے۔کیوں میاں سنا

---

[1] ترجمہ انہیں روکو ان سے پوچھنا ہے تمہیں کیا ہوا اب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ اب وہ گردن ڈالے ہیں
[2] ترجمہ عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش وہ جانتے۔

اچھی مجلس میں بیٹھنے سے کتنا فضل ربی ہے جل و علا قال الله عزوجل واما ینسینك الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ حضور اک رسالہ ازالۃ العار صفحہ ۱۴ ا پانچویں حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں ایاك وقرین السوء فانك به تعرف برے ہمنشیں سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا رواہ ابن عسا کر عن انس بن مالک۔

الجواب: زید جاہل محض بلکہ شاید مجنون ہے صحبت کا اثر بھی تقدیر ہی ہے شہد سے نفع زہر سے ضرر ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور ہر مسلمان کے نزدیک یہ بھی تقدیر ہی سے ہے صحبتِ بد سے ممانعت کو وہ آیہ کریمہ کہ سوال میں ذکر کی کافی اور صحبتِ نیک کی خوبی کو وہ ارشاد الٰہی بس ہے کہ رب عزوجل سے اس کے نبی اکرم ﷺ نے روایت کیا کہ فرماتا ہے هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم اللہ ورسول کی مجلس ذکر والے وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور دونوں کی جامع وہ حدیث جامع صحیح بخاری ابوموسےٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسك وکیر الحداد لا یعدمك من صاحب المسك اما ان تشتریه اوتجد ریحه و کیر الحداد یحرق بیتك اوثوبك اوتجدمنه رائحة خبیثة یعنی نیک ہمنشیں کی مثال مشک فروش کی مثل ہے کہ تو اس سے مشک مول لے گا یا کم از کم تجھے اس کی خوشبو تو آئے گی اور بد ہمنشیں کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے کہ وہ تیرا گھر پھونک دیگی یا کپڑے جلائے گی اور کچھ نہ ہوا تو اس سے تجھے بدبو تو پہنچے گی۔ احادیث اس باب میں کثر وافر ہیں اور لباب الاخبار کی وہ روایت صحیح نہیں۔ بل لوائح الوضع لائحۃ علیہ ہاں اگر یہ مراد ہو کہ اصل تقدیر ہے صحبت کوئی اثر خلاف تقدیر نہیں کرسکتی تو بات فی نفسہ صحیح ہے مگر اس سے اثر صحبت کا انکار جہل قبیح ہے جیسا کہ شہد وزہر کی مثال سے گزرا۔ ولا خبرة للعوام بسلك الامام ابی الحسن الاشعری فی هذا حتی یحمل علیه مع انه ایضا خلاف الصواب کمانص علیه الائمة الاصحاب رضی الله تعالٰی عنه الجمیع والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۲: حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور میرے نور سے سارے جہان کو۔ زید نے سوال کیا وہ نور محمدی ﷺ کتنا بڑا ہوگا فقیر نے جواب دیا اس میں کونسا شک ہے ایک شمع روشن کرو اور پھر لاکھوں کروڑوں شمعیں اس سے روشن کر لو اس کا نور کم نہیں ہوتا ایسا ہی نور محمد ﷺ کا نور پاک کم نہیں ہوتا۔

الجواب: زید کا اعتراض جاہلانہ اور سائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا جواب صحیح و عالمانہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۳: حدیث شریف میں ہے کہ آدمی کی پیدائش جس زمین کی مٹی سے ہوتی ہے وہاں آدمی دفن ہوتا ہے زید سوال کرتا ہے یہ کیسے بن سکتا ہے کہ آدمی صحبت اندھیری رات میں کرتا ہے اور حمل قرار پانے کا کچھ وقت معلوم نہیں تو اس وقت کیسے مٹی ماں کے شکم میں بچہ دان میں پہنچ سکتی ہے فقیر نے کہا میاں کیا اللہ عزوجل کو اتنی قدرت نہیں کہ زمین سے مٹی اٹھالیوے یا بذریعہ ملک اس ساعت میں بچہ دان میں پہنچادے۔

آدم سرِ دتن بآب و گل داشت کو حکم بملک جاں و دل داشت

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرىO زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ ابونعیم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مامن مولود الاوقدذر عليه من تراب حفرته کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑکی ہو۔ کتاب المتفق والمفترق میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مامن مولود الا وفى سرته من تربته التى خلق منها حتى يدفن فيها وانا و ابوبكر و عُمر و خلقنا من تربة واحدة فيها ندفن ہر مولود کی ناف میں اس کی قبر کی مٹی ہوتی ہے جس سے اسے پیدا کیا اور اسی میں وہ دفن ہوتا ہے اور میں اور ابو بکر وعمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے۔ امام ترمذی حکیم عارف نو اور میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی کہ فرشتہ جو رحم زن پر مؤکل ہے جب نطفہ رحم میں قرار پاتا ہے اسے رحم سے لے کر

اپنی ہتھیلی پر رکھ کرعرض کرتا ہے اے رب میرے بنے گا یا نہیں، اگر فرماتا ہے نہیں تو اس میں روح نہیں پڑتی اور خون ہو کر رحم سے نکل جاتا ہے اگر فرماتا ہے ہاں تو عرض کرتا ہے اے میرے رب اس کا رزق کیا ہے زمین میں کہاں کہاں چلے گا کیا عمر ہے کیا کیا کام کرے گا ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ میں دیکھ کہ تو اس میں اس نطفے کا سب حال پائے گا یأخذ التراب الذی یدفن فی بُقعته و تعجن به نطفته فذلك قوله تعالٰی منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا ہے یہ ہے مولٰی تعالٰی کا وہ ارشاد کہ زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لیجائیں گے۔ عبد بن حمید و ابن المنذر عطائی کراسانی سے راوی ان الملك ینطلق فیأخذ من تراب المکان الذی یدفن فیه فیذرہ علی النطفة فیخلق من التراب و من النطفة وذلك قوله تعالٰی منها خلقنکم و فیها نعید کم فرشتہ جا کر اس کے مدفن کی مٹی لاکر اس نطفہ پر چھڑکتا ہے تو آدمی اس مٹی اور اس بوند سے بنتا ہے اور یہ ہے مولٰے تعالٰی کا وہ ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے دینوری نے کتاب المجالسہ میں ہلال بن یساف سے نقل کی مامن مولودیولد الاوفی سرته من تربة الارض التی یموت فیها کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا جس کی ناف میں وہاں کی مٹی نہ ہو جہاں مرے گا اقول یہ اگر ثابت ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ قبر کی مٹی سے نطفہ گوندھا جاتا ہے اور جب پتلہ بنتا ہے تو جہاں مرے گا اس جگہ کی کچھ مٹی ناف کی جگہ رکھی جاتی ہے مگر حدیث مرفوع سے گزرا کہ ناف میں بھی اسی مٹی کا حصہ ہوتا ہے جہاں دفن ہوگا تو ظاہرا اس روایت میں موت سے دفن مراد ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ زید جاہل ہے اور اسپر بدعقل یا بدعقیدہ ہے اور اس پر بیباک۔ اجالی اندھیری میں تمام جہان کے کام ملئکہ ہی کرتے ہیں وہ اس روشنی کے کیا محتاج ہیں رحم میں جب نطفہ قرار پاتا ہے اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے کہ اس میں سلائی نہیں جاسکتی اس وقت بچے کا پتلا کون بناتا ہے یہ باریک باریک رگیں اور مسام اور رونگٹے اس میں کون رکھتا ہے سب کے سب کام بحکم الٰہی فرشتہ ہی کرتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے احادیث میں ارشاد فرمایا

جن کو ہم نے اپنی کتاب مستطاب الامن والعلےٰ میں ذکر کیا ہے دن بھی ہو تو بند رحم کے اندر کونسی روشنی ہے۔ نہ سہی سخت کالی اندھیری رات میں کہ ہاتھ سے ہاتھ نہ سوجھے ہزار آدمیوں کے بیچ میں ایک کی روح نکلتی ہے وہ کون نکالتا ہے فرشتہ ہی نکالتا ہے قل یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ استقرار نطفہ کا وقت تمہیں معلوم نہیں یا فرشتے کو بھی نہیں معلوم جیسے موت کا وقت غرض ایسے جاہلوں سے مخاطبہ بیسود ہے اسے سمجھایا جائے کہ ارشادات قرآن وحدیث میں اپنی بھدی سمجھ کو جگہ نہ دیا کرے کہ گمراہی و بیدینی کا بڑا پھاٹک یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴: ایک شخص سنی مسلمان ایک کافرہ عورت نصاری سے زنا کرتا تھا اور دو بچے پیدا زنا سے ہوئے بعدہ عورت اسلام لائی بعدہ تین بچے پیدا ہوئے۔ اور بعدہ مرد کا انتقال ہوا اور پھر وہ عورت نصاریٰ کے دین میں گئی اور ایک ہندو شخص سے پھر زنا کرتی ہے اور اسی کے مکان میں عورت کی مثال رات و دن رہتی ہے اور پھر وہ مسلمان کے بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ ہیں اور وہ گوشت حرام کافر کا ذبیحہ کھاتی ہے اور وہ بچے بھی اپنی ماں کے ساتھ حرام گوشت کھاتے ہیں۔ بڑا لڑکا اسلام سے کچھ واقف ہے تو وہ ماں کے پاس نہیں اور لڑکی دس برس کی ہے اور دیگر لڑکے چھوٹے ہیں سوائے بڑے لڑکے کے سب بچے اپنی ماںکے پاس ہیں اب ان بچوں کے واسطے شرع کیا حکم کرتی ہے اور اگر اسی حالت میں کوئی بچہ انتقال ہوا تو نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اس بارے میں کوئی روایت نہیں علامہ شہاب شلبی کا خیال اس طرف گیا کہ کافرہ کا بچہ جو مسلمان کے زنا سے پیدا ہو مسلمان [۱] نہ ٹھہرے گا کہ زنا سے نسبت منقطع ہے اقول اس تقدیر پر ان شہروں میں جہاں اسلامی سلطنت کبھی نہ ہوئی وہ بچے کہ اس عورت کے حال اسلام میں پیدا ہوئے پھر وہ مرتد ہو گئی اس کی تبعیت سے مرتد ٹھہریں گے جب تک سمجھ دار ہو کر خود اسلام نہ لائیں اور اذلا اب ولا دارا علامہ شامی کی تحقیق یہ ہے کہ

تنبیہ [۱] جواب سوال ۱۶ میں جو گزرا کہ اگر نا سمجھ ہے اور ماں کافرہ تو مسلمان نہیں اس فتاوی علامہ شلبی کے موافق تھا علامہ شامی کی تحقیق پر اب بھی مسلمان ٹھہرے گا اور فقیر کی رائے میں یہی اقوی معلوم ہوا تو جواب سوال ۱۶ میں استار کھا جائے کہ اگر سمجھ والا ہو کر خود اس نے کفر کیا تو مسلمان نہیں ۱۲ منہ غفرلہ

مسلمان کے بچے اگر چہ زنا سے ہوں مسلمان ہی ٹھہریں گے کہ ہمارے نزدیک بنت زنا سے نکاح حرام ہے اپنے بچہ زنا کو زکاۃ نہیں دے سکتا اس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں فان الحقائق لا مرد لها جب یہ احکام شرع نے مانی ہیں یونہی تبعیت اسلام بھی اور اسی پر امام اجل سبکی شافعی اور قاضی القضاۃ حنبلی نے فتویٰ دیا اقول یہ بلاشبہہ قوی ہے یوں وہ سب بچے مسلمان ہیں ان میں جو مرے گا اس کے جنازے کی نماز ہوگی جب تک سمجھ والا ہو کر خود کفر نہ کرے اور اب ماں کا ارتداد انہیں ضرر نہ دے گا کہ باپ کے اسلام پر مرنے سے انکا اسلام مستقر ہو گیا۔ درمختار میں ہے لتنا هی التبعية صوت احدهما مسلما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵، ۶۶: اہل کتاب نصاریٰ کی لڑکی نے سنی مسلمان کے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ کہ وہ دین محمدی پر قائم رہے اور وہ دین نصاریٰ پر قائم رہے اب اس صورت میں نکاح پڑھنا کیا حکم ہے فی زمانہ اور اہل کتاب بعد دار الحرب سلطنت اسلامیہ کے تابع ہو اور جو غیر تابع ہو ان دونوں صورتوں میں نکاح کس شرط سے پڑھی جائے گی ۶۶ اور سنی مسلمان کی لڑکی اہل کتاب نصاریٰ کے نکاح میں جاسکتی ہے وہ نصاریٰ دین پر ہو اور لڑکی دین محمدی ﷺ پر ہو۔

الجواب: لاالہ اللہ مسلمان عورت کا نکاح نصرانی وغیرہ کسی کافر سے نہیں ہوسکتا اگر ہو گا زنائے محض ہوگا اللہ عزوجل فرماتا ہے لاهن حل لهم ولا هم يحلون لهن نہ مسلمان عورتیں کافروں کو حلال ہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کو حلال نصرانیہ اگر سلطنت اسلامیہ میں مطیع الاسلام ہے اس سے نکاح مکروہ تنزیہی ہے ورنہ مکروہ تحریمی قریب بحرام۔ یہ بھی اس صورت میں کہ وہ واقعی نصرانیہ ہو نہ حالت دہریت ونیچریت جیسے مسلمان کہلانے والا نیچری مسلمان نہیں درمختار میں ہے (۱ صح نكاح كتابية) وان كره تنزيها (مؤمنة بنبى مقرة بكتاب) وان اعتقد واالمسيح الها فتح القدير میں ہے

[1] ترجمہ کتابیہ جو کسی نبی کو مانتی اور کسی کتاب آسمانی کا اقرار کرتی ہو اس سے نکاح صحیح ہے اگر چہ مسیح کو خدا کہے ہاں مکروہ تنزیہی ہے

[۱] اوتکرہ الکتابیہ الحربیۃ اجماعا ردالمحتار میں ہے [۲] اطلاقہم الکراھۃ فی الحربیۃ یفید انہا تحریمیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۷: ایک شخص اپنی چچانی یاممانی کے ساتھ نکاح کرے بعد انتقال اپنے چچا اور ماموں کے یہ نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب: درست ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع نہ ہو قال تعالٰی واحل لکم ماوراء ذلکم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۸: زید اگر اپنے بہنوئی کی لڑکی جو دوسری عورت کے شکم سے پیدا ہوئے نہ خاص اپنی بہن کی لڑکی مگر بہن کی سوکن کی لڑکی سے نکاح پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں

الجواب: جائز ہے لعدم المانع۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۹: ناف سے نیچے بدن غیر آدی کا دیکھنے سے وضو جاتا ہے اب اس ملک افریقہ میں جنگلی آدمی ہیں ان کو کپڑے پہننے کی کچھ خبر نہیں اور ہر وقت تھوڑا سا کپڑا آگے شرمگاہ کے رکھتے ہیں اور سب بدن کھلا رہتا ہے ایسے لوگ اگر نمازی کے سامنے سے گزریں اور کھلا بدن نظر پڑے تو نمازی کا وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں وہ آدمی دین اسلام نہیں جانتے اور کافر ہیں اور ہر وقت آمد و رفت کرتے ہیں۔

الجواب: اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلا وضو میں خلل نہیں آتا یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی اور اتفاقاً نگاہ پڑ جائے پھر نظر پھیر لے یا آنکھیں بند کر لے تو حرج نہیں حدیث میں ہے النظرۃ الاولی لك والثانیۃ علیك پہلی نگاہ یعنی جو بے قصد پڑے وہ تیرے لئے ہے یعنی تجھ پر اس میں مواخذہ نہیں اور دوسری نگاہ یعنی جب دوبارہ قصداً دیکھے یا پہلی نگاہ قائم رکھے منہ نہ پھیرے آنکھیں نہ بند کرے تو اس کا تجھ پر مواخذہ ہے واللہ تعالٰی اعلم

---

[۱] جو کتابیہ عورت سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر نہ رہتی ہو اس سے نکاح بالاجماع مکروہ و منع ہے [۲] ایسی کتابیہ کے باب میں علماء کا کراہت کو مطلق رکھنا بتاتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی قریب الحرم ہے

مسئلہ ۷۰: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا درست ہے تو فی زمانہ اہل کتاب نصاریٰ ہو یا یہود ان کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے یا نہیں۔

الجواب: نصاریٰ کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو ان کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے۔ یہود کے یہاں البتہ ذبح ہے پھر بھی بلا ضرورت ان کے ذبیحوں سے بچنا ہی چاہیے خصوصاً نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر با قاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت علماء کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے اور کہا گیا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر دہریہ نیچری ہو تو اس کا ذبیحہ بالا جماع مردار و حرام ہے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہو نہ کہ نصرانی یا یہودی کہ مجرد نام اصلا کافی نہیں۔ ردالمحتار و درمختار اواخر باب نکاح الکافر و بحرالرائق و فتاوی والوالجیہ میں ہے[۱] النصرانی لا ذبیحۃ لہ وانما یاکل ذبیحۃ المسلم اویخنق فتح القدیر [۲] میں ہے الاولی ان لایأکل ذبیحتیھم الاللضرورۃ مجمع النھر میں ہے فی المستصفے قالوا الحل اذا لم یعتقد المسیح الھا امام اذا اعتقدہ فلا انتھی و فی مبسوط شیخ الاسلام یجب ان لا یا کلوا ذبائح اھل الکتاب اذا اعتقدوان المسیح الہ ولا یتزوجوانساء ھم قیل و علیہ الفتوی لکن بالنظر الی الدلیل ینبغی ان یجور والاولی ان لا یفعل الا للضرورۃ کما فی الفتح والنصاری فی زماننا یصرحون بالابنیۃ وعدم الغرورۃ متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتھم اختلاف العلماء کما بینا فالا خذبجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[۱] ترجمہ نصرانی کیلئے ذبیحہ نہیں وہ تو مسلمان کا ذبح کیا ہوا کھاتا ہے یا گلا گھونٹتا ہے [۲] ترجمہ اولیٰ یہ ہے کہ ان کا ذبیحہ نہ کھائے مگر مجبوری کو [۳] ترجمہ مستصفے میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ ذبیحہ و نکاح دونوں حرام ہیں انتہے اور مبسوط امام شیخ اسلام میں ہے نصرانی جبکہ مسیح کو خدا جانے تو واجب ہے کہ اس کا ذبح کیا ہوا نہ کھایا جائے نہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے۔ کہا گیا کہ اسی پر فتوئی ہے مگر نظر بدلائل جو از مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ بےضرورت نہ کریں جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہمارے زمانے میں نصاریٰ علانیہ بیٹا کہتے ہیں اور ضرورت کچھ نہیں اور احتیاط واجب ہے کہ انکا ذبیحہ حلال ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے تو جہاں مجبوری نہ ہو ان کا ذبح کیا ہوا بھی حرام ہی سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۱: اگر ایک شخص گھر ستی عورت کے ساتھ نصارے کے گرجے میں نکاح کیا اور پھر اسلامی طریقے بموجب نکاح کیا اور وہ عورت اپنے نصارے گرجے میں پوجا کرنے کو جاتی ہے آیا اگر وہ عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے دفن کفن کا کیا حکم ہے۔

الجواب: صرف اتنی بات کہ اس نے مسلمان سے نکاح کرلیا اسے مسلمان نہ کردے گی کہ مرتدہ ٹھہرے وہ بدستور نصرانیہ ہے اس کے نصرانی رشتہ داروں کو دیدیجائے کہ وہ اس کا گور گڑھا کریں ہدایہ میں ہے[1] اذا مات الکافر ولہ ولی مسلم یغسل غسل الثواب النجس ویلف فی خرقتہ وتحفرحفیرۃ من غیر مراعاۃ سنۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیھا بل یلقی فتح القدیر میں ہے جواب[2] المسألۃ مقید بما اذا لم یکن قریب کانھر فانکان خلی بینہ و بینھم ھذا اذا لم یکن کفرہ والعیاذ باللہ بارتد ادفا نکان تحفرلہ ویلقی فیھا کالکلب ولا یدفع الیٰ من انتقل الی دینھم صرح بہ فی غیر موضع واللہ تعالیٰ اعلم۔

[1] ترجمہ جب کافر مرجائے اور اس کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو وہ اسے بے رعایت سنت ایسا غسل دے جیسے ناپاک کپڑے کو دھوتے ہیں اور ایک چیتھڑی میں لپیٹ کر ایک تنگ گڑھے میں پھینکدے آہستگی سے نہ رکھے جگہ اوپر سے ڈالدے [2] ترجمہ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس کا کوئی رشتہ دار کافر نہ ہو ورنہ اسے دیدیا جائے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ مرتد نہو اور اگر معاذ اللہ مرتد ہے تو غسل وکفر کچھ نہ اس کی لاش ان لوگوں کو دیں جن کا دین اس نے اختیار کیا بلکہ ایک تنگ گڑھے میں کتے کی طرح یونہی پھینک دیا جائے قال فی الغایہ رواہ والی مسلم ای قریب لان حقیقۃ الولایۃ متنفوۃ قال اللہ تعالیٰ لاتتخذوا الیھود والنصری اولیاء اہ ولم یرضہ فی الفتح فقال عبارۃ معیبۃ وما دفع بہ من انہ ایماد القریب لا ینید لان المؤاخذۃ انما ھی علی نفس التعبیر بہ بعد الرادۃ القریب بہ اہ و تبعہ فی البحر واجاب فی النھر بالتجوز واقرہ فیا لمنحۃ اقول ولا ھوس کلام آلفتح کماتری وانا اقول الولی یکون من الوالاۃ و ھی المنتفۃ بین المؤمنین والکافرین یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ و قدکفروا بماجاء کم من الحق ومن الولایۃ ابمعنے القدرۃ علی التصرف فی الامرو ھی منتفیۃ للکافر علی المسلم لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا وثابۃ للمسلم علی الکافر تالکوراۃ وللفضاۃ علی اھل الذۃ وتذالعرتجز شھادۃ کافر علی مسلم و جازت شھادۃ المسلم علی الکافرلان الشھادۃ من باب الولایۃ والو لایۃ فی امر التجھیز تکون عادۃ للاقرباء فالمعنی ولہ قریب من المسلمین یتصرف فی تجھیزہ و تکفینہ تسبۃ العیب ماھو لفظ محمد فی الجامع الصغیر وقدرواۃ عن ابی یوسف عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنھم لیس مما ینبغے ھذا وقال فی ردالمحتار قولہ ویغسل المسلم جواز الان من شروط وجوب الغسل کون المیت مسلما قال فی البدائع لا یجب غسل الکافرلان الغسل واجب کرامۃ وتعظیما للمیت والکا فرلیس من اھل ذلک اہ ما فی ش وانا اقول لا ادری لما ذا یغسل فاقل ما فیہ التلوث بالخبث والاشتغال بالعبث

۲ فانہ ان غسل یسعین بحرالم یستفد طھرا ولا ان فی الغسل اکرما للمیت و تعظیما لہ لما وجب للمسلم فیبغی ان لا یجوز للکافر لا نہ لیس من اھل ذلک و انما الواجب علینا اھانۃ فیما قدرنا

مسئلہ۷۲: ایک شخص اہل اسلام سنی ہے اور وہ ظاہرا شراب پیتا ہے اور حرام گوشت نصاریٰ کا یا کافر کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتا ہے اور کلمہ کا شریک ہے تو ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور بعد موت کے نماز جنازہ وغیرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: جبکہ وہ مسلمان ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح میں اسلام بھی شرط نہیں ملت سماویہ کافی ہے اور اس کے جنازے پر نماز فرض ہے جیسا کہ جواب سوم میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۷۳: اگر کوئی شخص کافر ایمان لایا اور بڑی عمر کا ہونے کے سبب وہ ختنہ نہیں بیٹھا اب وہ شخص اگر ذبح کرے اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اس ذبیحہ کھانا اور نکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے جب تک وہ ختنہ نہیں بیٹھا وہاں تک ذبیحہ اور نکاح اس کا درست نہیں ہے۔

الجواب: اس کے ذبیحہ کا حکم جواب ۳۸ میں گزرا اور اس کا نکاح بھی صحیح ہے وہیں گزرا کہ جوانی میں مسلمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنا ختنہ نہ کر سکے اور کوئی عورت ختنہ کرنا جانتی ہو تو اس سے اس کا نکاح کر دیا جائے کہ بعد نکاح وہ اس کا ختنہ کرے معلوم ہوا کہ بے ختنہ نکاح جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۷۴: اگر تیل یا گھی گرم ہو یا سرد اس میں حرام جانور مثلاً چوہا بلی یا کتا یا خنزیر وغیرہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وقول الهداية يغسله ويكفنه ويدفنه بذلك امر على رضى الله تعالى عنه فى حق ابيه ابيطالب لكن يغسل غسل الثواب النجس الخ فاقول انما الثابت فى حديث ابى داؤدان عليا كرم الله تعالى وجهه قال يا رسول الله ان عمك الشيخ الضال قدمات قال اذهب فوار اياك ليس فيه ذكر غسل ولا تكفين والمواداة ليست للاكرام بل لدفع الاذى وكذا هو عند الشافعى وابى داؤد الطيالسى وابن راهويه وابى يعلى والبيهقى نعم فى رواية ابن ابى شيبه ارى ان تغسله وتجنه ولا بن سعد فى الطبقات من طريق الامام الواقدى قال اذهب فاغسله وكفنه وواره قال البيهقى حديث باطل واسانيده كلها ضعيفة اه اقول صححه ابن خزيمة كما فى الاصابة من ترجمه ابيطالب واقره الحافظ لكنه فى المواراة فقط نعم الواقدى ثقه عندنا فصدق قول الهداية بذلك امر على ومع هذا هى واقعة عين لا عموم لها وقد خفف عن ابى طالب عذاب النار اكراما رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فليكن غسله و تكفينه ايضا من هذا و بعد كل ذلك والمذهب مانص عليه وليس لنا مقال لديه والله تعالى علم ١٢ منه غفرله

جانور اندر مر گیا یا جھوٹا کر گیا اب وہ گھی وتیل وغیرہ کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: گھی اگر رقیق پتلا ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ مسئلہ پنجم میں گزرا اور اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے تھوڑا سا گھی کھرچ کر پھینک دیں باقی پاک ہے احمد وابوداؤد وابو ہریرہ اور دارمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا وقعت الفارة فی السمن فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵: اگر کوئی شخص زادراہ رکھتا ہے اور اس کو طاقت ہے کہ اپنے زن وفرزند کو حج کے واسطے لیجا سکتا ہے تو اپنے فرزندوزن کو حج بیت اللہ پڑھوانا واجب ہے یا نہیں اور حج نہیں پڑھاوے تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اگر زن وفرزند پر حج فرض نہیں یوں کہ نابالغ ہیں یا مثلاً اتنا مال نہیں رکھتے جب تو ظاہر کہ انہیں حج کرانا اصلا واجب نہیں اور اگر ان پر حج فرض ہے تو اس پر اتنا واجب ولازم ہے کہ انہیں حج کا حکم دے اور بلا وجہ شرعی دیر نہ کرنے دے سستی کریں تو انہیں تنبیہ کرے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارة علیھا ملئکة غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یومرون○ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت درشت فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته تم میں ہر ایک کے تحت میں رعیت ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہونا ہے۔ مگر یہ اس پر ہرگز واجب نہیں کہ اپنا روپیہ ان کے حج کو دے اگر ایک پیسہ نہ دے اس پر الزام نہیں ہاں ایسا کرے تو ثواب عظیم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶: اپنی عورت یا لڑکی وغیرہ کو ساتھ میں حج بیت اللہ کے واسطے لیجانا درست ہے اب زید کہتا ہے کہ اپنی عورت کو یا لڑکی کو حج کے واسطے نہیں لیجاوے تو اچھا ہے کیونکہ اس سفر میں عورت کا پرہیز نہیں رہتا اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب: زید غلط کہتا ہے اللہ کے بندے جو یہاں احتیاط رکھتے ہیں اللہ عزوجل جنگلوں دریاؤں مجمعوں میں ان کے لئے احتیاط رکھتا ہے جس پر بفضل اللہ تعالیٰ تجربہ شاہد ہے اور جو خود ہی بے پرواہی کریں تو اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من استعف اعفه الله و من استكفى كفاه الله جو پارسائی چاہے گا اللہ عزوجل اسے پارسائی دے گا اور جو مخلوق سے نگاہ پھیر کر اللہ کی کفایت چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرمائے گا[1] رواه احمد و النسائی والضیاء عن ابی سعید الخدری رضی الله تعالٰی عنه بسند صحیح ایسے مہمل واہیات عذروں کے سبب حج فرض کا روکنا وسوسۂ شیطان ہے ہاں دوبارہ حج کو لیجانے میں ایسے خیال کی گنجائش ہوسکتی ہے خود حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس حجۃ الوداع میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن تھیں اس کے بعد ان سے فرمایا هذه ثم ظهور الحصر جو حج ضروری تھا وہ تو یہ ہولیا آگے چٹائیوں کی نشست[2] رواه احمد عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه۔ والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۷: اگر بکرا یا مرغی وغیرہ بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ذبح کیا اور چھری تیز ہونے کے سبب سر جدا ہوجائے تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: کھانا درست ہے یہ فعل مکروہ ہے اور بلا قصد واقع ہوا تو حرج نہیں درمختار میں ہے[3] كره النخع بلوغ السكين النخاع وهو عرق ابيض فی جوف عظم الرقبة وكل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل ان تبرد ای تسکن عن اضطراب والله تعالٰی اعلم۔

---

[1] ترجمہ: یہ حدیث امام احمد ونسائی وضیا نے بسند صحیح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ [2] ترجمہ یہ حدیث امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی [3] ترجمہ حرام مغز تک چھری پہنچا دینا مکروہ ہے اس طرح ہر وہ بات جس میں بیفائدہ جانور کی ایذ ہو جیسے ٹھنڈا ہونے یعنی تڑپ موقوف ہونے سے پہلے کا سر کاٹ دینا یا کھال کھینچنا۔

مسئلہ ۷۸: بروز عید یا وبا وطاعون کے مع نشان عیدگاہ پر جانا درست ہے یا نہیں یعنی ڈھول یا بڑ گم وغیرہ کے ساتھ جانا۔

الجواب: باجے منع ہیں اور نشانی کے لئے نشان میں حرج نہیں جمادی الاخرہ ۱۸ میں بلاول بندر جونا گڑھ کاٹھیاوار سے اس کا سوال آیا تھا جس کا مفصل جواب ہمارے فتاوے میں موجود ہے جو اسی زمانے میں بمبئی سے شائع بھی ہو چکا مگر ایک امر ضروری قابل لحاظ ہے کہ یہ نفس علم کا حکم ہے جہاں اس سے کوئی محذور شرعی پیدا ہوتا ہو مثلاً جن بلاد میں محرم کے علم رائج ہیں عوام اسے انس سے سمجھیں اور اس سے ان کے جواز پر استدلال کریں۔ اور فرق سمجھانیکی ضرورت پڑے وہاں اس سے احتراز کیا جائے کہ کوئی امر ضروری نہیں اور احتمال فتنہ وفساد عقیدہ ہے نہ ہر ایک کو سمجھا سکیں گے نہ ہر ایک سمجھانے سے سمجھے گا تو ایسی بات سے احتراز مناسب۔ حدیث میں ہے ایاك وما یعتذر منه اسباب سے بچ جس میں معذرت کرنی پڑے۔[۱] رواه الحاكم والبيهقي عن سعد بن ابی وقاص والضياء عن انس رضی الله تعالٰی عنهما بسند حسن و فی الباب عن جابرو عن ابن عمرو عن ابی ایوب رضی الله تعالٰی عنهم والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷۹، ۸۰: حضرت جناب پاک محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کا اسم شریف سن کر دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کو بوسہ دینا اور دونوں چشموں پر رکھنا شرع میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو بدعت کہنے والا کافر ہے یا نہیں آپ کا رسالہ الکوکبة الشهابية فی کفريات ابی الوهابية صفحہ ۳ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں آیت اولٰی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اسے فضل عظیم کی بشارت دو اور جو معاذ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذاب الیم کا ڈر سناؤ اب حضرت ﷺ وجناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن کر بوسہ دینا تعظیم ہے یا نہیں۔

---

[۱] یہ حدیث حاکم وبیہقی نے سعد بن ابی وقاص اور ضیا نے بسند حسن انس سے روایت کی اور اس باب میں جابر بن عبداللہ بن عمرو ابو ایوب انصاری سے حدیثیں ہیں ۱۲ منہ اجمعین

الجواب: اذان میں نامِ اقدس سن کر یہ بوسہ دینا بتصریح فقہ مستحب ہے اس کے بیان میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین سالہا سال سے شائع ہے اقامت یعنی تکبیر نماز میں اس کا انکار طائفہ دیوبندیت کے جدید سرغنہ تھانوی نے فتاوی امدادیہ میں کیا اس کے رد میں ہمارا رسالہ نهج السلامه فی حکم تقبیل الا بهاً مین فی الاقامه ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نامِ اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہ نہیں جبکہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں۔[1] جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر[2] مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے کما فی البحر الرائق وردالمحتار و غیر هما من معتهدات الاسفار [3] افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلاتقیید وتحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ وتعزروه و توقروه رسول کی تعظیم و توقیر کرو قال تعالیٰ فالذین امنوا به و عزّروه و نصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوٰة واتیتم الزکوٰة وامنتم برسلی وعزرتموهم واقرضتم الله قرضاً حسناً لا كفرن عنكم سياتكم ولا دخلنكم جنت تجری من تحتها الانهر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

---

[1] کسی شے کے جائز ہونے کو اتنا کافی ہے کہ شرح میں اسکی ممانعت نہ آئی ہے [2] ہر مباح اچھی نیت سے مستحب ہو جاتا ہے
[3] تعظیم انبیاء اولیاء میں جتنے نئے طریقے ایجاد کرو جن سے ممانعت نہ ہو سب خوب و مستحسن ہے۔

اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں وقال تعالٰی و من یعظم حرمت الله فهوخیر له عند ربه جواللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے وقال تعالٰی و من یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب O جو الٰہی نشانوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

ولہٰذا ہمیشہ علمائے کرام وائمہ اعلام امور تعظیم ومحبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور انہیں ایجاد کندہ کی منقبت میں گنتے آئے جس کی بعض مثالیں ہمارے رسالہ اقامة القيامة علی طاعن القيام لبنی تهامه میں مذکور ہوئیں۔ امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا جو بات ادب وتعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہو خوب ہے امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب البحر المورود میں فرماتے ہیں اخذ علینا العهود ان لا نمکن احدا من اخواننا ینکر شیأ ابتداعه المسلمون علی جهة القربة الی الله تعالٰی ورأوه حسنا کما مرتقریره مرارا فی هذه العهودلا سیما ما کان متعلقا بالله تعالٰی ورسوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ہم پر عہد لئے گئے کہ کسی بھائی کو کسی ایسی چیز پر انکار نہ کرنے دیں جو مسلمانوں نے اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کے لیے نئی نکالی اور اچھی سمجھی ہو جیسے اس کی تقریر اس کتاب میں بار ہا گزری خصوصاً وہ ایجادیں کہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متعلق ہوں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں۔ یسمون بفعلهم السنة الحسنة وان کانت بدعة اهل البدعة لان النبی صلی الله علیه وسلم قال من سن سنة حسنة فسمی المبتدع للحسن مستنا فأدخله النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی السنة فقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذن فی ابتداع السنة الحسنة الی یوم الدین وانه ما جور علیها مع العالمین لها بدوا مها فیدخل فی السنة الحسنة کل حدث مُستحسنٌ

قال الامام النووی کان له مثل اجورتا بعیه سواء کان هو الذی ابتدأه اوکان منسوباً الیه و سواء کان عبادة اوادباً او غیر ذلك اه ملتقطا یعنی نیک بات اگر چہ بدعتِ نو پیدا ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ بدعتی اس لئے کہ رسول ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں قیامت تک نئی نئی نیک باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو ایسی نئی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملیگا تو اچھی بدعت سنت ہی ہے امام نووی نے فرمایا جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا خواہ اسی نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے اور نہ سہی تو کچھ اور تو سب کو شامل ہے مسلمان یہ فائدہ جلیلہ خوب یاد رکھیں کہ بات بات پر وہابیہ مخذولین کے الٹے مطالبوں سے بچیں ان خبثاء کی بڑی دوڑ یہی ہے کہ فلاں کام بدعت ہے حادث ہے اگلوں سے ثابت نہیں اس کا ثبوت لاؤ سب کا جواب یہی ہے کہ تم اندھے ہو اوندھے ہو دو باتوں میں سے ایک کا ثبوت تمہارے ذمے ہے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر ہے یا یہ کہ شرع مطہر نے اسے منع فرمایا ہے اور جب نہ شرع سے منع نہ کام میں بلکہ قرآن عظیم کے ارشاد سے جائز دارقطنی نے ابوثعلبہ خشنی سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان الله فرض فرائض ولا تضیعوها وحرم حرمات فلا تنتهکوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تحثوا عنها بیشک اللہ عزوجل نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں نہ چھوڑو اور کچھ حرام فرمائیں ان پر جرات نہ کرو اور کچھ حدیں باندھیں ان سے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کا کوئی حکم قصداً ذکر نہ فرمایا ان کی تفتیش نہ کرو کہ ممکن کہ تمہاری تفتیش سے حرام فرمادی جائیں صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان اعظم

---

۱ نبی ﷺ نے قیامت تک نیک باتیں نئی پیدا کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان سب کو سنت میں داخل فرمایا جن چیزوں کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں سب جائز ہیں۔ جائز ہونے کا ثبوت درکار نہیں۔

المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئے لم یحرم علی الناس محرم من اجل مسألته مسلمانوں میں سب میں بڑا مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ ہے جس نے کوئی بات پوچھی اس کے پوچھنے پر حرام فرمادی گئے یعنی نہ پوچھتا تو اس بنا پر کہ شریعت میں اس کا ذکر نہ آیا جائز رہتی اس نے پوچھ کرنا جائز کرالی اور مسلمانوں پر تنگی کی۔ ترمذی وابن ماجہ سلمان فارسی سے راوی الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ماحرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا عنه جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سکت عنه فهو عفو جو جسے اللہ ورسول نے حلال کہا وہ حلال ہے جسے حرام کہا وہ حرام ہے جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ تو معلوم ہوا کہ جس کا نہ حکم دیا نہ منع کیا وہ نہ واجب نہ گناہ۔ اور عزوجل جلہ فرماتا ہے یایها الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها والله غفور حلیم۔ اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ ان کا حکم تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائے گا اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے یہ آیۂ کریمہ ان تمام حدیثوں کی تصدیق اور صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے جب تک کلام مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاکر نہ ہو کہ کوئی پوچھتا اس کے سوال کی شامت سے منع فرما دی جاتی اب کہ قرآن کریم اتر چکا دین کامل ہو لیا اب کوئی حکم نیا آنے کو نہ رہا جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا ان کی معافی مقرر ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے وللہ الحمد یہاں تک جواز کا بیان تھا رہا

استحباب وہ فعل جب کہ فی نفسہ خود ہی نیک ہے یا مسلمان نے اسے نیت حسن محمود سے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے داخل سنت ہے اگر چہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو جیسا کہ حدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة وعبارات ائمہ سے گزرا والحمد للہ رب العلمین تعظیم حضور پر نور ﷺ مدار ایمان ہے اس کا منکر قطعاً کافر مگر یہ نفس تعظیم میں ہے افعال تعظیمیہ میں جس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے جیسے درود وسلام اس کا منکر مرتد کافر یا جس کا ثبوت قطعی ہوا گر چہ بدیہی نہ ہوا ائمہ حنفیہ اسے بھی کافر کہیں گے بغیر اس کے تکفیر کی گنجائش نہیں خصوصاً ایک نو پیدا بات جس میں منکر کو شبہہ بدعت یہ اس کے لیے ہے جس کا انکار بر بنائے وہابیت نہ ہو ورنہ وہابیہ پر خود ہی صد ہا وجہ سے کفر لازم اور ان کے انکار کا منشا بھی وہی ہوتا ہے کہ ان کے سینے تو ہین سے پر اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ ان کے دلوں پر شاق قل موتوا بغیظکم ان الله علیم بذات الصدور والله تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۰: حضور پر نور سیدنا غوث اعظم حضور اقدس وانور سید عالم ﷺ کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پر نور ﷺ مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال و کمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات و نعوت جلالت آئینہ محمدی ﷺ میں تجلی فرما ہے من رانی فقدرای الحق تعظیم غوثیت عین تعظیم سرکار رسالت ہے اور تعظیم سرکار رسالت عین تعظیم حضرت عزت ہے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور یہ مثل صلاۃ بالاستقلال ان تعظیموں میں نہیں جن کو شرع مطہر نے شانِ نبوت سے خاص فرما دیا ہو تو وہی آیات واحادیث وارشادات ائمہ قدیم و حدیث اس کے جواز میں بھی کافی کفانا الکافی فی الدارین۔ وصلے وسلم علی سید الکونین۔ والہ وصحبہ وغوث الثقلین۔ وحزبہ وامتہ کل حین واین عدوکل اثرو عین والحمد للہ رب النشأتین والله سبحنه و تعالٰی اعلم۔ بنو وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

سوالات بار دیگر

مسئلہ ۸۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین محمد والہ واصحبہ اجمعین الی یوم الدین بالتبحیل و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام اہلسنت پر کہ جوہمیں خدااور رسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں کی دشناموں اوران کے کفریات سے مطلع کئے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بہ برکت رسولہ الکریم ﷺ آمین فقیر غفر اللہ تعالیٰ الہ نے تمہید ایمان سے صفحہ ۶ لے کر صفحہ ۲۲ تک وعظ کیا جس میں زید صاحب نے چند عذر پیش کئے جس سے بعض بردران اہلسنت کو دھوکا ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا ہمارے آقا ہمارے سردار کے سامنے وہ عذر بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے عذر اوّل تمہید ایمان صفحہ ۸ آیت اور فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ جوتم میں ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہےبیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو پہلی دوآیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کوظالم وگمراہ ہی فرمایا تھااس آیہ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جوان سے دوستی رکھے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں کی طرح کافر ہےان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا اور وہ کوڑا بھی یادرکھیے کہ تم چھپ چھپ کران سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کوخوب جانتا ہوں اس مقام پر یہ عذر ہوا کہ جب ان سے دوستی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہےتو سارے جہان کومسلمان کافر ٹھہرے جاتے ہیں کیونکہ ہرایک مسلمان قوم مجوس وہنود ونصاریٰ ویہود وغیرہ سے دوستی رکھتے ہیں یہ بدگولوگ توعالم ہیں اس عذر کا جواب یہ دوستی مذہبی نہیں کہ مذہب کی رو سے ان کوقطعاً کافر سمجھتے ہیں نہ کہ ان بدگویوں کی طرح عالم دین پھر کافر اصلی ومرتد میں بڑا فرق ہے یہ لوگ مرتد ہیں اس نے کسی قسم کا میل جول جائز نہیں۔تمہارا رب عزوجل اللہ رسول ﷺ کے بدگویوں کے واسطےارشاد فرماتا ہے كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وہ مسلمان ہوکراس کلمے کے سبب کافر

ہو گئے کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد عذر دوم رسول اللہ ﷺ کو ان دشنامیوں کی تیسری دشنام میں تمہید ایمان صفحہ ۱۲ "معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود انہیں بدگویوں سے پوچھ دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں تجھے اتنا علم ہے جتنا سوٴر کو ہے تیرے استاد کو ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے تیرے پیر کو اس قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں الو۔ گدھے۔ کتے۔ سوٴر کے ہمسرو دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد و پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں۔ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسر شان ہو محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین نہ ہو کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گزری ہے کیا اس کا نام ایمان ہے حاش للہ" یہاں بڑا بھاری سخت عذر گزرا کہ میاں واعظ کو مسجد میں بیٹھ کر الو گدھے، کتے۔ سوٴر کا نام لینا ناجائز ہے یہاں تک کہ کتے سوٴر کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور منہ میں پانی لے کر کلی کرنا واجب ہے اس عذر کا جواب تو اول حضور کا رسالہ ازالۃ العار سے پوچھے صفحہ ۱۸ "دلیل ششم ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا له اے لوگو ایک مثل کہی گئی اسے کان لگا کر سنو ان الله لا یستحی من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا ایحب احدکم ان تکون کریمته فراش کلب فکرهتموه کیا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کتے کے نیچے بچھے تم اسے بہت برا جانو گے رب جل و علا نے غیبت کا حرام ہونا اسی طرز بلیغ سے ادا فرمایا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه کیا تم میں کوئی پسند رکھتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں برا لگا۔ سنو سنو اگر سنی ہو تو بگوش ہوش سنو لیس لنا مثل السوٴ التی صارت فراش مبتدع کالتی کانت فراشا لکلب ہمارے لیے بری مثل نہیں جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی وہ ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز دے کر پھیر لینے کا ناجائز ہونا اس وجہ سے انیق سے بیان

فرمایا العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ لیس لنا مثل السوء اپنی دی ہوئی چیز پھیرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے ہمارے لئے بری مثل نہیں۔اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ بد مذہب کتا ہے یا نہیں۔ہاں ضرور ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر و ناپاک تر کتا فاسق نہیں اور یہ اصل دین و مذہب میں فاسق ہے کتے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب شدید کا مستحق ہے میری نہ مانو سید المرسلین ﷺ کی حدیث مانو ابو حاتم خزاعی اپنی جزو حدیثی میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اصحاب البدع کلاب اھل النار بدمذہبی والے جہنمیوں کے کتے ہیں'' اب تمہید ایمان سے سینئے صفحہ ۴ اور ۱۰۔''تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ یعنی وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور فرماتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں دیکھو تمہید ایمان ص۱۸ اور ۱۹ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد۔تو کیا تم دھیان نہیں کرتے اور فرماتا ہے كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور فرماتا ہے فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اسپر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔'' اور سینئے اللہ عزوجل فرماتا ہے پارہ ۲۹ سورہ مدثر فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ

قَسْوَرَةٍ انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرے ہیں گویا وہ گدھے ہیں بھڑ کے ہوئے کہ شیر سے بھاگے ہوں۔ الحمد للہ ہمارے علمائے کرام نے جو الفاظ ان بدگویوں کے رد میں لکھے ان کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیے اب اتنا معلوم کرنا رہا کہ قرآن مجید میں لفظ خنزیر ہے یا نہیں مسلمانوں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے پارہ لا یحب الله سورہ مائدہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور جس کے ذبح پر اللہ کا غیر نام پکارا گیا اور فرماتا ہے پارہ سورہ انعام قُلْ لَّا اَجِدُ فِیْ مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ج یعنی کہہ نہیں پاتا میں بیچ اس چیز کے کہ وحی کی ہے طرف میری حرام کیا گیا اوپر کسی کھانے والے کے کہ کھاوے اس کو مگر یہ کہ ہو مردار اور لہو ڈالا ہوا رگوں میں سے یا گوشت سوئر کا پس تحقیق وہ ناپاک ہے اور وہ کہ ذبح کیا گیا ہو غیر خدا کا نام لے کر اور فرماتا ہے پارہ ۱۴ سورۂ نحل اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ سوا اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سوئر کا اور وہ چیز کہ اس کے ذبح میں آواز بلند کی جاوے واسطے غیر خدا کے اور یہ تو سنیے جو اللہ عزوجل فرماتا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتِ اللہ نے ان کافروں میں سے کر دیئے بندر اور سوئر اور شیطان کے پجاری مولانا صاحب للہ للہ انصاف اگر گدھے کتے سوئر کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہی الفاظ حافظ وامام عین نماز میں قراءت میں پڑھتے ہیں جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں حکم نہیں کیا کہ جس وقت امام کی زبان سے گدھے کتے سوئر کا لفظ نکلے فوراً نماز جاتی رہے گی اور جن سورتوں میں یہ نام آئے نماز میں ان کا پڑھنا حرام ہے کہ نماز وضو دونوں باطل ہو جائیں گے بلکہ زید صاحب کے نزدیک یہ نام وضو توڑنے والی چیزوں سے بھی سخت ہوئے کہ ان سے کلی فقط سنت ہوئی اور ان سے واجب ہوئی پھر وہی کہنا پڑا کہ ایسی بات وہی کہیگا جو گدھا ہو پھر اگر وضو نہ ٹوٹے صرف کلی واجب ہو تو نماز باطل نہ ہوئی

ناقص تو ہوئی اب اگر عمداً کلی نہ کرے تو نماز پھیرنا واجب ہو اور سہوا نہ کرے تو سجدہ سہو واجب ہو اور اگلی کلی کرے تو عمل کثیر کے سبب نماز باطل ہو بہر حال یہ عذر باطل ومردود ہوا عذر سوم بے علم نادان کا فرمانا یہ ہوا کہ اگر چہ کتابوں میں اور قرآن شریف میں گدھے کتے۔ سوئر کا نام لکھا ہوا ہے مگر تا ہم وعظ میں مسجدوں میں بیٹھ کر اپنی زبان سے یہ الفاظ نہ نکالیں اولاً اس عذر کا جواب تو ازالة العاز لبحر الکرائم عن کلاب النار سے سن چکے ان الله لا يستحيى من الحق بیشک اللہ عزوجل حق بات فرمانے میں نہیں شرماتا پھر ہم حق بات میں کیوں شرمائیں اور یہ قول بھی جاہلوں کا باطل ہے اگر جو الفاظ قرآن مجید میں لکھے ہوئے وعظ و مسجد میں پڑھنا منع ہو تو یہ قرآن شریف کا رد کرنا ہے۔ اوپر گزری آیتوں میں کتنی جگہ لفظ گدھے و کتے و خنزیر وغیرہ ہیں تو ایک آیت جان بوجھ کر معیوب سمجھ کر چھوڑ دے تو اس کا کیا حکم ہے اور اگر ان حضرات کو یہ دیکھنا منظور ہو تو حضور کا رسالہ خلاصہ فوائد فتوی ۱۳۲۴ھ کو دیکھیں کہ ہمارے علمائے کرام حرمین شریفین اس باب میں کیا فرماتے ہیں فقیر عفی عنہ یہاں پر فقط دو تقریظ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین[۳] کا ترجمہ مبین[۲۵] احکام و تصدیقات[۳] اعلام سے نقل کرتا ہے۔

تقریظ اوّل: میرے بھائیو دیکھو صفحہ ۳۳ تقریظ پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اوّل سے ابتک طالبان فیض دور دور سے جاتے ہیں صاحب عزت وافضال مولانا علامہ شیخ صالح کمال جلائل والاعزت و کمال کے تاج ان کے سر پر رکھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سب خوبیاں اس خدا کو جس نے آسمان علوم کو علمائے عارفین کے چراغوں سے مزین فرمایا اور ان کی برکات سے ہمارے لیے ہدایت اور حق واضح کے راستوں کو روشن کر دکھایا میں اس کے احسان و انعام پر اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے خاص اور عام افضال پر اسکا شکر بجالاتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ایک اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ایسی گواہی کہ اپنے کہنے والے کو نور کے منبروں پر بلند کرے اور کجی اور بد

کاری والوں کے شہاب کو اس کے پاس نہ آنے دے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہوں نے ہمارے لئے حجت واضح کر دی اور کشادہ راہ روشن فرمائی الٰہی تو درود وسلام نازل فرما ان پر اور ان کی ستھری پاکیزہ آل پر اور ان کے فوز وفلاح والے صحابہ اور ان کے نیک پیرووں پر قیامت تک بالخصوص اس عالم علامہ پر کہ فضائل کا دریا اور علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے حضرت مولانا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے اور ہر بری اور ناگوار بات سے اسے بچائے حمد وصلوٰۃ کے بعد اے امام پیشوا تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمیشہ آپ نے جواب دیا اور بہت ٹھیک دیا اور تحریر میں داد تحقیق دی اور مسلمانوں کی گردنوں میں احسان کی ہیکلیں ڈالیں اور اللہ عزوجل کے یہاں عمدہ ثواب کا سامان کرلیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کیلئے مضبوط قلعہ بنا کر قائم رکھے اور اپنی بارگاہ سے آپ کو بڑا اجر اور بلند مقام دے اور بیشک گمراہی کے وہ پیشوا جن کا تم نے نام لیا ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا اور تم نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا سزاوار قبول ہے تو ان کا جو حال تم نے بیان کیا اس پر وہ کافر اور دین سے باہر ہیں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور ثواب سے ہے اور خدا اس پر رحمت کرے جس نے کہا۔

دین میں داخل ہے ہر کذاب کی پردہ دری ۔۔۔ سارے بددینوں کی جولائیں عجب باتیں بری
دین حق کی خانقائیں ہر طرف پاتا گری ۔۔۔ گر نہ ہوتی اہل حق ورشد کی جلوہ گری

وہی زیان کار ہیں وہی گمراہ ہیں وہی ستمگار ہین وہی کفار ہیں الٰہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کردے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہوں کچھ مردود۔ اے رب ہمارے ہمارے دلوں میں کجی نہ ڈال بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سچی راہ دکھائی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت بخش بیشک تو ہی ہے بہت بخشنے والا اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر بکثرت درود وسلام بھیجے سلخ

محرم الحرام ۱۳۲۴ھ سے اپنی زبان سے کہا اور لکھنے کا حکم دیا مسجد حرام شریف میں علم وعلما کے خادم محمد صالح بن علامہ مرحوم حضرت صدیق کمال حنفی سابق مفتی مکہ معظمہ نے اللہ اسے اور اس کے والدین واحباب سب کو بخشے اور اسکے دشمنوں اور برا چاہنے والوں کو مخذول کرے آمین۔

تقریظ دوم صفحہ ۱۴۱: تقریظ غیظ منافقین وکام موافقین حامی سنت واہل سنت ماحی بدعت وجہل بدعت زینت لیل ونہار نکوئی روزگار خطیب خطیبہائے کرم محافظ کتب حرم علامہ ذیقدر بلند عظیم الفہم دانشمند حضرت مولانا سید اسمٰعیل خلیل اللہ تعالیٰ انہیں عزت وتعظیم کے ساتھ ہمیشہ رکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب خوبیاں خدا کو جو ایک اکیلا سب پر غالب ہے قوت وعزت وانتقام وجبروت والا جو صفات کمال وجلال کے ساتھ متعالی ہے کافروں سرکشوں گمراہوں کی باتوں سے منزہ ہے جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ مانند نہ نظیر پھر درود وسلام ان پر جو سارے جہاں سے افضل ہیں ہمارے سردار محمد ﷺ ابن عبداللہ تمام انبیاء ورسل کے خاتم اپنے پیرو کو رسوائی وہلاک سے بچانے والے اور جو ہدایت پر نابینائی کو پسند کرے اسے مخذول کرنے والے حمد وصلاۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کریں بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں کہ ان میں کوئی تو دین متین کو پھینکنے والا اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام نشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں کہ وہ جو کچھ لائے ایسی چیز ہے جسے سنتے ہی کان پھینک دیتے ہیں اور عقلیں اور طبعتیں اور دل اس کا انکار کرتے ہیں نیز پھر میں کہتا ہوں میرا گمان تھا کہ یہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں جو بد اعتقادی حاصل ہوئی اس کا مبنیٰ بدفہمی ہے کہ عبارات علمائے کرام کو نہ سمجھے اور

اب مجھے ایسا علم یقین ہوا جس میں اصلا شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں تو کسی کو اصل دین کا انکار کرتے پائے گا اور ان میں کوئی ختم نبوت کا منکر ہو کر نبوت کا مدعی ہے اور کوئی اپنے آپ کو عیسےٰ بناتا ہے اور کوئی مہدی اور ظاہر میں ان سب میں ہلکے اور حقیقت میں ان سب سے سخت یہ وہابیہ ہیں خدا ان پر لعنت کرے اور ان کو رسوا کرے اور ان کا ٹھکانا اور ان کا مسکن جہنم کرے بے پڑھے جاہلوں کو جو چوپاؤں کی طرح ہیں دھوکے دیتے ہیں کہ وہی پیروان سنت ہیں اور ان کے سوا اگلے نیک امام اور جو ان کے بعد ہوئے بد مذہب ہیں اور سنت روشن کے تارک ومخالف ہیں اے کاش میں جانتا کہ گروہ سلف کرام طریقہ نبی ﷺ کے متبع نہ تھے تو طریقہ نبی ﷺ کا پیرو کون ہے اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے منقبتوں اور فخروں والا اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں اللہ بڑے احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے انکی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لئے اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو حق وصحیح ہو۔

خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان ۔۔۔ کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہان

تو اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اور اسی اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے اور حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں اور یہ باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے راز دار ہیں اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں الٰہی ہدایت نہیں مگر تیری ہدایت اور نہ نعمتیں ہیں مگر تیری نعمتیں اور اللہ ہم کو بس ہے اور وہ اچھا کام بنانے والا ہے اور نہ گناہوں سی پھرنا نہ طاعت کی طاقت مگر اللہ عظمت و بلندی والے کی توفیق سے الٰہی ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی پیروی ہمیں روزی کر اور ہمیں

باطل کو باطل دکھا اور ہمارے دل میں ڈال کہ اس سے دور رہیں اور اللہ درود وسلام بھیجے۔ ہمارے سردار محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے جلال والے رب کی معافی امیدوار حرم مکہ معظمہ کی کتابوں کے حافظ سید اسمٰعیل ابن سید خلیل نے ہاں ہاں پیارے بھائیو سنتے ہو ہمارے مولٰنا عالم علامہ محب سنت و اہل سنت عدو بدعت و اہل بدعت کے کلاموں کی تصدیق علمائے کرام حرمین شریفین فرمارہے ہیں اور ان بدگویوں کی نسبت صاف حکم کرتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور ان سے نفرت دلائے اور ان کے فاسد راستوں اور کھوٹی رایوں کی مذمت کرے اور ہر مجلس میں ان کی تحقیر واجب ہے اور ان کی پردہ دری امور واجب سے ہے اب علمائے کرام سے عرض یہ ہے کہ کیا ان بدگویوں دشنامیوں کے رد میں کتے سوئر کا نام لینا ناجائز اور کلی کرنا واجب ہے عذر چہار تمہید ایمان صا۲ مکر اول اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے حدیث میں فرمایا مَنْ قَالَ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ جس نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا۔ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہوسکتا ہے مسلمانو ذرا ہوشیار خبردار۔ اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لاالٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا یونہی جس نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیہ کریمہ الم احسب الناس میں گزرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا[1] اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا۔ جسے قرآن عظیم رد فرمارہا ہے اس مقام پر اعتراض ہوا کہ جو لفظ مولنا صاحب نے لکھا ہے کہ زبان سے لاالٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے تو کیا کوئی خدا کا بیٹا بن سکتا ہے یہ لفظ نکالنا بھی کفر ہے جواب کاش معترضوں کو اتنا معلوم ہوتا کہ ہمارے علمائے کرام اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ ان کافروں

[1] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوب میں فرماتے ہیں مجرد تفوہ بکلمہ شہادت در اسلام تصدیق جمیع ماعلم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد

کے قول کا حاصل بتاتے ہیں کہ ان کے طور پر زبان سے لاالہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے انہوں نے تو گویا کے ساتھ کہا قرآن مجید نے تو کافروں کا قول یہ ذکر فرمایا کہ نحن ابناء اللہ واحبائوہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ یہاں بھی کہدے کہ یہ لفظ نکالنا ہی کفر ہے۔ اب علما سے سوال ہے کہ میرے یہ جواب صحیح ہیں یا نہیں۔ میرا سوال ختم ہوا اور عذرات کے جو جواب میں نے دیے پورے ہوئے مگر یہاں بعض عبارات اور نقل کرتا ہوں جن سے اس مکر کا کہ نری کلمہ گوئی مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے زیادہ رد ہو اور یہ بھی کھلے کہ کیسے دشنامیوں بدگویوں کی حمایت میں وہ عذرات کیے جاتے ہیں تمہید ایمان ''نیز تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان بھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور فرماتا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی کیسی کیسی تاکیدوں سے موکد کیسی کیسی قسموں سے موید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوا سے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت فعل منافی اسلام نہ صادر ہو۔ بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دیگی'' ہاں ہاں سنیو سنیو اگر سنی ہو تو تمہید ایمان سے سنیو صفحہ ۴ تمہارے نبی ﷺ فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں ﷺ یہ حدیث

بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے اس نے تو بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس ﷺ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہوا یا نہیں کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عظیم عظمت ہے ہاں ہاں ماں باپ اولاد وسارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے بھائیو خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَO کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔'' اسی میں ہے ''صفحہ ۲۷ امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں اَیّمَا رَجلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیہ وسلم وکَذَّبَہٗ اَوْعَابَہٗ اَو تَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعالیٰ وَ بَانَتْ مِنْہُ اِمْرَاَتُہٗ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہوگیا اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول والعیاذ باللہ رب العلمین ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف وبزازیہ ودرر وغرر وفتاوی خیریہ وغیرہ میں ہے اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو صفحہ

۲۹۔امام اجل سیدی عبدالعزیز بن احمد بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں ان غلافیه(ای فی اهواه) حتی وجب اکفاره به لا یعتبر خلافه ووفاقه ایضا لعدم دخوله فی مسمے الامة الشهود لها بِالْعِصْمَةِ وان صلے الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المؤمنین فهو کافروان کان لا یدری انه کافر یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے ہاں ہاں میرے بھائیو ہر ایک عذر کا جواب تمہید ایمان میں تو قرآن عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرمادیا کہ غضب الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔ تمہید ایمان صفحہ ۴۵۔ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا . کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا اور فرماتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ دین میں کچھ جبر نہیں حق راہ صاف جدا ہوگئی ہے گمراہی سے یہاں چار مرحلے تھے (۱) جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل وعلاو ﷺ کی توہین و دشنام تھا۔ (۲) اللہ و رسول جل وعلاو ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے (۳) جو انہیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے انہیں[۱] کی طرح کافر ہے قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا (۴) جو عذر و مکر جہال و ضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پا در ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ واضح روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآن عظیم ہی کی آیات

[۱] کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابه وکفره فقد کفر جو ایسے کی معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کریمہ نے دیے۔ اب ایک پہلو پر جنت وسعادت سرمدی دوسرے طرف شقاوت وجہنم ابدی ہے جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑ کر زید وعمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائیگا باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کو مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی وخوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائد اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیش نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقات اعلام جلوہ گر الٰہی اسلام بھائیوں کو قبول حق کی توفیق عطا فرما اور ضد ونفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید وعمر کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ ﷺ کی و جاہت کا۔ آمین آمین آمین والحمد للہ رب العلمین و افضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد والہ و صحبہ وحزبہ اجمعین امین

الجواب: الحمد للہ محبّ سنت عدو بدعت حاجی اسمٰعیل میاں سلمہ نے چاروں بیہودہ ومہمل اعتراضات کے کافی جواب دیے خوب حق وصواب دیے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ہمیں اور ان کو اور ہمارے سب سنی بھائیوں کو زیر لوائے حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ محشور کرے آمین یہ سوال کیا ہے بجائے خود ایک رسالہ ہے فقیر اس کا تاریخی نام تیر اسمٰعیل در نحر باطیل رکھتا ہے یعنی باطلوں کے سینہ میں اسمٰعیل میاں کا تیر۔ اور اس میں ایک نفیس مناسبت سیدنا اسمٰعیل علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ والتسلیم کے نام پاک سے ہے کہ وہ نبی اللہ تیراندازی میں کمال رکھتے تھے حدیث میں ہے اِرمِ بَنِی اِسْمٰعِیْل فَاِنَّ اَبَاکُم کَانَ رَامِیًا اے اولاد اسمٰعیل تیراندازی کرو کہ تمہارے باپ تیر انداز تھے علیہ الصلاۃ والسلام واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۸۲: عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈ ھے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیا و اولیا سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے۔ اللہ اللہ اللہ اللہ انصاف دیکھو تمہارا رب عزوجل کیا فرماتا ہے پارہ ۶ سورہ مائدہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی اے لوگوں ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ اور محنت کرو بیچ راہ اس کی کے تا کہ تم فلاح پاؤ مسلمانو مسلمانو ہے مصطفے پیارے کے نام پر قربانو ہاں ہاں سنیو سنیو تمہارے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں دیکھو تجلی الیقین صفحہ ۴۶۔ ''ارشاد ہیجد ہم امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں انه لم یکن نبی الاله دعوة قد تخیر ها فی الدنیا وانی قد اختبأت دعوتی شفاعة لامتی وانا سید ولدادم یوم القیمة ولا فخرو انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر و بیدے لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونه تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعة الیٰ ان قال) فاذا اراد ان یصدع بین خلقه نادی مناد این احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضے غرامحجلین من اثر الطهور فیقول الامه کادت هذه الامة ان تکون انبیاء کلها الحدیث۔ یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولا د آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

؎ یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عمل سے کرو تو قبول نہیں ۱۲ منہ

احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلی تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رخ وتابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری انبیا ہو جائے۔

جمال پرتوش درمن اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کوہستم

اب برکات الامداد سے سنیے صفحہ ۹ حدیث ۱۴۔ صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پرنور سید العلمین ﷺ نے ان سے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے قال کنت ابیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فاتیتیه بوضوئه وحاجته فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال یوما یا ربیعة سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسألك مرافقتك فی الجنة قال و غیرذلك قلت هو ذاك قال فاعنی علی نفسك بکثرة السجود۔ الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس ﷺ نے اعنی فرمایا کہ میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور اقدس ﷺ کا مطلق طور پر سل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید وتخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خواہد۔

فان من جودك الدنیا و ضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یوخذ من اطلاقه صلی الله علیه وسلم الامر بالسؤال ان الله تعالی مکنه من عطاء کل ماارا د

من خزائن الحق یعنی حضور اقدس ﷺ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر لکھا وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیره ان الله تعالٰی اقطعه ارض الجنه یعطی منها ما شاء لمن یشاء یعنی امام ابن سبع وغیرہ علمائے حضور اقدس ﷺ کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہے جسے چاہیں بخشد یں امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه و تحت ارادته یعطی منها من یشاء و یمنع من یشاء بیشک نبی ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے ہاں اب رسالہ انوار الانتباہ کو دیکھو صفحہ ۲۸ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله عزوجل فی حاجته قضیت له ومن صلی رکعتین یقرؤفی کل رکعة بعد الفاتحه سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم یصلی علی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ثم یخطوالی جهة العراق احدے عشرة خطوة یذکر فیها اسمی و یذکر حاجة فانها تقضےٰ یعنی جو کسی تکلیف میں مجھے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اکابر علمائے کرام اولیائے عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین

علی بن جریر لخمی شطنوفی وامام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی وعلامہ علی قاری حنفی مکی ومولانا ابوالمعالی محمد مسلمی قادری وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر ونزہۃ الخاطر وتحفہ قادریہ وزبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔"

الجواب: بیشک طلب وسیلہ سنت جمیلہ ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کونسا اللہ سے زیادہ قریب تھا کہ اس سے توسل کریں اور رحمت الٰہی کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں تفسیر معالم التنزیل وتفسیر خازن میں ہے[۱] معناہ ینظرون ایھم اقرب الی اللہ فیتو سلون بہ اور بیشک اولیائے کرام دنیا وآخرت وقبر وحشر میں اپنے متوسلوں کے شفیع ومددگار ہیں امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ عہود محمدیہ میں فرماتے ہیں کل من کان متطقا بنبی اورسول اوولی فلابد ان یحضرہ و یاخذ بیدہ فی الشدائد جوکوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی وولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں جمیع الائمۃ المجتھدین یشفعون فی اتباعھم و یلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ و یوم القیمۃ حتی یجاوز وا الصراط تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیرؤوں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا وقبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہوجائیں (کہ اب سختیوں کا وقت جاتا رہا اور لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف ہو نہ کچھ غم والله الحمد) نیز فرماتے ہیں ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ و عند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی

[۱] ترجمہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کونسا اللہ سے زیادہ قریب ہے کہ اسے اپنا وسیلہ بنائیں۔

موقف من المواقف بیشک سب پیشوا اولیاء وعلما اپنے اپنے پیرووں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اسکی نگاہبانی کرتے ہیں اصلا کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ نیز فرماتے ہیں ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی راہ بعض الصالحین فی المنام فقال له ما فعل الله بك فقال لم اجلسی الملکان فی القبر لیسألانی آتاھما الامام مالك فقال مثل ھذا ایحتاج الی سوال فی ایمانه بالله ورسوله تنحیا عنه فتنحیا عنی یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کیلئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اسکی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ و رسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہوجاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہوگئے۔ نیز فرماتے ہیں واذا کان مشایخ الصوفیة یلاحظون اتباعھم ومریدھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا و الاخرۃ فکیف بائمة المذاھب جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیرووں اور مریدوں کا دنیاء آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ عنہم اجمعین مولینا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی مفوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا ممد باشم در ہر لباس کہ باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔ جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب (کہ وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے نسبا وعلما دادا طریقتا پردادا شاہ ولی اللہ صاحب ان کو قیم طریقہ احمدیہ وداعی سنت نبویہ لکھتے ہیں۔ اور کہتے کہ ہندو عرب وولایت میں ایسا متبع کتاب وسنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے" اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں التفات غوث

الثقلین بحال متوسلاں طریقہ علیہ ایشاں بسیا معلوم شد باہچگیں از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد کہ توجہ مبارک آنحضرت بحالش مبذول نیست نیز فرمایا عنایت حضرت خواجہ نقشبند بحال معتقدان خود مصروف ست مغلاں در صحرا با وقت خواب اسباب واسپاں خود بجماعت حضرت می سپارند و تائیدات از غیب ہمراہ ایشاں میشود قاضی ثناء اللہ پانی پتی (کہ مولوی اسحٰق مائۃ مسائل واربعین میں ان سے استناد کیا اور جناب مرزا مظہر صاحب ممدوح ان کے پیرومرشد نے مکتوب ۵ میں ان کو فضیلت وولایت مآب مروج شریعت ومنور طریقت ونور مجسم وعزیز ترین موجودات ومصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے) اپنے رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں ۔

راہلاک می نمایند از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی میر سد زید گمراہ کی یہ شدید جہالت و ضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کردیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو۔ پھر انبیاء اولیا سب کی شفاعت سے مطلقاً انکار صریح بددینی اور بحکم فقہا موجب اکفار ہے فقہائے کرام کے نزدیک وہ منکر کافر ہے امام اجل ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے فرماتے ہیں لا تجوز الصلاۃ خلف منکر الشفاعۃ کافر منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی اس لیے کہ وہ کافر ہے اس طرح فتاوی خلاصہ و بحر الرائق وغیرہ ہما میں ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ پھر طریقہ محمدیہ میں ہے من انکر شفاعۃ الشافعین یوم القیمۃ فھو کافر قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔ زید پر فرض ہے کہ تائب ہو از سر نو مسلمان ہو۔ بعد اسلام اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے[1] کما فی جامع الفصولین والھندیۃ والدر و غیر ھا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۸۳ و ۸۴: اگر زید کا پیرومرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں اور اس کا پیرومرشد شیطان ہوگا یا نہیں کیونکہ تمہارا رب عزوجل حکم کرتا ہے واتبغوا الیہ والوسیلۃ اور ڈھونڈھو طرف اس کی وسیلہ۔

[1] ترجمہ جیسا کہ جامع الفصولین وفتاوے عالمگیری و درمختار میں ہے

الجواب: ہاں اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے ایک یہ کہ بے پیر افلاح نہ پائیگا حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں۔ سمعت کثیرا من المشایخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کوفرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔ دوسرے یہ کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے عوارف شریف میں ہے روی عن ابی یزید انه قال من لم یکن له استاذ فامامه الشیطان یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے رسالہ مبارکہ امام اجل ابو القاسم قشیری میں ہے یجب علی المریدان یتادب لشیخ فان لم یکن له استاذ لا یفلح ابداهذا ابو یزید یقول من لم یکن له استاذ فَاِمَامُهٗ الشیطان یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیر شیطان ہے پھر فرمایا سمعت الاستاذ بوعلی الدقاق یقول الشجرة اذا نبتت بنفسها سن غیر غارس فانها تورق و لکن لا تثمر کذلك المرید اذا لم یکن له استاذ یاخذ منه طریقه نفسا فنفسا فهو عابدهواه لایجدنفاذا یعنی میں نے حضرت ابوعلی دقاق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی مرید کیلئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائیگا۔ حضرت سیدنا میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

چو پیرت نیست پیر تست ابلیس　　　　که راه دین زوست از مکر و تلبیس

یہ مقام بہت تفصیل و توضیح چاہتا ہے فاقول و باللہ التوفیق فلاح دو قسم ہے اوّل انجام کار رستگاری اگر چہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہل سنت میں ہر مسلمان کے لیے لازم اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ

پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے بالآخر ان کے لئے بھی یہ فلاح ثابت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا۔ انا لھا میں ہوں شفاعت کیلئے پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں گروں گا۔ ارشاد ہوگا یا محمد ارفع رأسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت۔ فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو۔ انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائیگا مانگو کہ دیا جائے گا شفاعت کرو کہ قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال اور میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے جو مانگو عطا ہے شفاعت کرو مقبول ہے میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے کم سے کم کمتر ایمان ہو اسے نکال لو میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر وساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے مانگو کہ دیں گے شفاعت کرو کہ قبول کریں گے۔ میں عرض کروں گا الٰہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے ارشاد ہوگا یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت وجلال وکبریائی وعظمت کی قسم ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا اقول یہ ان کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جتنی ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اس قدر رکھتے تھے ثم اقول معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا ما زلت اتردد علی ربی فلا اقوم فیه مقاما الا شفعت حتی اعطانی الله من ذلك ان قال ادخل من امتك من خلق الله من شهد ان لااله الا الله یوما واحدا مخلصا ومات علی ذلك میں اپنے

رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا جس شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا قبول ہوگی یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہو اُسے جنت میں داخل کر دو رواہ احمد بسند صحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لاالہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انہیں امام احمد و صحیح ابن حبان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا شفاعتی لمن شھدان لاالہ الا اللہ مخلصا وان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ لسانہ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے[1] اللھم اشھد وکفی بك شھید انی اشھد بقلبی و لسانی انہ لاالہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من المشرکین والحمد للہ رب العلمین۔ دوم کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں اوّل وقوع یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک[2] گناہ صغیرہ پر گرفت کرلے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔ یہ عدل ہے اور وہ فضل یغفر لمن یشاء یعذب من یشاء حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے نبی ﷺ فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں کیلئے ہے[3] رواہ احمد و ابو داود و الترمذی و النسائی وابن حبان الحاکم والبیھقی و صححہ عن انس بن مالك والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر بن

---

[1] الٰہی گواہ ہو جا اور تیری گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل و زبان سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ سب باطل دینوں سے کنارہ کرتا ہوا خالص اسلام والا ہو کر اور میں شرکوں میں نہیں۔ ۱۲ [2] اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں بقولہ تعالٰی ویجزی اللہ الذین احسنوا بالحسنی الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الااللمم ان ربك واسع المغفرۃ وقولہ تعالٰی ان تجتنبوا کبٰئر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما وقولہ تعالٰی ان الحسنت یذھبن السیئت ذلك ذکری للذاکرین ۱۲ منہ غفرلہ [3] ترجمہ یہ حدیث احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم و بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی و ابن حبان و حاکم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی اور طبرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبد اللہ بن عمر سے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عبد الله والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرة وعن عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهم اجمعین۔ اورفرماتے ہیں: خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لا نها اعم و اکفی ترونها للمؤمنین المتقین لا ولکنها للمذنبین المتلوثین الخطائین مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لےلو چاہے یہ کہ تمہاری آدھی امت بلاعذاب جنت میں داخل ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اورزیادہ کافی ہے۔ کیا اسے ستھرے مومنوں کیلئے سمجھتے ہو۔ نہیں بلکہ وہ گناہگاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لئے ہے والحمد الله رب العلمین [۱] رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد حجیه عن ابن عمر و ابن ماجة عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالٰی عنهم بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے فاولئك یبدل الله سیاتهم حسنت و کان الله غفورا رحیما اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر کیا جائے گا ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ کہ ارشاد ہوگا احطوه مکان کل سیئة حسنة اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں۔ یہ فرما کر حضور انور ﷺ اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے [۲] رواہ الترمذی عن ابی ذر رضی الله تعالٰی عنه بالجمله وقوع کے لئے سوا اسلام اور اللہ و رسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں جل وعلاو ﷺ امید یعنی انسان کے اعمال و افعال و اقوال احوال ایسے ہونا کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ سابقوا الی

---

[۱] ترجمہ یہ حدیث احمد نے بہ سند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند جید عبد اللہ بن عمر سے روایت کی اور ابن ماجہ نے ابوموسٰی اشعری سے روایت کی۔ [۲] ترجمہ یہ حدیث ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۱۲

مغفرة من ربکم و جنة عرضها کعرض السماء والارض اس لئے کہ کسب انسانی سے متعلق یہ پھر دو قسم اول فلاح ظاہر حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر داروں کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصود ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کر لیا اور متقی و مفلح بن گئے اگر چہ باطن ریا۱ و عجب۲ و حسد۳ و کینہ۴ و تکبر۵ و حب۶ مدح و حب۷ جاہ و محبت۸ دنیا و طلب۹ شہرت و تعظیم۱۰ امراو تحقیر۱۱ مساکین و اتباع۱۲ شہوات و مداہنت۱۳ و کفران۱۴، نعم و حرص۱۵ و بخل۱۶ و طول۱۷ امل سوئے۱۸ ظن و عناد۱۹ حق و اصرار۲۰ باطل و مکر۲۱ و غدر۲۲ و خیانت۲۳ و غفلت۲۴ و قسوت۲۵ و طمع۲۶ و تملق۲۷ و اعتماد۲۸ خلق و نسیان۲۹ خالق و نسیان۳۰ موت و جرأت۳۱ علی اللہ و نفاق۳۲ و اتباع۳۳ شیطان و بندگی۳۴ نفس و رغبت۳۵ بطالت و کراہت۳۶ عمل و قلت۳۷ خشیت و جزع۳۸ و عدم۳۹ خشوع و غضب۴۰ للنفس و تسائل فی اللہ وغیرہا مہلکات آفات سے گندہ ہو رہا ہو جیسے مزبلہ پر زربفت کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کونسی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے کونسی ناکردنی ہے کہ اٹھا رکھیں گے اور پھر بس دستور صالح عوام کی کیا گنتی آجکل بہت علمائے ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اسی قسم کے الامن شاء اللہ و قلیل ماھم میں اسے زیادہ مشرح کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اس سے نفع پانا اور اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار۔ بتانے والے کے الٹے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہزار اف اس نام علم پر کہ آجکل بہت بیدین مرتدین اللہ و رسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے لکھتے چھاپتے ہیں ان سے کان پر جوں نہ رینگے کہیں بے پرواہی کہیں آرام خواہی کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب کہیں ملاقات کا پاس کہیں اسکا ہراس کہ ان مرتدوں کا رد کریں مسلمانوں کو انکا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے اخباروں اشتہاروں میں ہماری مذمتیں گائیں گے ہزاروں جھوٹی بہتان لگائیں گے کون اپنی عافیت تنگ کرے ان ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی ہوا سے کوئی

۱؎ ترجمہ جلدی کرو اپنی رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑان آسمان و زمین کے پھیلاؤ کی ابتداء ہے۔

بتائے تو اب نہ وہ تہذیب نہ آرام طلبی نہ بے پرواہی نہ سلامت روی بلکہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرمجوشی حق کا جواب نہ بن آئے تو عناد و مکابرہ سے کام لینا حتی کہ کتابوں کی عبارتیں گھڑ لیں جھوٹے حوالے دل سے تراش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ جو وعظ وغیرہ کے ذریعہ سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اسی کا نام تقویٰ ہے حاشا للہ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بدگویوں کے مقابل وہ خواب خرگوش اور اپنے نفس کی بجا حمایت میں یہ جوش و خروش تو یہ کہتا ہے کہ اللہ و رسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے اب اسے کیا کہیے سوا اس کے کہ انا لِلّٰہِ وانا الیہ رجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بالجملہ اس صورت کو فلاح سے علاقہ نہیں صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل و بدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ ہیں سب بجالائے نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہوں تو معطل رہیں ان پر کار بند نہ ہو مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے ہاتھ کشادہ رکھے حسد ہے تو محسود کی برائی نہ چاہے وعلیٰ ہذا القیاس کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ثلاث لم تسلم منھا ھذہ الامۃ الحسد والظن والطیرۃ الاانبئکم بالمخرج منھا اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلا تبغ واذ تطیرت فامض تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون۔ کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ بتادوں بدگمانی آئے تو اسے پرکار بند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام سے نہ رہو[1] رواہ ستۃ فی کتاب الایمان عن الامام الحسن البصری مرسلا ووصلہ ابن عدی بن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلفظ اذا حسدتم فلا تبغوا واذ اظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فأمضوا علی اللہ

[1] ترجمہ اس حدیث کو ستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابی روایت کیا اور ابن عدی نے بسند متصل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسا کرو

فتو کلوا یہ فلاح تقویٰ ہے اس سے آدمی سچا متقی ہو جاتا ہے۔ ہم نے اسے فلاح ظاہر باین معنٰی کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر وواضح ہو چکے ہیں قد تبین الرشد من الغی دوم فلاح باطنی کہ قلب وقالب رذائل سے متخلی خالی اور فضائل سے متحلی کر کے بقایا ہے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ [1] لامقصود الا اللہ پھر لا [2] مشھود الا اللہ پھر لا موجود [3] الا اللہ متجلی ہو یعنی اولا ارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کیلئے ہے باقی سب ظلال و پرتو۔ یہ نہائے فلاح وفلاح احسان ہے فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا چین تھا کہ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور فلاح کو پہنچا اور فلاح احسان اس سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ وغم بھی ان کے پاس نہیں آتا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون بہر حال اس فلاح کیلئے ضرور پیرو مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی اقول اب مرشد بھی دو قسم ہے اول عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد وہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علما علما کا رہنما کلام ائمہ ائمہ کا مرشد کلام رسول رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ فلاح ظاہر ہو خواہ فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے جدا ہے بلاشبہہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت بر باد و تباہ دوم خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے اوّل شیخ اتصال [4] یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین ﷺ تک متصل ہو جائے اس کے لیے چار شرطیں ہیں (۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت

---

[1] ترجمہ کوئی مقصود نہیں سوا اللہ کے ۱۲ [2] ترجمہ کوئی نظر میں نہیں سوا اللہ کے [3] ترجمہ کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سوا اللہ کے
[4] بتائے فوقانی

اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سرے سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے (۲) شیخ سنی صحیح العیقدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کیلئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہرو ستے نبا ید او دست

(۳) عالم ہو اقول علم وقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف کفر و اسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا ع[1] فمن لم یعرف الشر فیو ما یقع فیه صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں اوّل تو خبر ہی نہیں ہوتے کہ ان سے قول یا فعل کفر صادر ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو بہ بھی کرے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے [2] و اذا قیل له اتق الله اخذته العزۃ بالاثم اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا اتنا کہ آپ توبہ کر لیں گے قول وفعل کفر سے جو بیعت فسخ ہوگئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں اگر چہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑ دیں

---

[1] ترجمہ جو شر سے آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑ جائیں گا۔ [2] ترجمہ اور جب اس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی۔

لا جرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم (۴) فاسق معلن نہ ہو اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب دونوں کا اجتماع باطل تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دربارۂ فاسق ہے [۱] فی تقدیمه للامامة تعظیمة وقد وجب علیهم اهانته شرعاً دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس و مکائد شیطان و مصائد ہوا سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب عوارف شریف میں فرمایا یہ دونوں قابل پیری نہیں اقول اس لئے کہ اوّل خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اوّل اولیٰ ہے اقول اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید پھر بیعت بھی دو قسم ہے اول بیعت برکت کہ صرف تبرک کیلئے داخل سلسلہ ہو جانا۔ آجکل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی اور نہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کیلئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں اس بیعت کیلئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے اقول بیکار یہ بھی نہیں مفید اور بہت مفید اور دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا ان سے سلسلہ متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے اولا ان کے خاص غلاموں سالکانِ راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من تشبه بقوم فهو منهم جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں [۲]

واعلم ان الخرقة خرقتان خرقة الارادة وخرقة التبرك والاصل الذی قصده المشایخ للمریدین خرقة الارادة وخرقة التبرك تشبه بخرقة الارادة فخرقة الارادة المرید الحقیقی و خرقة التبرك لِلْمُتَشَبِّه ومن تشبه بقوم فهو منهم

[۱] ترجمہ: اسے امامت کیلئے آگے کرتے ہیں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ۱۲ [۲] ترجمہ: واضح ہو کہ خرقے دو ہیں خرقہ ارادت و خرقہ تبرک مشائخ کا مریدوں سے اصلی مطلوب خرقہ ارادت ہے خرقہ تبرک اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کیلئے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والے کیلئے خرقہ تبرک اور کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ اسی سے ہو جائے گا۔

ثانیاان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہوناع بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس ست نہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ان کا رب عزوجل فرماتا ہے هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا ثالثاً محبوبان خدا آیہ رحمت میں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کرلیتے ہیں اوراس پر نظر رحمت رکھتے ہیں امام یکتا سیدی ابوالحسن نورالملۃ والدین علی قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتی ہیں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اوراس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا من انتمی الی و تسمی لی قبله الله تعالٰی و تاب علیه ان کان علی سبیل مکروه وهون من جملة اصحابی وان ربی عزوجل و عدنی ان یدخل اصحابی و اهل مذهبی و کل محبه الجنة جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اوراپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور بیشک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا والحمد لله رب العلمین دویم بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار سے یکسر باہر ہوکر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق و اصل بحق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے اسے مطلقاً اپنا حاکم و مالک ومتصرف جانے اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے اس کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں انہیں افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہوکر رہے یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود مشائخ مرشدین ہے یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بایعنا رسول الله صلی الله تعالٰی

علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسروالیسر والمنشط والمکره وان لا ننازع الامر اهله ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرانہ کریں گے شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے وما کان لِمُؤمن ولا مؤمنة اذا اقضی الله ورسوله امرًا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا کسی مسلمان مرد وعورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ ورسول کی نافرمانی کرے وہ کھلا گمراہ ہوا رعوارف شریف میں ارشاد فرمایا دخوله فی حکم الشیخ دخوله فی حکم الله ورسوله احیاء سنة المبایعة شیخ کے زیر حکم وہنا اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا۔ نیز فرمایا ولا یکون هذا الالمرید حصر نفسه مع الشیخ وانسلخ من ارادة نفسه و فنی فی الشیخ یترك اختیار نفسه یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو گیا پھر فرمایا ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانه السم القاتل للمریدین وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنه فیفلح و یذکر المرید فی کل ما اشکل علیه من تصاریف الشیخ قصة الخضر علیه السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرها موسیٰ ثم لما کشف عن معنا ها بأن وجه الصواب فی ذلك فهکذا ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیه صحته من الشیخ عند الشیخ فیه بیان و برهان للصحة پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے کہ کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے واقعات یاد کرے کیونکر ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر خبر پر

سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا بیگناہ بچے کو قتل کر دینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کیا یونہی مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح نہیں معلوم ہوتا شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے امام ابو القاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابو سہل صعلوکی نے فرمایا من قال الاستاذہ لم لا یفلح ابدا جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا نسال اللہ العفو والعافیۃ جب یہ اقسام معلوم ہو لیے اب حکم مسئلہ کی طرف چلیئے مطلق فلاح کے لیے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے فلاح تقوی ہو یا فلاح احسان اس مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگر چہ مرشد خاص رکھتا ہو بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو اقول پھر اس سے جدائی دو طرح ہے اول صرف عمل ہیں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرے پر مصر اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علما کی طرف رجوع ہی نہ لائے اور اس سے بدتر وہ کہ باوصف جہل ذی رائے بنے احکام علما میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث وفقہ سے بتا دیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اسی کو حق کہے بہر حال یہ لوگ فلاح پر نہیں اور بعض بعض سے زائد ہلاک میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جبکہ اولیاء وعلمائے دین کا سچے دل سے معتقد ہو اگر چہ شامتِ نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو قسم تھی یونہی باعتبار مرشد عام بھی۔ اگر اس کے حکم پر چلتا ہے بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں ایمان و اعتقاد تو ہے تو گنہگار سنی اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے فبہا ورنہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگر چہ نافرمانی کے باعث فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کر جدائی مثلاً (۱) وہ ابلیسی مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہیں میں ہیں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے سب پنڈت ہیں عالم تو وہ ہو جو انبیائے بنی اسرائیل کے سے معجزے

دکھائے (۲) وہ دہرے ملحد فقیر وولی بننے والے کہ کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے ہمیں راستے سے کیا کام ان خبیثوں کا رد ہمارے رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع وعلما میں ہے امام ابوالقاسم قشیری قدس سرہ رسالہ مبارکہ میں فرماتے ہیں ابو علی الروذ باری بغدادی اقام بمصرومات بهاسنة اثنتین وعشرین و ثلثمائة صحب الجنید والنوری اظرف المشایخ واعلمهم بالطریقة سئل عمن یستمع الملاهی و یقول هی لی حلال لا فی وصلت الیٰ درجة لا تؤثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قد وصل ولکن الی سقر یعنی سیدی ابوعلی رودباری رضی اللہ تعالٰی عنہ بغدادی ہیں مصر میں اقامت فرمائی اوراسی میں ۳۲۲ تین سو بائیس میں وفات پائی سید الطائفہ جنید وحضرت ابو الحسین احمد نوری رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب سے ہیں مشائخ ہیں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا اس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر کچھ اثر نہیں ڈالتا فرمایا ہاں پہنچا تو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں ان التکالیف کانت وسیلة الی الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی سقرو الذی یسرق و یزنی خیر ممن یعتقد ذلك وہ سچ کہتے ہیں واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں (۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے یا چند کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بنکر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا قرآن وحدیث ابوحنیفہ وشافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر کہ انہوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دیے یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں یہ گمراہ بددین غیر مقلدین ہوئے (۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تقویۃ الایمان پر سر منڈا بیٹھے اس کے مقابل قرآن وحدیث پس پشت پھینک دیے اللہ ورسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور پر معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اور یہ

اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں (۵) ان سے بدتر ان میں کے دیو بندی کہ انہوں نے گنگوہی و نانوتوی و تھانوی اپنے احبار و رہبان کی کفر اسلام بنانے کے لیے اللہ و رسول کو سخت گالیاں قبول کیں (۶) قادیانی (۷) نیچری (۸) چکڑالوی (۹) روافض (۱۰) خوارج (۱۱) نواصب (۱۲) معتزلہ وغیرہم بالجملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف و منکر ہیں یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر یقیناً شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر و ولی و قطب بنیں قال اللہ تعالیٰ استحوذ علیهم الشیطن فانسهم ذکر الله اولئك حزب الشیطن الاان حزب الشیطن هم الخسرون O شیطان نے انہیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ کی یاد بھلا دی وہی شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ رب العلمین فلاح تقویٰ اقول اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنی نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا فلاح ظاہر ہے اسکے احکام واضح ہیں آدمی اپنے علم سے یا علما سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابو طالب مکی و امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت خاص بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح یہ جبکہ اس قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں متقی کیونکر بے پیرا یا معاذ اللہ مرید شیطان ہو سکتا ہے اگرچہ کسی خاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں تو جتنا پیرا سے درکار ہے حاصل ہے تو اولیاء کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہو سکتا اور قول اوّل کہ بے پیرا فلاح نہیں پاتا یہ تو بداہۃ اس پر صادق نہیں فلاح تقویٰ بلاشبہہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم و اجل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان تجتنبوا کبٰئر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم و ندخلکم مدخلا کریما ط اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچے تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے یہ بلاشبہ فوز عظیم ہے۔ مولیٰ تعالیٰ نے اہل تقویٰ اور اہل

احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون بیشک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اوران کے جو اہل احسان ہیں یہ کیسا فضل عظیم ہے۔اور فلاح کے لئے کیا چاہے اقول بات یہ ہے کہ تقویٰ عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس فلاح یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدہ صادقہ کافی ووافی احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلیٰ درجے کا مطلوب ومحبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیا کے سوا کہ ہر دور میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑ ہا کروڑ مسلمان ہزار ہا علماء وصلحا سب معاذ اللہ تارک فرض وفساق ہوں اولیا نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعوت نہ دی کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا ؎لا یکلف اللہ نفسا الاوسعها لا یکلف اللہ نفسا الاما اتها عوارف شریف میں ہے اما خرقة التبرك یطلبها من مقصودة التبرك بزی القوم و مثل هذا لا یطالب بشرائط الصحبة بل یوصی بلزوم حدودالشرع و مخالطة هذه الطائفة لیعود علیه برکتهم و یتأدب بادابهم فسوف یرقیه ذلك الی الاهلیة نخرقته الارادة فعلے هذا خرقة التبرك مبذولة لكل طالب و خرقة الارادة ممنوعة الامن الصادق الراغب یعنی خرقہ تبرک ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے اور خرقہ ارادت اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہونا اہل سے اس راہ کے شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیا کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کر دے۔تو ظاہر ہوا کہ اس کا ترک نافی فلاح نہیں نہ کہ معاذ اللہ مرید شیطان کر دے اکابر علما وائمہ میں ہزار ہا وہ گزرے جن سے یہ بیعت خاصہ ثابت نہیں یا کی تو آخر عمر میں بعد حصول مرتبہ امامت اور وہ بھی بیعت برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ کے دست مبارک پر اقول ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور

؎ترجمہ اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جو اسے دیا ۱۲

گمراہ دے بے فلاں و مرید شیطان ہے بلکہ انکار مطلق ہو اور اگر اپنے عصر و مصر میں کسی کو بیعت کیلئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں اور اگر بلاوجہ شرعی اپنی بدگمانی کے باعث سب کو نا اہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں۱؎ ان من الحزم سوء الظن دع ما یریبك الی ما لا یریبك فلاح احسان کیلئے بیشک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو۔ بیعت برکت یہاں بس نہیں۔ اس راہ میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے حملہ نشیب وفراز سے آگاہ و ماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گی نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقوی کی طرح محدود و معدود نہیں جن کا ضبط کتاب کر سکے الطرق الی الله تعالٰی بعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان الله لا یتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفة لعبدین الخ اللہ عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں پر۲؎ فی البھجة الشریفة وفیه ثنیا یطول شرحها اور ہر راہ کی دشواریاں باریکیاں گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ہاتھ پکڑنے والا مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھو میں گرائے کس گھاٹی میں ہلاک کرے ممکن کہ سلوک درکنار معاذ اللہ ایمان تک ہاتھ سے جائے جیسا کہ بارہا واقعہ ہو چکا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا کہ اے عبدالقادر تمہیں تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں معروف و مشہور اور کتب ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی و مسطور۔ اقول حاشا یہ مرشد عام کا عجز

۱؎ ترجمہ بیشک احتیاط میں داخل ہے برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ ہوا سے چھوڑ کر وہ اختیار کر جو بے دغدغہ ہو۔

نہیں بلکہ اسکے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے مرشد عام میں سب کچھ ہے ما فرطنا فی الکتب من شیئ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھانہ رکھی مگر احکام ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علما علما کو ائمہ ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل الذکر وہ مرشد خاص باوصاف مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع (۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال بھی نہیں (۴) ایسے کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسہ پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پر نہ چلے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہوگا جس سے تعجب نہیں کہ اسے اصل فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کردے والعیاذ باللہ رب العلمین اقول بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اس قدر کہ اس راہ میں بہکے گا یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصل فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں عدو لعین تو دشمنِ ایمان ہے وقت و موقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے جن سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور اسی اعتقاد پر جمار ہے حالانکہ لیس الخ کا لمعاینہ شنید کہ بود مانند دیدہ پیر کامل چاہیے کہ ان شبہات کا کشف کرے رسالہ مبارکہ امام قشیری میں ہے
[۲]اعلم ان فی ھذہ الحالۃ قل مایخلو المرید فی اوان خلوتہ فی ابتداء ارادتہ من الوساوس فی الاعتقاد الی اخرما افادوا اَجَاد علینا بہ رحمۃ الملک الجواد۔ ثم اقول غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہی اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پا کر نوالہ کر لیتا ہے اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے جذب ربانی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط پیر اسے

---

[۱] یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثنا ہے جس کی شرح طویل ہے ۱۲ [۲] ترجمہ واضح ہو کہ اس حالت میں ابتدائی ارادت میں زمانہ خلوت میں کم کوئی مرید ہوگا جسے عقائد میں وسوسے نہ آئیں

مکائد نفس وشیطان سے بچا کر نکال لیجائے اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص کا کام دے گا خود حضور اقدس ﷺ اس کے مرشد خاص ہوں گے کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا ثم اقول بے مرشد خاص اس راہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر اصلا فتح یاب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی دشواریاں پیش آئیں یہ اپنی فلاح تقوٰی پر قائم رہے گا دو شرط سے۔ ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے اپنے آپ کو اور دل سے اچھا نہ سمجھنے لگے ورنہ فلاح تقوے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگدلی اسے کسی عظیم امر میں نہ ڈالدے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاح درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل و انکسار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنٰی رہے گا یوں کہ جب راہ کھلی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس کے مثل ہوا جو فلاح تقوٰی پر مقتصر رہا اقول قرآن کریم کے لطائف نامتناہی ہیں اس بیان سے آیۂ کریمہ [1] یایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے اسکے لیے تقوٰی شرط ہے تو اولاً اس کا حکم فرمایا کہ اتقوا اللہ اب کہ تقوٰی پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا کہ وابتغو الیه والوسیلة اس لئے کہ الرفیق ثم الطریق اب کہ سامان مہیا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہو جاهدوا فی سبیله اس کی راہ میں مجاہدہ کرو لعلکم تفلحون تاکہ فلاح احسان پاؤ [3] جعلنا الله من المفلحین بفضل رحمة بهم انه هو الرؤف الرحیم و صلی الله تعالٰی وسلم و بارك علی من به الصلاح والفلاح و علی اله وصحبه وابنه وحزبه

---

[1] اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ [2] پہلے ساتھی تلاش کرو پھر راستہ [3] ترجمہ اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس رحمت کے فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود و سلام و برکت اتارے ان پر جن کے صدقہ میں ہر صلاح وفلاح ہے اور ان کے آل و اصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر امین

اجمعین آمین ثم اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اسے
اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاں نہ پائے گا
خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزاب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے الاان
حزب الشیطن ھم الخسرون سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے الا ان حزب
اللہ ھم المفلحون سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ
بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا نَسْئَالُ اللّٰہَ ا لعفو والعافیۃ
بالجملہ حاصل تحقیق یہ چند جملے ہوئے (۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہالک میں چور
ہے مطلقا بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر اگر چہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے
راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا یفلح وشیخہ الشیطان کا مصداق ہے
(۳) سنی صحیح العقیدہ کہ راہِ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا
ہے نہ اس کا پیر شیطان۔ بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہوا اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام
کا (۳) یہ اگر تقویٰ کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام کا مرید غرض سنی
کہ مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا
مرید ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے (۴) اگر مضایق سلوک میں
بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب وانکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی
حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آئے شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے
(۵) یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار وفساد عقیدہ مرید شیطان بھی ہو گیا
(۶) اگر راہ کھلی تو جبتک پیر ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے
اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگر چہ بظاہر کسی نا قابل پیر یا محض شیخ اتصال کا مرید یا خود
شیخ بنتا ہو (۷) ہاں اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر
رسول اللہ ﷺ۔ الحمد للہ یہ وہ تفصیل جمیل وتحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے
گی۔ بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا جس کی تکمیل و
تفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔ والحمد للہ رب

العلمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سیدالمرسلین والہ وصحبہ اجمعین واللہ سبحنہ و تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۵: عمرو اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ چاروں صحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمرو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمرو اگر یہ رکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہٰذا امام اشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان کو نساء ھذہ الامۃ فرمایا بلکہ ان کی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چہار کی صرف اس لئے دشمنی کہا کہ اہلِ سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن عظیم توریت انجیل زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام اللہ و محمد و حیدروبتول و حسین و شہید و عابد و سجادو باقر و صادق و وموسیٰ وکاظم وجوادو[عہ] مہدی وائمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگر چہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ ومتعہ وشیعہ کے چار چار حرفوں کا کیا علاج ہوگا سوا چار حرف کی اگر کہیں کہ شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اس طرح تقیہ و متعہ لہٰذا ان سے محبت ہی تو یزید سے کیوں نہیں محبت کرتے اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیے کہ خالص تین ہے طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا پسند نہیں رکھتے جہاں ان تین چوتھا شامل ہوا اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اسی کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرۂ

[عہ] امام محمد تقی کا لقب ہے

مبشرہ رضی اللہ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں من اجهل فمن يكره التكلم بلفظ العشرة اوفعل شيء يكون عشرة لكونهم يبغضون العشرة المشهود لهم بالجنة ويستثنون علياً والعجب انهم يو الون لفظ تِسْعَةِ وهم يبغضون التسعة من العشرة بالجملہ کسی عدد خاص سے اسوجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے اس لیے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہمی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلثة تین ہیں عمر و غنی و سنی و غوث و قطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنای ثلثہ تین ہیں الہ و نبی و علی و حسن رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق و عثمان و شیخین و ختنین و اصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہیں مصطفیٰ و مرتضیٰ و فاطمہ و مجتبیٰ و حسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھیے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ۔ تابوت۔ جریدہ مرثیہ۔ روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ ابلیس سب کے دوست بنو۔ سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے ایک روٹی کے تین چار پانچ نو دس جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفضول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولی افضل ہوگا موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کا مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے[۲] کمافی فتح القدير و بيناه فی فتاونا سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہلسنت ہے اہلسنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق

---

[۱] ترجمہ۔ ان سے بڑھ کر جاہل کون جو دس کا نام لینا یا وہ کام کرنا جس میں دس کی گنتی آئے ناگوار رکھتے ہیں اس لئے کہ انہیں ان دس سے عداوت ہے جن کے لئے نبی ﷺ نے جنت کی شہادت دی فقط علی کو الگ کرتے ہیں اور عجب یہ کہ وہ نو کا لفظ پسند کرتے ہیں حالانکہ ان دس میں نو ہی کے دشمن ہیں [۲] جیسا کہ فتح القدیر میں ہے اور ہم نے اسے اپنے فتاوے میں بیان کیا۔

اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضےٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے لا نفرق بین احد من رسلہ ہم اسکے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۶: اس مقام پر ایک حکایت بیان کرتا ہوں دلیل الاحسان حسب فرمائش حاجی چراغ الدین و سراج الدین تاجر کتب لاہور در مطبع مصطفائی لاہور طبع شد باب سوم در فضیلت چہار یار رضی اللہ عنہم روزے حضرت شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ بطرف گورستان رفت واستادہ شد دیدند کہ یک شخص از عذاب قبر فریاد میکند فَوْقِیْ نَارٌ وَتَحْتِیْ نَارٌ وَیَمِیْنِیْ نَارٌ وَیَسَارِیْ نَارٌ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ چوں اوراواں احوال دیدند کہ در عذاب قبر گرفتار است بروے رحم فرمودہ وہمانجا وضو ساختہ صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن شریف تمام کردہ ثواب انرا بارواح ان میت بخشید ندلیکن ہرگز عذاب رفع نشد پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ دریں احوال متفکر وحیران ماند کہ ایں بندہ رابسیار گناہ در پیش آمدہ کہ دعائے من قبول نمیشود وخلاصی اورا از عذاب نمیگردد حضرت علی کرم اللہ وجہہ از انجا برخاستہ بہ پیش پیغمبر علیہ السلام آمدہ ودراں زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندرون حجرہ نشتہ بوند کہ احوال آں میت حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرمود کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امروز بطرف گورستان رفتہ بودم وشخصے از عذاب قبر فریاد میکند من صد رکعت نماز نفل گزاردہ وسہ ختم قرآن مجید کردہ بروح آں میت بخشیدم لیکن آں میت بعذاب گرفتار بماند وعذاب اور فع نشد چوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم از زبان علی کرم اللہ وجہہ ایں چنیں احوال شنیدند ہرچند کہ در حرم شریف خوش وقت نشتہ بودند زود از استماع ایں احوال بیقرار شدہ بطرف گورستان روان شدند وفرمودند کہ یا علی ہمراہ من بیائید واں قبر مرا نمائید تا احوال آں میت بہ بینم امیر المومنین رضی اللہ عنہ آنحضرت را در انجا بردند چوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآں قبرستان تشریف آوردند چہ بینند کہ آں میت را عذاب نمیشود ہرچند تفحص کردند نیافتند حضرت علی رضی اللہ عنہ را فرمودند مگر آں قبر

از شما سہو ونسیاں شدہ باشد اں قبر دیگر خواہد بود حضرت علی رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قبر ست من آ ثار کردہ رفتہ بودم ہماں نشانی ست پس آنجا حضرت رسالت پناہ با حضرت علی کرم اللہ وجہہ معانیہ میفر مودند کہ جبریل از درگاہ رب العلمین بطرف سید المرسلین نازل شدہ گفت اے پیغمبر علیہ السلام خدائے تعالیٰ ترا سلام میر ساند بعدہ میفر ماید کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راست میگوید کہ قبر آں بندہ ہمیں ست لیکن الحال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برائی عبادت و نماز وضو ساختہ بودند بعدہ شانہ برریش مبارک خود کردہ بودند چنانچہ یک موئے از ریش مبارک جدا شدہ بود چوں باد آں موی را بر آں قبر انداختہ از برکت آں موئے مبارک صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) تمامی گورستان را حق تعالیٰ بخشیدہ وامرزیدہ است پس اے مومن ہر گاہ حق تعالیٰ در موئے ایشاں چندیں برکت فرمودہ پس ہزار لعنت بر جان رافضی کہ در حق ایشاں گلہ کند یا چیزے دیگر گوید پس ہر مومن را لازم ست کہ چون اسم مبارک صدیق اکبر بشنود از دل و جان فدا شدہ بگوید رضی اللہ عنہ۔

مولنا صاحب یہ حکایت صحیح ہے یا نہیں اہل سنت کو ضروری ہے یا نہیں یہ فضیلت بیان کرنا یہاں پر زید صاحب کو اعتراض بڑا گزرا ہے کہ میاں اس حکایت بیان کرنے سے جناب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کم کرنا اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ زیادہ کرنا ہے وجہ یہ زید صاحب بتاتے ہیں کہ جناب سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ نے سو رکعت نماز پڑھی اور تین ختم قرآن شریف کا ثواب بخشا اور دعا مانگی پھر ان کی دعا کیسے رد ہو اور ایک بال کی برکت سے اللہ عزوجل بخشدے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ صاف کم کرنا ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں اہلسنت کے نزدیک مگر شاید زید صاحب کو یہ خبر نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل ایسا زبردست ہے کہ ایک کو ایک پر فضیلت و بزرگی دیتا ہے۔

ہاں دیکھو تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط یہ پیغمبر ہیں کہ بزرگی دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے ان میں سے بعض وہ ہیں کہ باتیں کی اللہ نے ان سے اور بعض ان کے کو درجوں بلند کیا۔ یا اللہ ہمارے مولنا صاحب کی زندگی میں برکت دے آمین۔

الجواب: یہ حکایت محض باطل و بے اصل ہے۔ زید کی مراد مرتبہ کم کرنے سے اگر یہ ہے کہ صدیق اکبر مولیٰ علی سے افضل ٹھہرے جاتے ہیں رضی اللہ عنہما تو یہ بلاشبہ اہلسنت کا عقیدہ ہے اگر چہ اس حکایت کو اس سے بھی بحث نہیں وہ تو آیات و احادیث و اجماع سے ثابت ہے اور اگر یہ مقصود کہ معاذ اللہ اس میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توہین لازم آتی ہے تو صریح باطل ہے یہ حکایت اگر صحیح بھی ہو تو دعا کا مقصود اس میت کا عذاب سے نجات پانا تھا وہ بہت زیادہ ہو کر حاصل ہوا کہ تمام گورستان بخشا گیا مولیٰ علی کید عا ہی کا یہ اثر ہوا کہ صدیق اکبر کا موئے مبارک ہوا وہاں لے گئی جس سے سب کی مغفرت ہوگئی تو یہ ردِ دعا ہوا یا اعلیٰ درجے کا قبول۔ اور فرض کیجئے کہ حکمت الٰہی نے اس وقت دعائے امیر المومنین علی کو قبول کے تیسرے اعلیٰ مرتبہ میں رکھا یعنی آخرت میں اس کا ثواب ذخیرہ فرمایا (کہ قبول دعا کی تین مرتبے ہیں (۱) جو مانگا مل جانا (۲) اس کے برابر بلا کا دافع ہونا یہ اس سے بہتر ہے (۳) اس کا ثواب آخرت کیلئے جمع رہنا یہ سب سے اعلیٰ ہے اور اس موئے مبارک کو ذریعہ مغفرت کر دیا کہ وہ کریم مسلمان کی پیری سے حیا فرماتا ہے اور مسلمان بھی کونسا سردار جملہ مسلمین ابوبکر صدیق جن کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیری کو اپنی امت کی مغفرت کیلئے وسیلہ کیا کہ الٰہی ابوبکر کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخشدے تو اس میں معاذ اللہ امیر المومنین علی کی کیا توہین ہوئی مگر جاہلانہ مت سب سے جدا ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۷: رمضان شریف کے کامل ماہ کے روزے رکھنا فرض ہیں وہ تیس روز کا ہو یا انتیس دن کا ہو اب ایک بلاد میں روزے تیس ہوئے اور دیگر بلاد میں روزے انتیس ہوئے اب زید فرماتے ہیں جہاں پر انتیس روزے ہوئے وہاں یہ حکم کرتے ہیں کہ روزہ قضا کرنا فرض ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں ہاں اگر تیس روزے فرض مقرر کئے جاتے تو ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوتا یہاں تو یہ حکم ہے کہ وہ تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اب عرض یہ ہے کہ چاند ماہ رمضان شریف و چاند ماہ شوال کا کتنے لوگ کی گواہی سے قبول کیا جائے گا اور رمضان شریف کے روزے کے واسطے گواہی ایک شہر سے دوسرے شہر تک کتنی منزل کا

فاصلہ دور ہو تو گواہی سنی جائے گی مثلاً یہاں دربن ناٹال میں چاند ماہ رمضان شریف کا روز شنبہ کو دیکھا اور پہلا روزہ یکشنبہ کو ہوا اور یہاں پر دوشنبہ کو روزہ ہوا اب اگر کوئی گواہی بذریعہ ٹیلی گراف یا ٹیلی فون سے چاند کی گواہی ملی تو وہ سنی جائے گی۔ یا نہیں ٹیلی فون سے آواز پہنچانی جاتی ہے کہ فلاں آدمی بات کرتا ہے اور ٹیلی گراف سے تو مطلقاً آواز آتی نہیں یہ گواہی سنی جاتی ہے یا نہیں اور ایک شہر سے لیکر دوسرے شہر تک کتنے میل کا فاصلہ ہو یا کتنے روز کی منزل دور ہو یہ بھی شمار تو ہوگا اصل حکم تو یہ ہے کہ ماہ رمضان شریف کے روزے چاند دیکھ کر رکھے اور چاند دیکھ کر چھوڑے یا گواہی ملے تو گواہی کہاں تک کی سنی جائے گی۔

الجواب: ایک جگہ روزے ۳۰ دوسری جگہ ۲۹ ہونے کی مختلف صورتیں ہیں بعض میں ۲۹ والوں پر ایک روزہ قضا رکھنا ہوتا ہے بعض میں ۳۰ والوں پر بعض میں دونوں پر بعض میں کسی پر نہیں مثلاً اوّل ایک جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا رویت نہ ہوئی انہوں نے شعبان ۳۰ کا لیکر روزے شروع کئے جب ۲۹ روزے رکھے عید کا چاند ہوگیا۔ دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر نہ تھا رویت ہوئی یا ثبوت شرعی سے ثابت ہوگئی انہوں نے ایک دن پہلے سے روزہ رکھا اور ان کا رمضان ۳۰ دن کا ہوا اس صورت میں اگر ۲۹ روزے والوں کو ایک دن پہلے رویت ہو جانے کا ثبوت بروجہ شرعی پہنچ جائے اگرچہ رمضان مبارک کے بعد اگرچہ دس برس بعد تو بیشک ان پر ایک روزہ قضا کرنا فرض ہوگا ٹیلی گراف ٹیلی فون اخبار جنتری بازاری افواہ سب محض باطن و نامعتبر ہیں ابر وغبار ہو تو رمضان مبارک میں ایک مسلمان غیر فاسق کی گواہی درکار ہے اور باقی مہینوں میں دو ثقہ عادل کی اور مطلع صاف ہو تو سب مہینوں میں ایک جماعت عظیم کی (ان استثناو کے ساتھ جو ہم نے اپنے فتاوے میں منقح کئے) یا شہادۃ علی الشہادت ہو یا شہادۃ علی الحکم ہو یا استفاضۂ شرعیہ ہو ان سب کا روشن بیان ہمارے رسالہ طرق اثبات الھلال میں ہے جسے تفصیل دیکھنی ہو اسے دیکھے کہ اس میں تمام طرق مقبولہ و مردودہ کا کامل بیان ہے۔ پھر شرعی طریقے سے ثبوت ہو تو فاصلے کا کچھ لحاظ نہیں اگرچہ ہزاروں میل ہو درمختار میں ہے یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب اذا

[1] ترجمہ چاند اگر مغرب کے کسی مقام میں دیکھا جائے اور ان کا دیکھنا مشرق والوں کو ثبوت شرعی سے ثابت ہوجائے تو اس روایت کا حکم ان پر بھی لازم ہے

ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب دوم یکم رمضان دونوں جگہ ایک دن ہوئی ایک جگہ کے لوگ ۲۹ روزے رکھ چکے کہ ہلال عید نظر آیا عید کر لی دوسری جگہ ابر تھا نہ چاند دیکھا نہ ثبوت ہوا تو ان پر فرض تھا کہ ۳۰ روزے پورے کریں اس صورت میں ۲۹ والوں پر ہرگز کسی روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا نہیں کہ ان کے روزے پورے ہوئے ۳۰ والوں نے ایک زیادہ رکھا یہاں بھی ان پر ایک روزے کی قضا اس بنا پر لازم کرتی کہ اور جگہ ۳۰ روزے ہوئے ہیں محض جہالت اور اختراع شریعت ہے سوم مثلاً ۲۹ شعبان روز پنجشنبہ کو ایک جگہ رویت ہوئی جمعہ سے روزہ رکھا جب ۲۹ رمضان آئی رویت ہوگئی شنبہ کی عید کر لی دوسری جگہ ۲۹ شعبان کو ابر تھا انہوں نے جمعہ کو ۳۰ شعبان مانی اور روزہ نہ کھا ہفتہ سے رکھا پھر وہ جمعہ کو واقع میں ۲۹ رمضان تھا اسے اور شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی دونوں دن ان کے یہاں ابر رہا انہوں نے ۳۰ روزے پورے کر کے پیر کی عید پھر ان کو ثبوت شرعی سے ثابت ہو گیا کہ ۲۹ شعبان کو رویت ہوگئی اور جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان پر اس جمعہ کے روزے کی قضا فرض ہے حالانکہ یہ ۳۰ رکھ چکے ہیں اور اس شہر والوں نے ۲۹ ہی رکھے چہارم واقع میں ہلال ۲۹ شعبان کو ہوا مگر ان دونوں شہروں میں ابر کے باعث نظر نہ آیا شعبان کے ۳۰ دن لیکر شنبہ سے دونوں جگہ روزہ ہوا پھر واقع کی ۲۹ رمضان کا جب جمعہ آیا دونوں جگہ ابر تھا شنبہ کو کہ ان کے نزدیک ۲۹ رمضان تھی ایک جگہ رویت ہوئی اتوار کی عید کر لی دوسری جگہ شنبہ کو بھی ابر تھا پیر کی عید کی ایک جگہ روزے ۲۹ ہوئے ایک جگہ ۳۰ ہوئے اور واقع میں دونوں جگہ پہلے جمعہ کا روزہ کم ہوا جب ان کو تیسری جگہ کی رویت ثبوت شرعی سے معلوم ہو جائے جس سے جمعہ کو یکم رمضان تھی تو ان ۳۰، ۲۹ والے دونوں پر ایک روزہ قضا لازم ہو گا۔ یہ صورتیں ہم نے یکم رمضان میں اشتباہ کے لحاظ سے لیں یو ہیں سلخ رمضان میں غلطی کئی اعتبار سے ہو سکتی ہے مثلاً جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مانکر عید کر لیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے اگر چہ واقعہ میں وہ دن عید ہی کا ہو مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی صرف بے ثبوت شرعی

عید کر لینے کا گناہ رہے گا جس سے توبہ کریں بالجملہ جب ثبوت شرعی سے یہ ثابت ہو کہ ایک دن جس کا ہم نے روزہ نہ رکھا رمضان کا تھا تو ان پر اس کی قضا فرض ہوگی چاہے ۳۰ رکھ چکے ہوں ورنہ نہیں اگر چہ ۲۹ ہی رکھے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸: ایک کافر مرد یا عورت ایمان لائے اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ ہر دو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور اردو زبان بھی نہیں جانتے فقط زبان انگریزی یا کافری سسوتو زبان جانتے ہیں اور کوئی کلمہ کے معنے سمجھانے والا بھی نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو وہ معنی سمجھتے نہیں اس صورت میں اگر وہ زبان سے کلمہ پڑھے اور اپنی زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں آج سے اپنا مذہب عیسائی وغیرہ اپنی راضی خوشی سے چھوڑ کر دین محمدی ﷺ قبول کرتا ہوں تو اتنا اقرار کافی ہوگا یا نہیں اور وہ ہر دو مسلمان ٹھہریں گے یا نہیں

الجواب: بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگر چہ کلمہ طیبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگر چہ کلمہ طیبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کیا ان کے اسلام کیلئے کافی ہے محیط پھر انفع الوسائل میں ہے[۱] الکافرُ اِذَا اَقَرَّ بخلافِ مَا اِعْتَقَدَہُ یُحکَمُ باِسلامِہِ شرح سیر کبیر میں ہے [۲] لوقال اَنَا مُسلِمٌ فَھُوَ مُسلِمٌ و کذا لو قَالَ اَنَا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ اَوْ عَلَی الحنفیَّۃِ او علی دین الاسلام انفع الوسائل میں ہے[۳] وکذ الو قال اسلمتُ الکل فی ردالمحتار واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸۹: نکاح پڑھتے وقت عورت کو پانچ کلمے پڑھاتے ہیں اب وہ عورت حیض کی حالت میں ہے تو وہ پانچ کلمے اپنی زبان سے پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حالتِ حیض میں صرف قرآن عظیم کی تلاوت ممنوع ہے کلمے پانچوں پڑھ سکتی ہے کہ اگر چہ ان میں بعض کلمات قرآن ہیں مگر ذکر و ثنا ہیں اور کلمہ پڑھنے میں نیت ذکر ہی ہے نہ نیت تلاوت تو جواز یقینی ہے[۴] کما صرحوا بہ قاطبۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۰: غیر مقلد یا رافضی اہل سنت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں اور اگر

---

[۱] ترجمہ کافر جب اپنے دین باطل کے خلاف کا اقرار کرے اس کے اسلام کا حکم دیا جائے گا [۲] ترجمہ کافر اگر اتنا کہدے کہ میں مسلمان ہو گیا یونہی اگر کہے میں محمد ﷺ کے دین پر ہوں یا ملت حنفی پر ہوں یا دین اسلام پر ہوں [۳] اس طرح اگر یہ کہے کہ میں اسلام لایا [۴] ترجمہ جیسے کہ تمام علما نے تصریح فرمائی

دے تو کس طریقہ سے جواب دینے کا حکم ہے۔

الجواب: اگر خوف فتنہ نہ ہو جواب کی اصلا حاجت نہیں[1] ولا یقاسون علی ذمی بل وَلَاحربی لان حکم المرتد اشد اور خوف ہو تو صرف وعلیک کہے درمختار میں ہے [2] لَوسَلَّمَ یهودی او نصرانی او مجوسی علی مسلم فلا بأس بالرد ولکن لا یزید علی قوله وعلیك كما فی الخانية اب ایک صورت یہ رہی کہ اس قدر پر اقتصار میں بھی خوف صحیح ہو یا معاذ اللہ کسی مسلمان کو انہیں ابتدائے اسلام کی ضرورت و مجبوری شرعی ہو تو کیا کرے اقول پورا سلام کہے اور چاہے تو ورحمۃ اللہ و برکاتہ بھی بڑھائے اور اصلا مضایقہ شرعیہ نہ آئے اس کی کیا صورت ہے۔ یہ کہ ہر شخص کے ساتھ اگرچہ کافر ہو کراماً کاتبین اور کچھ ملائکہ حافظین ہوتے ہیں قال تعالٰی [3] كَلَّا بَل تكذبون بالدين وان علیکم لحفظین کراما کاتبین قال [4] وله معقبت من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله اپنے جواب یا سلام میں ان ملئکہ پر سلام کی نیت کرے والسلام واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۱: امام حنفی ہے اور مقتدی شافعی پیچھے ہیں اور آخرت رکعت فجر میں وہ دعائے قنوت پڑھنے تک امام حنفی کو ٹھہرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ ٹھہرنا چاہئے اور اگر ٹھہرنے کا حکم بھی ہو تو کتنے اندازہ تک ٹھہرنا چاہئے۔

الجواب: زید محض غلط کہتا ہے امام کو ہرگز نہ ٹھہرنا چاہیے کہ اس میں قلب موضوع ہے یعنی وضع شرعی کا الٹ دینا کہ متبوع کو تابع کر دیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما جعل الا مام لیؤتم به امام تو صرف اس لئے مقرر ہوا ہے کہ مقتدی اس کی پیروی کریں نہ یہ کہ الٹا وہ مقتدیوں کی پیروی کرے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۲: عمرو پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اسکو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں

---

[1] ترجمہ انکا مطیع الاالسلام کافر بلکہ حربی کافر پر بھی قیاس نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مرتد کا حکم سب سے سخت تر ہے [2] ترجمہ اگر یہودی یا نصرانی یا مجوسی کسی مسلمان کو سلام کرے تو جواب دینے میں حرج نہیں مگر وعلیک سے زیادہ نہ کہو جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے [3] ترجمہ کوئی نہیں بلکہ تم جزا سزا کے منکر ہو اور بیشک تم پر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے [4] ترجمہ آدمی کے لئے بدلی والے اس کے آگے پیچھے کہ حکم الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲

الجواب: دل میں بایں معنٰی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں اگر چہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو[۱] کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنویر میں ہے[۲] لا یکرہ النظر الیہ (ای القران) بجنبٍ و حائض و نفساء کادعیۃ ردالمحتار میں ہے[۳] نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالٰی اسی میں بحر سے ہے[۴] وَتَرْکُ الْمستحِبّ لا یوجب الکراھۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۳: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر الت کو مس کر کے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں۔

الجواب: پیٹ پر جائز ہے ران پر ناجائز کہ حالت حیض و نفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا کما فی المتون و غیر ھا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۴: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ خدا کا لکھا ہوا نہیں بدلتا اور عمرو اپنا عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ بیشک تقدیر کا لکھا ہوا اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے یا حبیب ﷺ کی شفاعت سے یا اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی مدد سے بدل دیتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نماز و روزہ نہ ادا کرنے سے اس کی زندگی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور روزی تنگ کر دیتا ہے جب تقدیر کا لکھا نہیں مٹتا تو پھر یہ کیوں اکثر کتابوں میں ذکر ہے۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت و عندہ ام الکتب اللہ تعالٰی مٹا دیتا ہے جو چاہے اور ثابت فرماتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ اصل کتاب لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے وہ نہیں بدلتا فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں وہ شفاعت و دعا و خدمتِ والدین و صلہ رحم سے زیادت و برکت کی

---

[۱] ترجمہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا کہ ایک صاحب نے سلام کیا حضور نے تیمم فرما کر جواب دیا [۲] ترجمہ جنب اور حیض و نفاس والی کو قرآن مجید آنکھ سے دیکھنا و دعائیں پڑھنا مکروہ نہیں [۳] ترجمہ ہدایہ میں تصریح فرمائی کہ ذکر الٰہی کیلئے وضو مستحب ہے [۴] ترجمہ مستحب کے نہ کرنے سے کراہت لازم نہیں آتی ۱۲

جانب یا گناہ وظلم ونافرمانی والدین وقطع رحم سے دوسری طرف بدل جاتے ہیں مثلاً صحف ملائکہ میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آ گیا یا نکوئی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا یہ تبدیل ہوئی لیکن علم الٰہی ولوح محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے ان کے مطابق ہونا لازم اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق وتوضیح ہماری کتاب المعتمد المستند میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۵: عمرو اگر اپنے فرزند کو سرکار مدینہ طیبہ کے روضہ مطہر میں داخل کرتے وقت کچھ مٹھائی وغیرہ ساتھ میں دے اور وہ مٹھائی تبرکات کے طور پر نیاز ملک میں لیجاوے تو وہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: بیشک درست ہے! قل من حرم زینة الله التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق[1] وھابیہ لعنھم الله تعالیٰ کہ روضہ اقدس کو معاذ اللہ بت اور اس شیرینی کو بت کے چڑھاوے کی مثل جانتے ہیں ملعون ہیں[2] قاتلھم الله انی یوفکون وہاں سے جو چیز منتسب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور تبرک ہے اور اسے اپنے اعزہ واحباب کیلئے لیجانا ضرور جائز ہے۔ امام وہابیہ نے کہ تفویت الایمان میں کہا اس کے کوئیں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لیجانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کسی پیغمبر یا بھوت کو ایسی قسم کی باتیں کرے شرک ہے اس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اس کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اس کا افترا ہے اور وہ خود شرک حقیقی میں مبتلا ہے سنن نسائی شریف میں ہے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس ﷺ سے حضور کا بقیہ وضو مانگا حضور نے پانی منگا کر وضو فرمایا اور اس میں کلی ڈالی پھر ان کے برتن میں کر دیا اور ارشاد فرمایا جب اپنے شہر میں پہنچو فاکسرو بیعتکم وانضحوا مکانھا بھذا الماء واتخذوھا مسجدا اپنا گرجا توڑ و اور اس

---

[1] ترجمہ تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی دی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی اور کس نے حرام کی پاکیزہ رزق ۱۲

[2] ترجمہ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں

زمین پر یہ پانی چھڑکواور وہاں مسجد بناؤ۔ انہوں نے اوران کے ساتھیوں نے عرض کی شہر دور ہےاور گرمی سخت وہاں تک جاتے جاتے پانی خشک ہو جائے گا فرمایامدومن الماء فانه لایذیدُهُ الاطیبا اس میں اور پانی ملاتے رہنا کہ پاکیزگی ہی بڑھے گی۔ مدینہ طیبہ کے حوالی میں جانب غرب کے سنگستان میں ایک کنواں ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی تھی جب سے برابر اہل مدینہ اس سے تبرک کرتے ہیں اہل اسلام اس کا پانی زمزم شریف کی طرح دور دور لیجاتے ہیں یہاں تک کہ اس کا نام ہی زمزم ہوگیا ہے امام سید نور الدین علی سمہودی مدنی قدس سرہ خلاصۃ الوفا شریف میں فرماتے ہیں بئر اهاب بصق رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیها و هی بالحرة الغربیة معروقة الیوم بزمزم و قد قال المطری لم یزل اهل المدینة قدیما و خلفا یتبرکون بها و ینقل الی الافاق من مائها کما ینقل من زمزم یسمونها ایضا زمزم لبرکتها

مسئلہ ۹۶: اگر کسی نے ولی کی درگاہ کی منت کی مثلاً عمرو کہے یا فلاں بزرگ اللہ عزوجل آپ کی دعا سے میرے یہاں فرزند عطا کرے تو اس میرے فرزند کے سر کے بال آپ کی درگاہ میں آ کر منڈ واؤں گا اور بال کے ہم وزن صدقہ للہ سونا یا چاندی دونگا یا یہ شرط کی ہو کہ اس میرے فرزند کے ہم وزن مٹھائی یا شکر قند خیرات کروں گا اور ایک پلہ میں وہ فرزند بٹھایا جائے اور دوسرے پلہ میں شکر قند رکھی جائے اور پھر وہ للہ مساکین کو بانٹی جائے یہ ہر دو شرطوں سے منت کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ مٹھائی کھانی جائز ہوگی یا نہیں اور جو بچہ وزن کیا جاتا ہے وہ کچھ تربت پر نہیں ہوتا وہ دور جگہ میں وزن کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ ناجائز ہے۔

الجواب: دونوں صورتوں میں صدقہ کی منت جائز اور پوری کرنا لازم ہے قال اللہ تعالٰی ولیوفوا نذورهم اور بال وہاں اتروانا فضول اور اس کی منت باطل ہے کما تقدم والله تعالٰی اعلم

ا؎ ترجمہ چاہ اہاب میں حضور اقدس ﷺ نے کلی فرمائی وہ پہچان کی پتھریلی زمین میں ہے آج زمزم کے نام سے مشہور ہے اور بیشک مطری نے کہا کہ ہمیشہ مدینہ سلف سے خلف تک اس سے تبرک کرتے ہیں دور دور شہروں کو زمزم کی طرح اس کا پانی مسلمان لے جاتے ہیں اس کی برکت کے سبب اسے بھی زمزم کہتے ہیں۔

مسئلہ ۹۷: پیش امام اگر شابہ زریں بوٹے بھرے ہوئے ہوں اور بُنا ہوا سوت کا یا کشمیری گرم کپڑا پہن کر نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سوتی یا کشمیری گرم کپڑے میں کہ ریشمی نہ ہو حرج نہیں نہ زرّیں بوٹوں میں جبکہ کوئی بوٹا چار اُنگل سے زیادہ چوڑا نہ ہو نہ اتنے قریب قریب ہوں کہ دُور سے کپڑا نظر نہ آئے سب مغرق معلوم ہو کما فی الدعا[۱] وغیرہ وقد فصلناہ فی فتا و ننا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۸: اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھاوے تو کیسا ہے۔

الجواب: شال اگر ریشمین یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگر چہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث خراب ومکروہ خواہ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ اور اگر ایسی نہیں تو اب دوصورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانے پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکے چھوڑ دیے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب درمختار میں ہے (کرہ سدل[۲]) تحریمًا لنھی (ثوبہ) ای ارسالہ بلالبس معتاد کشد و مندیل یرسلہ من کتفیہ ردالمحتار میں ہے[۳] وذلک نحو الشال واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۹: عمرو اگر فاتحہ کھانے پر اور قبروں پر ہر دو جگہ پر اوّل تین بار قل بعد سورۂ فاتحہ بعد سورۂ بقر کا پہلا رکوع پڑھ کر ثواب حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ وحضرت غوث پاک قدس سرہ العزیز کو ثواب بخشے تو جائز ہے یا نہیں اور زید فرماتے ہیں کہ کھانے پر دوسری طرح سے فاتحہ پڑھنا چاہیے آیا اگر ایک ہی طرح سے فاتحہ عمرو پڑھتا ہے تو درست ہے یا نہیں اور اس کا ثواب بزرگان دین واہل قبور کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول غلط ہے فاتحہ ایصال ثواب ہے جس طرح ہو درست ہے کھانے پر کوئی دوسرا طریقہ ہو اور قبر پر اور یہ تعیین کہیں نہیں۔ ہاں ایک بات یہاں واجب اللحاظ ہے سوال میں حضور اقدس ﷺ وحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کیلئے ثواب بخشا لکھا ہے یہ لفظ

---

[۱] جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے اور ہم نے اپنے فتاوے میں اسے تفصیل سے بیان کیا۔ [۲] ترجمہ کپڑا لٹکانا یعنی برخلاف طریق معروف لٹکا رکھنا جیسے شال یا رومال کندھوں پر چھوڑ دینا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ حدیث میں اس سے منع فرمایا [۳] ترجمہ یہ جیسے شال ۱۲

بہت بیجا ہے بخشنا بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو ہوتا ہے یہاں نذر کرنا کہنا چاہیے یعنی سرکاروں میں ثواب نذر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۰: پیش امام اگر فال بآیت قرآن شریف دیکھے وہ درست ہے یا نہیں زید فرماتے ہیں کہ امام اگر فال دیکھے تو حرام ہے اور اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا صحیح۔

الجواب: قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں۔ اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام کہتے ہیں اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں ناجائز وممنوع ومکروہ تحریمی ہے قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے شرح فقہ اکبر میں ہے [۱] قال القونوی لا یجوز اتباع المنجم والرمال و من ادعی علم الحروف لانه فی معنی الکاهن انتهی ومن جملة علم الحروف فال المصحف حیث یفتحونه و ینظرون فی اول الصفحة وکذا فی سابع الورقة السابعة الخ ملخصاً اسی میں شرح عقیدہ امام طحاوی سے ہے [۲] علی ولی الامر ازالة هؤلاء المنجمین واصحاب الرمل والقرع والفالات و منعهم من الجلوس فی الحوانیت والطرقات او ان یدخلوا علی الناس فی منازلهم لذلك تحفۃ الفقہائے امام علاء الدین سمرقندی پھر جامع الرموز پھر شرح الدرر لعلامہ اسمٰعیل بن عبدالغنی نابلسی پھر حدیقہ ندیہ علامہ عبدالغنی ابن اسمٰعیل نابلسی رحمہم اللہ تعالیٰ میں ہے [۳] اخذالفال من المصحف مکروہ اخیرین میں ہے یعنی [۴] کراهة تحریم لانها المحل عند

---

[۱] ترجمہ امام قونوی نے فرمایا نجومی اور رمال اور علم حروف کے مدعی کی پیروی جائز نہیں کہ وہ کاہن کے حکم میں ہیں اس علم حروف میں سے مصحف شریف کی فال ہے کہ قرآن مجید کھول کر پہلا صفحہ اور ساتویں صفحہ کی ساتویں سطر دیکھتے ہیں ۱۲ [۲] ترجمہ حکم پر لازم کہ نجومی اور رمال اور قرعہ اور فال والوں کو دفع کرے ان کو دکانوں اور راستوں میں نہ بیٹھنے دے نہ اس کام کیلئے لوگوں کے گھروں میں جانے دے [۳] ترجمہ مصحف شریف سے فال لینا مکروہ ہے [۴] ترجمہ یعنی مکروہ تحریمی ہے کہ حنفیہ کے یہاں جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے کراہت تحریم مراد لی جاتی ہے اور امام دمیری کی کتاب حیاۃ الحیوان میں ہے کہ امام علامہ ابن العربی (مالکی) نے کتاب الاحکام تفسیر سورۂ مائدہ میں مصحف شریف سے فال کی حرمت پر جزم فرمایا اور اسے علامہ قرآنی (مالکی) نے امام علامہ ابوالولید طرطوسی (مالکی) سے نقل کیا اور مسلم رکھا اور ابن بطہ حنبلی نے اسے جائز بتایا اور مذہب امام شافعی کا مقتضی کراہت ہے یعنی کراہت تنزیہی کہ ان کے یہاں مطلق کراہت سے یہی مراد لیتے ہیں۔

فی الاحکام سورۃ المائدہ بتحریم اخذالفال من المصحف ونقلہ القرانی عن الامام العلامۃ ابی الولید الطرطوشی واقرہ و اباحہ بن بطۃ من الحنابلۃ و مقتضی مذھب الشافعی کراھتہٗ یعنی کراھۃ تنزیہ لانھا المجمل عند الاطلاق عندہ علامہ قطب الدین حنفی ابن علاء الدین احمد بن محمد نہروانی تلمیذ امام شمس الدین سخاوی مستفیض بارگاہ حضرت سیدی علی متقی مکی رحمہم اللہ تعالیٰ کتاب وعیۃ الحج میں فرماتے ہیں امنسک ابن العجمی لا یاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلک فکرہ بعضھم و اجازہ بعضھم و نص ابوبکر الطرطوشی من متأخری المالکیۃ علی تحریمہ اورعلی قاری نے شرح فقہ اکبر میں تمسک مذکور سے یوں نقل کیا[۲] و نص المالکیۃ علی تحریمہ طریقہ محمدیہ امام برکوی حنفی میں ہے[۳] المراد بالفال المحمود لیس الفال الذی یفعل فی زماننا ھما یسمونہ قال القران او فال دانیال اونحوھما بل ھی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالھا بالجملہ مذہب یہی ہے کہ منع ہے مگر زید کا وہ حکم کہ اس کے پیچھے نماز درست نہیں درست نہیں نماز فاسق کے پیچھے بھی نا درست نہیں ہاں مکروہ ہے اور اگر فاسق معلن ہو تو مکروہ تحریمی کماحققناہ فی فتاونا النھی الاکید کراہت تحریم سے بھی نماز ناقص ہوتی ہے اوراس کا پھیرنا واجب نہ کہ نا درست ہو اور یہاں تو ابتداء حکم فسق بھی نہ چاہیے مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس پر خفی کہ عوام میں حکم معروف نہیں تو یہاں یہ چاہیے کہ اسے اطلاع دیں کہ مذہب حنفی میں ناجائز ہے اگر چھوڑ دے بہتر اور نہ چھوڑے تو ایک آدھ بار سے فاسق نہ ہوگا بلکہ تکرار واصرار کے بعد حکم فسق دیا جائے گا کہ مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ ہے[۵] اور کما فی ردالمحتار عن رسالۃ المحقق البحر صغیرہ بعد اصرار

---

[۱] ترجمہ منسک ابن عجمی میں ہے مصحف شریف سے فال نہ لے کہ علما کو اس میں اختلاف ہے بعض مکروہ کہتے ہیں بعض جائز اور متاخرین مالکیہ سے ابوبکر طوسی نے تصریح کی کہ حرام ہے[۲] ترجمہ مالکیہ نے تصریح کی کہ حرام ہے[۳] ترجمہ فال جس کی تعریف حدیث میں ہے اس سے وہ مراد نہیں جو ہمارے زمانے میں لوگ کرتے ہیں جسے فال قرآن یا فال دانیال وغیرہ کہتے ہیں یہ تو اس کے مثل ہے جیسے مشرکین عرب پانسے ڈالتے تھے ان کا فعل جائز نہیں[۴] ترجمہ جیسا ہم نے اپنی فتاوے اور اپنی کتاب النھی الاکید میں تحقیق کیا[۵] جیسا کہ ردالمحتار میں محقق صاحب بحر کے رسالہ سے ہے۔

فسق ہے پھر اگر بعد اطلاع یہ فال بنی باصرار وعلانیہ نہ کرے بلکہ چھپا کر تو اس کے پیچھے نماز صرف مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی نامناسب وبس درمختار میں ہے یکرۃ تنزیھا امامۃ فاسق اور اگر علانیہ مصر ہو تو اب فاسق معلن کہا جائے گا اور اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پھیرنی واجب فتاوٰی حجہ میں ہے[۱] لوقدموا فاسقا یأثمون یونہی غنیۃ و تبین الحقائق وغیرہ ہما کا مفاد ہے والتوفیق [۲] ماذکرنا بتوفیق اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم .

مسئلہ ۱۰۱: پیس امام اگر تعویذ بنائے تو کیا حکم ہے

الجواب: جائز تعویذ کہ قرآن کریم اسمائے الٰہیہ یا دیگر اذکار و دعوات سے ہو اس میں اصلا حرج نہیں بلکہ مستحب ہے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی مقام میں فرمایا کہ من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے پہنچائے ۔[۳] رواہ احمد و مسلم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ اسمائے انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثنا سے بھی تعویذ بطور تبرک وتوسل روا ہے کہ تابع ومظہر اسمائے الٰہیہ ہیں درمختار میں ہے[۴] فی المجتبی التمیۃ المکروھۃ ما کان بغیر العربیۃ ردالمحتار میں مغرب سے ہے[۵] لا باس بالمعاذات اذا کتب فیھا القران او اسماء اللہ تعالٰی وانما تکرہ اذا کانت بغیر لسان العرب ولا یدری ماھو ولعلہ یدخلہ سحر اوکفر اوغیر ذلک اماما کان من القران اوشی من الدعوات فلا باس بہ اسی میں مجتبٰے سے ہے[۶] و علی الجواز عمل الناس الیوم بہ وردت الاثار

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں[۷] الرقی التی من کلام الکفار والرقی المجھولتہ

---

[۱] ترجمہ اگر فاسق کو امام کریں تو گنہگار ہوں گے [۲] ترجمہ دونوں قولوں میں موافقت وہ ہے جو ہم نے بتوفیق الٰہی ذکر کی کہ فاسق غیر معلن کے پیچھے مکروہ تنزیہی اور معلن کے پیچھے مکروہ تحریمی [۳] ترجمہ یہ حدیث مسند احمد و صحیح مسلم میں جابر سے ہے [۴] ترجمہ مجتبٰی میں ہے تعویذ وہ مکروہ ہے جو غیر زبان عربی میں ہو یعنی جس کے معنی مجہول ہوں [۵] ترجمہ تعویذوں میں حرج نہیں جبکہ ان میں قرآن مجید یا اسمائے الٰہیہ لکھے جائیں مکروہ جب ہیں کہ غیر عربی میں ہوں اور معنی معلوم نہ ہوں کیا معلوم کہ ان میں جادو یا کفر یا کچھ اور ہو اور وہ تعویذ جو آیتوں یا دعاؤں سے ہو اس میں حرج نہیں [۶] ترجمہ اب تمام علما کا عمل تعویذوں کے جواز پر ہے اور اس میں حدیثیں آئی ہیں [۷] ترجمہ وہ منتر کہ کافروں کے کلام سے ہوں اور وہ جن کے معنی نہ معلوم ہوں بد ہیں کہ شاید ان کے معنی کفر یا قریب بکفر یا مکروہ ہوں اور آیتوں اور اذکار معروفہ سے جائز ہیں بلکہ سنت ہیں۔

منھومة لاحتمال ان معناها کفر اوقریب منه اومکروه اما الرقی بایات القران وبالاذکار المعروفة فلانھی فیه سل سنة اسی میں ہے ونقلوا الاجماع علی جواز الرقی بالقران واذکار الله تعالٰی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے رقیہ بقرآن واسمائے الٰہی جائزست باتفاق وماسوائے آں ازکلمات اگر معلوم باشد معانی آں ومخالف ودین وشریعت رانیز جائز ہاں جس کی برائی معلوم ہو جیسے بعض تعویذوں میں شیطان فرعون ہامان نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں بسم الله ط سوسا حاسوسا ماسوسا یا بعض تعویذوں عزیمتوں میں علیقا ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی القلوب حقیقا یہ ناجائز ہے مگر نا معلوم المعنے لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعان علم ظاہر و باطن سے بروجہ صحیح مروی ہو تو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی مدارج النبوت میں فرماتے ہیں یا رب مگر بعضے کلمات باشد کہ از ثقات معلوم شدہ است خواندن آں واز مشائخ متواتر آمدہ است چنانکہ درحرز یمانی کہ آنرا سیفی می مانند و مانند آں میخوانند اسی میں اسمائے محبوبان خدا اسے رقیہ و تعویذ کی نسبت فرمایا تمسک وتوسل کہ بدوستان خدا و اسمائے ایشان می کند بسبب قرب ایشاں بدرگاہ حق ودرگاہ رسول وے میکند واگر تعظیم میکنند ایشاں را ہمیں طریق بندگی خدا و تبعیت رسول میکنند نہ باستقلال واستبداد ایں را قیاس برحلف بغیر خدا عزوجل نتواں کرد اقول (۱) اس پر دلیل روشن اور وہابیت کے سر پر سخت کوہ افگن امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ امام ابوبکر بن السنی تلمیذ جلیل امام نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا اذا کنت بوادتخاف فیها السباع فقل اعوذ بدانیال و بالجب من شر الاسد جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کے کنویں کی شیر کے شر سے امام ابن السنی نے اس حدیث پر یہ باب وضع فرمایا باب مایقول اذا خاف السباع یعنی یہ باب ہے اس دعا کے

---

[۱] ترجمہ علما نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آیات وذکر الٰہی سے رقیہ جائز ہے ۱۲

بیان کا جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں یہ حدیث لکھ کر ابن ابی الدنیا و شعب الایمان بیہقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے بادشاہ کے خوف سے (جس سے نجومیوں نے انہیں حضرت دانیال کی پیدائش کی خبر دی تھی کہ اس سال ایک لڑکا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اور اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہوئے بچے کو قتل کر رہا تھا) ان کو شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا شیر اور شیرنی ان کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے بختنصر نے دو بھوکے شیر ایک کنویں میں ڈال کر ان پر دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو ڈلوا دیا شیر ان کو دیکھ کر (پلاؤ کتے کی طرح) دم ہلانے لگے۔ یہ حدیثیں لکھ کر امام دمیری نے فرمایا فلما ابتلی دانیال علیہ الصلاۃ والسلام بالسباع اولا واخرا جعل اللہ تعالی الاستعاذۃ بہ فی ذلک تمنع شر السباع التی لا تستطاع یعنی جبکہ دانیال علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہو کر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کو شیروں کے بے قابو شر کا دفع کرنے والا کیا۔ اس سے بڑھ کر محبوبان خدا کے نام کا تعویذ کرنا اور کیا ہوگا جیسے مولیٰ علی ارشاد فرما رہے ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس روایت فرما رہے ہیں امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں روایت کر رہے ہیں اس کے بتانے کو کتاب میں خاص ایک باب وضع کر رہے ہیں طاغیہ گنگوہ کو اپنے فتاوے حصہ سوم صفحہ ۱۰ میں جب کچھ نہ بنی وہ حرکت مذبوحی کی کہ ''وہاں نہ دانیال ہیں نہ ان کو کچھ علم ہے ان کو مفید اعتقاد کرنا شرک ہے بلکہ اللہ نے اس کلام میں تاثیر رکھدی ہے یہ مکروہ بوجہ ضرورت مباح کیا گیا جیسا اضطرار میں تو ریہ درست ہو جاتا ہے یہ گنگوہی کی تمام سعی ہے مسلمان دیکھیں اولاً قطع نظر اس سے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو کہنا کہ نہ ان کو کچھ علم ہے اور انہیں مفید اعتقاد کرنے کو شرک بتانا قدیم علت وہابیت ہے جس کے رد کو ہمارے رسائل کثیرہ کافی اسی دوہائی دینے میں کلام کیجئے گنگوہی جی اسے فقط مکروہ بولے اور ان کا امام الطائفہ اپنی تقویت الایمان میں لکھ رہا ہے کوئی مشکل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے غرض

جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا انبیاء سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کئے جاتے ہیں دیکھے وہ کافر مشرک صاف صاف کہہ رہا ہے آپ نرے مکروہ پر ٹالتے ہیں ہاں در پردہ آپ بھی توریہ کی مثال دے کر کفر کہہ گئے ہیں ثانیا وہ کونسی ضرورت ہے جس کے لیے یہ تقویت الایمانی صریح کفر وشرک بولنا جائز ہوگیا ذرا سنبھل کر بتائیے اور اپنے طائفہ و امام الطائفہ سے بھی مشورہ لے لیجئے اللہ عزوجل کے نام پاک کی دوہائی دینے میں یہ اثر ہے یا نہیں کہ بلا سے بچالے شیر کا شر دفع کردے اگر ہے تو دوسرے کی دوہائی کی ضرورت کب رہی کیا اسلامی کلمہ کہنے سے بھی بلا دفع ہوتی ہو اور آدمی کفر بولے تو یہ اضطرار و مجبوری کہا جائے گا۔ کیا وہ کافر ہوگا ضرور ہوگا اور اگر نہیں تو صاف لکھ دو کہ اللہ کی دوہائی دینے سے بلا نہیں ٹلتی دانیال کی دوہائی کام دیتی ہے اس وقت آپ کے طائفہ میں جو گت بنے وہ قابل تماشا ہوگی اور ہم تکفیر سے زیادہ کیا کہیں گے جو حرمین شریفین سے آپ کے لیے آچکی ثالثا حدیث میں خاص اس وقت کا ذکر نہیں جب شیر سامنے آجائے اور حملہ کرے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا اندیشہ ہی کیا اگر کافر نہ سامنے ہو نہ ڈرائے دھمکائے صرف اس اندیشہ سے کہ شاید کوئی کافر آکر دھمکائے کلمہ کفر بولتے رہیے گا رابعا اللہ عزوجل نے اس کلام میں دفع بلا کا اثر رکھدیا ہے یہ اثر برکت و پسند کا ہے جیسا ذکر الٰہی میں یا غضب و ناراضی کے ساتھ ہے جس طرح جادو میں۔ برتقدیر اوّل اللہ عزوجل کی پسند کو مکروہ رکھنے والا کون ہوتا ہے اور وہ جو اسے کفر و شرک بتائے کیسا ہے برتقدیر دوم مولیٰ علی جادو سکھانے والے ہوئے اور ابن عباس اس کے بتانے والے اور ابن السنی اس کے پھیلانے والے اور تقویت الایمانی دھرم پر کافر و مشرک۔ مولیٰ علی و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی شان تو عظیم اعلیٰ ہی کیا امام ابن السنی یا امام دمیری آپ کے دھرم میں آپ کے امام الطائفہ کے دادا طریقۃ پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مثل ہیں جو ناد علی اور یا علی یا علی اور یا شیخ عبد القادر الجیلانی شیأ اللہ قبروں کا طواف بتا کر تقویت الایمانی دھرم پر مشرک و مشرک گر ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم خیران کفر پسندوں کو جانے دیجئے محبوبوں۔ کے ناموں کے بعض

تعویذ اور سینے (۲) مواہب شریف میں امام ابوبکر احمد بن علی سعید ثقہ حافظ الحدیث سے ہے مجھے بخار آیا امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ تعویذ مجھے لکھ کر بھیجا بسمه الله الرحمن الرحیم بسم الله و بالله و محمد رسول الله یا نارکونی بردا وسلما الخ یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ کی برکت سے اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی جا الی آخرہ (۳) فتح الملک المجید میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے سار عیسیٰ بن مریم و یحیی بن زکریا علی نبینا الکریم و علیهم الصلاة والتسلیم فی بریة اذرأیا و حشیة ما خضا فقال عیسے لیحیی علیهما الصلاة والسلام قل تلك الكلمات حنة ولدت مريم و مريم ولدت عیسے الارض تَدْعُوْكَ ایها المولود اخرج ایها المولود بقدرة الله تعالٰی یعنی سیدنا عیسیٰ و سیدنا یحییٰ علی نبینا الکریم وعلیہما الصلاۃ والسلام نے جنگل میں کوئی وحشی مادہ دیکھی جسے بچہ پیدا ہونے کا درد تھا عیسے علیہ السلام نے یحیے علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا یہ کلمے کہیے حنہ سے مریم پیدا ہوئیں مریم سے عیسےٰ پیدا ہوئے اے مولود تجھے زمین بلاتی ہے اے مولود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہو راوی حدیث امام ثقہ ثبت حافظ الحدیث حماد بن زید فرماتے ہیں آدمی ہو یا جانور جیسی وردہ ہو یہاں تک کہ بکری جس کے بچہ پیدا ہونے میں مشکل ہو اس کے پاس یہ کلمات کہو بچہ ہو جائے گا (۴) امام دمیری نے سانپ کا زہر اتارنے کی دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ سے فرمایا اس میں ہے سلم علی نوح فی العلمین و علی محمد فی المرسلین نوح نوح قال لکم نوح من ذکر فی فلا تلدغوہ سلام ہو نوح پر جہاں والوں میں اور محمد ﷺ پر نہ رسولوں میں۔ نوح نوح۔ تم سے حضرت نوح نے فرمادیا تھا کہ جو میری یاد کرے اسے نہ کاٹنا (۵) امام ابو عمر ابن عبدالبر نے کتاب التمہید میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا بلغنی ان من قال حین یمسی سلم علی نوح فی العلمین لم تلدغه عقرب مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت کہے سلام ہو نوح پر سارے جہاں میں اسے بچھو نہ کاٹیگا (۶) یہی عمل امام عمرو بن دینار تابعی ثقہ تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور اس میں یوں

ہے قال فی لیل اونھا رسلم علے نوح فی العلمین دن میں کہے خواہ رات میں (۷) یہی امام اجل ابو القاسم قشیری قدس سرہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا اور اس میں ہے حین یسی و حین یصبح سلم علی نوح فی العلمین صبح شام دونوں وقت کہے الکل فی حیاۃ الحیوان (۸) نیز امام دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہل خیر سے روایت کیا ان اسماء الفقہاء السبعۃ الذین کانوا بالمدینۃ الشریفۃ اذا کتبت فی رقعۃ و جعلت فی القمح فانہ لا یسوس ما دامت الرقعۃ فیہ یعنی مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہائے کرام کے اسمائے طیبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھدیا جائے تو جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا ان کے اسمائے طیبہ یہ ہیں عبید اللہ عروہ قاسم سعید ابوبکر سلیمان خارجہ رضی اللہ عنہم (۹) اسی میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا ان اسماء ھم اذا کتبت وعلقت علی الراس او ذکرت علیہ ازالت الصداع ان فقہائے کرام کے نام اگر لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دم کیے جائیں تو دردسر کھودیتے ہیں (۱۰) نیز زیرو جاج بعض علمائے کرام سے نقل فرمایا جس نے کھانا زیادہ کھالیا اور بدہضمی کا خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین بار یہ کہے اَللَّیْلَۃَ لَیْلَۃَ عِیْدِیْ یَاکَرِشِیْ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّدِے اِبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْقُرَشِی اے میرے معدے آج کی رات میری عید کی رات ہے اور اللہ راضی ہو ہمارے سردار حضرت ابو عبد اللہ قریشی سے یہ سیدی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قریشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے ۶ ذی الحجہ ۵۹۹ کو بیت المقدس میں انتقال فرمایا۔ اور اگر دن کا وقت ہو تو الیلۃ لیلۃ عیدے کی جگہ الیوم یوم عیدی کہے (۱۱) حضرت مولنا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں من جملۃ کراماتہ من ذکرہ عند توجہ الاسدالیہ انصرف عنہ ومن ذکرہ فی ارض مبقاقۃ اند فع البق باذن اللہ تعالیٰ ان کی کرامتوں سے ہے کہ جس پر شیر جھپٹا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس جائے گا اور جہاں مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ

تعالٰی یہ حضرت علی بن ہیتی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خادموں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے ۵۶۴ میں وصال ہوا (۱۲) اب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعض اقوال ان کے رسالہ قول الجمیل سے لکھیں اور ان کی عربی عبارت پھر ترجمے سے اولٰی یہ کہ شفاء العلیل میں مولوی خرم علی مصنف نصیحۃ المسلمین کا ترجمہ ہی ذکر کریں کہ وہ بھی معتمدین وہابیہ سے ہیں تو ہر عبارت دوہری شہادت ہوگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا سنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے (۱۳) اسی میں ہے یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں پر لکھے (۱۴) اسی میں تعویذ تپ میں ہے یاام ملدم ان کنت مؤمنة فبحق محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم وانکنت یهودیة فبحق موسٰی الکلیم علیه السلام وان کنت نصرانیة فبحق المسیح عیسی بن مریم علیه السلام ان لا اکلت لفلان بن فلانة محما الخ یعنی اسے بخار اگر تو مسلمان ہے تو محمد ﷺ کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کا اور نصرانی ہے تو عیسے علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے (۱۵) اسی میں ہے جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے پھر یہ لکھے بحق مریم وعیسے انا صالحا طویل العمر بحق محمد وآلہ یعنی صدقہ مریم وعیسے کا نیک بیٹا بڑی عمر کا صدقہ محمد اور ان کی آل کا ﷺ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰۲: اگر حاضرات سے احوال دریافت کرے وہ درست ہے یا نہیں۔ منقول از فتاوی افریقہ۔

الجواب: اقوال یونہی حاضرات اگر عمل علوی سے غرض جائز کیلئے ہو اور اس میں شیاطین سے استعانت نہ ہو جائز ہے حضرت سید حسینی شیخ محمد عطاری شطاری قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں اسکے بہت طریقے لکھے اور حضرت علامہ شیخ احمد شناوی مدنی قدس سرہ نے ضمائر سرائر الالہیہ میں مشرح کیے یہ کتاب جواہر وہ ہے جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے

اپنے اشیاخ سے لی جس کا ذکر ہمارے رسالہ انوار الانتباہ میں ہے اور سب سے اجل و اعظم یہ کہ امام اوحد سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی لخمی قدس سرہ نے کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں ائمہ اجلہ عارفین باللہ حضرت سید تاج الملۃ والدین ابو بکر عبد الرزاق و حضرت سید سیف الملۃ والدین ابوعبداللہ عبدالوہاب و حضرت عمر کیماتی و حضرت عمر بزار و حضرت ابوالخیر بشیر بن محفوظ قدست اسرارہم سے باسانید صحیحہ روایت کیا کہ ان سب حضرات سے حضرت ابوسعید عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی ازجی نے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارک میں وصال اقدس سے سات برس پہلے ۵۵۴ ہجری میں بیان کیا کہ ۵۳۷ میں ان کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا سولہ سال کی عمر اپنے مکان کی چھت پر گئیں وہاں سے کوئی جن اڑا لے گیا یہ بارگاہ انور سرکار غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی ہوئے ارشاد فرمایا آج اذھب اللیلۃ الی خراب الکرخ واجلس علی التل الخامس وحظ علیک دارۃ فی الارض و قل وانت تخطھا بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر آج رات ویرانہ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو اور اپنے گرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو بسم اللہ علی نیۃ عبد القادر (رضی اللہ تعالی عنہ) جب رات کی پہلی اندھیری جھکے گی مختلف صورتوں کے جن گروہ گروہ تمہارے پاس آئیں گے خبردار انہیں دیکھ کر خوف نہ کرنا پچھلے پہر ان کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا اس سے کہنا (حضور سید) عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا حضرت ابوسعید عبداللہ فرماتے ہیں میں گیا اور حسب ارشاد عمل کیا مہیب صورتوں کے جن آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا وہ گروہ گروہ گزرتے جاتے تھے یہاں تک کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اس کے آگے جن کی فوجیں تھیں بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا اے آدمی تیرا کیا کام ہے میں نے کہا حضور سید عبدالقادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے میرا یہ کہنا تھا کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر زمین چومی اور دائرے کے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھ فوج بھی بیٹھی بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا بادشاہ نے ہمراہیوں سے

کہا کس نے یہ حرکت کی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی کہا گیا کہ یہ چین کے عفریتوں سے ہے بادشاہ نے اس سے کہا کیا باعث ہوا کہ تو اس لڑکی کو حضرت قطب کے زیر سایہ سے لے گیا کہا یہ میرے دل کو بھا گئی۔ بادشاہ نے حکم دیا اس عفریت کی گردن ماری گئی اور لڑکی میرے حوالے کی میں نے کہا میں نے آج کا سا معاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکم حضور کے ماننے میں کیا کہا ہاں وہ اپنے دولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر جو زمین کے منتہٰے پر ہوتے ہیں نظر فرماتے ہیں تو وہ ہیبت سے اپنے مسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور بیشک اللہ تعالٰی جب کسی کو قطب کرتا ہے جن و انس سب پر اسے قابو دیتا ہے انتہی ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر شرح فقہ اکبر میں ہے لا یجوز الاستعانة بالجن فقدذم الله الكافرين على ذلك فقال وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا و قال تعالى ويوم نَحْشَرَهُمْ جميعا يمعشر الجن قد استكثرتم من الانس وقال اوليهم من الانس ربنا استمتع بعضنا ببعض الاية فاستمتاع الانسى بالجنى فى قضاء حوائجه و امثال اوامره و اخباره بشىء من المغيبات و نحوذلك واستمتاع الجنى بالانسى تعظيم اياه واستعانته به واستغاثة به وخضوعه له یعنی جن سے مدد مانگنی جائز نہیں اللہ تعالٰی نے اسپر کافروں کی مذمت فرمائی کہ کچھ آدمی کچھ جنوں کی دوہائی دیتے تھے تو انہیں اور غرور چڑھا اور فرمایا جس دن اللہ ان سب کو اکٹھا کر کے فرمائے گا اے گروہ شیاطین تم نے بہت آدمی اپنے کر لیے اور ان کے مطیع آدمی کہیں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔ آدمی نے شیطانوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی حاجتیں روا کیں ان کا کہنا مانا ان کو کچھ غیب کی خبریں دیں وعلی ہذا القیاس اور شیطانوں نے آدمیوں سے یہ فائدہ لیا کہ انہوں نے ان کی تعظیم کی ان سے مدد مانگی ان سے فریاد کی ان کے لیے جھکے انتہی اور قوم جن کی خالی خوشامد بھی نہ چاہیے اللہ عزوجل نے انسان کو ان پر فضیلت بخشی ہے ولہذا فتاوے سراجیہ پھر فتاوے ہندیہ اور منیۃ المفتی پھر شرح الدرر للنابلسی

پھر حدیقہ ندیہ میں ہے اذا احرق الطیب او غیرہ الجن افتی بعضھم بان ھذا فعل العوام الجھال یعنی قوم جن کیلئے خوشبو وغیرہ جلانے پر بعض فقہا نے فتویٰ دیا کہ یہ جاہل عوام کا کام ہے۔ ہاں تعظیم آیت و اسماء وضیافت ملائکہ کے لئے بخور سلگائے تو حسن ہی اس فعل سے غرض صحیح کی اعلیٰ مثال وہ ہے کہ ابھی بہجۃ الاسرار شریف سے گزری اور غرض نامحمود یہ کہ مثلاً صرف ان سے ربط بڑھانے کے لیے ہو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں جن کی صحبت سے آدمی متکبر ہو جاتا ہے اور متکبر کا ٹھکانہ جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ سوال میں جو غرض ذکر کی کہ دریافت احوال کیلئے اس میں جائز و ناجائز دونوں احتمال ہیں اگر ایسا حال دریافت کرنا ہے جو ان سے تعلق رکھتا ہے یا حال کا واقعہ ہے جسے وہ جا کر معلوم کر سکتے ہیں غرض ایسی بات کہ ان کے حق میں غیب نہیں تو جائز جیسا واقعہ مذکورہ حضرت ابو سعید میں تھا اور اگر غیب کی بات ان سے دریافت کرنی ہو جیسے بہت لوگ حاضرات کر کے موکلاں جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا فلاں کام کا انجام کیا ہوگا یہ حرام ہے اور کہانت کا شعبہ بلکہ اس سے بدتر۔ زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے اور وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور سچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہو گیا آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورۂ جن شریف میں ہے تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر مسند امام احمد وسنن اربعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول اواتی امرأۃ حائضاً اواتی امرأۃ فی دبرھا فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قرب کرے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ۲ مسند احمد و صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی عرافافسالہ عن شیء لم تقبل لہ صلاۃ اربعین لیلۃ جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو مسند احمد وصحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من أتی عرافاً اوکاھنا فصدقه بما یقول فقدکفر بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم جو کسی غیب گو یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہو اس چیز سے جو اتاری گئی محمد ﷺ پر معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من اتی کاھنا سالہ عن شیء حجبت عنه التوبة اربعین لیلة فان صدقه بما قال کفر جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین در بارہ کہانت ہے المرادھنا الا ستخبار من الجن عن امر من الامور کعمل المندل فی زماننا یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل اقول پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں ولہٰذا حدیث اوّل میں اسے جماع حائض ووطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث صورت کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔ اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقین بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے قال تعالٰی علم الغیب فلا یظھر علی غیبه احد الامن ارتضی من رسول اللہ عالم الغیب ہے، تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو جامع

الفصولین میں ہے المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون اور جن سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی تو اس فرع تا تارخانیہ میں کہ یکفر بقولہ انا اعلم المسروقات او انا خبر باخبار الجن ایای یعنی جو کہے میں گمی ہوئی چیزوں کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔ یہی صورت دعائے علم قطعی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ہی اس مسئلہ میں کلام مجمل اور تفصیل کیلئے اور محل واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔ فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔

مسئلہ ۱۰۳، ۱۰۴: صاحب زکوۃ پر قربانی کرنا واجب ہے اگر ایک ہی مکان میں عمرو اور دیگر برادران دو چار ساتھ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی سب کی ساتھ میں جمع کرتے ہیں اور زکوۃ بھی سب مل کر ایک ہی جگہ نکالتے ہیں اب اگر وہ سب برادران مل کر ایک ہی بکرا قربانی کریں تو جائز ہے یا نہیں اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتے اور ہر ایک بندہ پر جدا جدا قربانی کرنے کا کب حکم ہوگا اس کا اندازہ کتنی طاقت کے بعد ہوگا جیسا کہ زکوۃ کا اندازہ یہ ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی جس عاقل و بالغ کے پاس ہو سوائے قرض کے تو اس کو سو روپے پیچھے ڈھائی زکوۃ دینا فرض ہے اسی طرح ہر ایک برادر پر جدا جدا قربانی کرنا کب واجب ہے

الجواب: قربانی واجب ہونے کو صرف اتنا درکار کہ اس وقت اپنی حاجات اصلیہ سے فاضل چھپن روپے کے مال کا مالک ہو خواہ وہ مال کسی قسم کا ہو اور اس پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اور زکوۃ فرض ہونے کے لئے شرط ہے کہ یہ مال خاص سونا چاندی ہو یا تجارت کا یا چوپائے کہ اکثر سال جنگل میں چھوٹے چریں اور سال گزرنا لازم ہے جس شریک کا مال مشترک میں جو حصہ ہے اور اس کے سوا جو اس کی خاص ملک ہے وہ ملا کر اگر اس وقت چھپن روپے کی مالیت ہو اور اس کی حوائج اصلیہ سے فاضل ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس شریک کا حصہ مع اپنے خاص مال کے چھپن روپے سے کم ہو یا اس پر قرض وغیرہ ہے جس کے سبب حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں تو اس پر قربانی واجب نہیں پھر اگر دو یا زائد شریک ایسے ہیں جن پر وجوب کا حکم ہے تو انکا ایک بکری کر دینا کافی نہ ہوگا ایک کی بھی قربانی ادا نہ

ہو کہ بکری بھیڑ میں حصے نہیں ہو سکتے ہاں اونٹ یا گائے کریں اور شریک سات سے زیادہ نہ ہوں تو سب کی ادا ہو جائے گی اور آٹھ ہوں تو کسی کی بھی ادا نہ ہو گی غرض اس صورت میں ہر شریک پر واجب ہے کہ اپنی اپنی قربانی جدا کرے زکوۃ اگر یکجائی نکالتے ہیں حرج نہیں کہ مجموع کا چالیسواں حصہ ہر ایک کے جدا جدا چالیسویں حصوں کا مجموعہ ہے یا اس سے زائد جبکہ جدا حصے میں عفو نکلتا ہو اور جمع سے نہ رہے جس کا بیان ہمارے رسالہ تجلی المشکوۃ لانارۃ اسئلہ الزکوۃ سے ظاہر ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۵: قربانی کرنا شرط ایک دنبہ یا بکرا ہے اور وہ قربانی قیامت میں پل پر سواری ہو گی اب اگر زید قربانی کا بکرا ذبح نہ کرے اور اس بکرے کی قیمت دوسرے شہر میں مسجد یا مدرسہ میں بھیج دے تو درست ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ درست ہے جب مکہ معظمہ میں حج کے ایام میں قربانیاں کروڑوں ہوتی ہے اور پھر ایک کھڈ میں ذبح کر کے کیوں پھینک دیتے ہیں ان کی قیمت حرمین شریفین میں کیوں نہیں دیتے کیا وہاں قربانی کی قیمت دینا جائز نہیں ہے اور دیگر بلاد میں جائز ہے۔

الجواب: جس پر قربانی واجب ہے وہ اگر ایام قربانی میں بجائے قربانی دس لاکھ اشرفیاں تصدق کرے قربانی ادا نہ ہو گی واجب نہ اترے گا گنہگار مستحق عذاب رہے گا درمختار میں ہے[1] رکنها ذبح فتجب الراقة الدم ردالمحتار میں نہایہ سے ہے[2] لان الاضحية انما تقوم بهذا الفعل فكان ركنا آجکل نیچریوں نے اپنے چندے بڑھانے کو یہ مسئلہ گھڑا ہے کہ قربانی نہ کرو ہمارے چندے میں دے دو یہ شریعت مطہرہ پر انکا افترا ہے ہمارے فتاوے میں اس کا مفصل رد ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۶: خون تھوڑا یا زیادہ کھانا حرام ہے اب قربانی کا خون چکھنا حرام ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ قربانی کا خون ذبح کے وقت اپنی انگلی بھر کے چکھنا درست ہے یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں۔

الجواب: زید کا قول باطل ہے خون مطلقاً حرام ہے قربانی کا ہو یا کسی کا۔ بہت ہو یا

---

[1] ترجمہ قربانی کی حقیقت کا جز ذبح کرنا ہے تو خون بہانا ہی ضرور ہے [2] ترجمہ اسلئے کہ قربانی اسی فعل ذبح سے متحقق ہوتی ہے تو ذبح اس کی حقیقت کا جز ہوا۔

تھوڑا۔ رگوں کا خون تو نص قطعی قرآن کریم حرام قطعی ہے قال تعالٰی او دما مسفوحا ذبح کے بعد جو خون گوشت سے نکلتا ہے وہ بھی ناجائز ہے یونہی جگر یا تلی کا خون[۱] کما فی البحر المحیط جامع الرموز وغیرھما اور دل کا خون تو خود نجس ہے اور ہر نجس حرام۔ حلیہ وقنیہ و تجنیس وعتابیہ وخزانۃ الفتاوی وغیرہا میں ہے[۲] دم قلب الشاۃ نجس واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷، ۱۰۸: ایک مسجد کی ملکیت دیگر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں مسجد کا پیسہ مدرسہ میں خرچ کرے تو درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: دونوں صورتیں حرام ہیں مسجد جب تک آباد ہے اس کا مال نہ کسی مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے نہ دوسری مسجد میں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں سو چٹائیاں یا لوٹے حاجت سے زیادہ ہوں اور دوسری مسجد میں ایک بھی نہ ہو تو جائز نہیں کہ یہاں کی ایک چٹائی یا لوٹا دوسری مسجد میں دیدیں درمختار میں ہے[۳] تحد الواقف والجھۃ وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ لانھما حینئذ کشیء واحد وان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجد او مدرسۃ ووقف علیھما اوقافا لا یجوز لہ ذلک ردالمحتار میں ہے المسجد[۴] لا یجوز نقل مالہ الی مسجد اخر واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰۹: مسجد کی کوئی چیز ایسی ہو کہ وہ خراب ہوجاتی ہے اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت مسجد میں دیں اور وہ جو چیز اگر دوسرا آدمی قیمت دے کر مسجد کی چیز اپنے مکان پر رکھے تو اس کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جائز ہے مگر اسے بے ادبی کی جگہ نہ لگائے درمختار میں ہے حشیش المسجد و کناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[۱] ترجمہ جیسا کہ بحرمحیط و جامع الرموز وغیرہ ہما میں ہے[۲] ترجمہ بکری کی دل کا خون ناپاک ہے[۳] ترجمہ دو وقفوں کا واقف بھی ایک ہو اور ایک ہی چیز پر وقف ہوں ان میں ایک کی آمدنی کم ہوجائے تو حاکم کو جائز ہے کہ دوسرے وقف کی بچت سے اس پر خرچ کرے اس لئے کہ اس حالت میں وہ دونوں گویا ایک ہی چیز ہیں اور اگر واقف دو ہوں یا جدا جدا چیزوں پر وقف ہوں جیسے دو شخصوں نے دو مسجدیں بنائیں ایک شخص نے ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنایا اور ان پر جائدادیں وقف کیں تو اب حاکم کو بھی جائز نہیں کہ ایک کا مال دوسرے میں صرف کرے[۴] ترجمہ جائز نہیں کہ ایک مسجد کا مال دوسری مسجد کو لیجائیں۔

[۵] ترجمہ مسجد کا گھاس کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ نہ ڈالیں جس سے اس کی تعظیم میں فرق آئے ۱۲

مسئلہ ۱۱۰: عمر نے اپنے فرزند کا عقیقہ کیا ہے اور بکرے کی ہڈیاں توڑ ڈالے یعنی سانڈھے کے سوائے سب کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے تو وہ جائز ہے یا نہیں اور بعض علما منع کرتے ہیں کہ سوائے سانڈھے کے عقیقہ کے بکرے کی ہڈی نہیں توڑنا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: عقیقہ کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے ممانعت کہیں نہیں ہاں بہتر نہ توڑنا ہے کہ اس میں بچے کے اعضاء سلامت رہنے کی فال ہے والہذا کہا گیا کہ یہ گوشت میٹھا پکانا بہتر کہ بچے کی شیریں اخلاقی کی فال ہو سراج وہاج میں ہے[۱] المستحب ان یفصل لحمها ولا یکسر عظمها تفاؤلا بسلامة اعضاء الولد شرعة الاسلام وفصول علائی میں ہے[۲] لا یکسر للعقیقة عظم شرح حصن حسین للعلامۃ علی القاری میں ہے[۳] ینبغی ان لا یکسر عظامه تفاؤلا فتاوے فتاوے حامدیہ پھر عقود دریہ میں شرح جناب علامہ ابن حجر سے مع تقریر ہے[۵] حکمها کاحکام الاضحیة الاانه لیس طبخها وبحلو تفاؤلا بحلاوة اخلاق المولود ولا یکسر عظمها وان کسر لیکره اشعۃ اللمعات میں ہی ودر کتب شافعیہ مذکور ست کہ اگر پختہ تصدیق کنند بہتر ست و اگر شیرین پزند بہتر بجہت تفاؤل بحلاوت اخلاق مولود اسی میں اس سے اوپر ہے نزد شافعی استخوانہائے عقیقہ می شکند ونزد مالک نے اھ اقول قضیہ ایں نقل آنست کہ نزد مالک ممنوع باشد کہ اولویت ترک خود منصوص شافعیہ است واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۱: ایک شہر میں سب لوگ نے اتفاق کے ساتھ ایک مکان نماز پڑھنے کے لئے بنایا اور اس کا نام عبادت گاہ رکھا گیا اور مسجد نام نہیں رکھا اس کی وجہ یہ کہ کبھی آدمی نماز نہ پڑھے تو وہ عبادتگاہ بددعا نہ کرے اب اس مکان میں بیٹھ کر لوگ دنیا کی باتیں کریں تو جائز ہے یا نہیں اور اس مکان میں جمعہ وعیدین کی نماز بھی ہوتی ہے اور لکڑی کا منبر بھی رکھا گیا ہی اور پیش امام بھی ہے تو وہ عبادتگاہ میں فقط محراب نہیں ہے تو اس مکان کا مرتبہ مسجد کا ہوگا یا نہیں اور اس میں دنیا کی باتیں کرنی درست ہے یا نہیں۔

---

[۱] ترجمہ مستحب ہے کہ عقیقہ کی بوٹیاں بنائیں اور ہڈی نہ توڑیں بچے کے اعضا سلامت رہنے کی فال کیلئے [۲] ترجمہ عقیقہ کی ہڈی نہ توڑیں [۳] ترجمہ مناسب ہے کہ اس کی ہڈیاں نہ توڑیں کہ اچھی فال ہو [۵] ترجمہ عقیقہ کا حکم قربانی کی طرح ہے مگر اس کا پکانا سنت ہے اور میٹھا پکائیں کہ اس میں بچے کی عادتیں میٹھی ہونے کی فال ہے اور اس کی ہڈیاں نہ توڑیں اور توڑیں تو مکروہ نہیں۔

الجواب: جب وہ مکان عام مسلمین کے ہمیشہ نماز پڑھنے کے لئے بنایا اسے کسی محدود مدت سے مقید نہ کیا کہ مہینے دو مہینے یا سال دو سال اس میں نماز کی اجازت دیتے ہیں اور اس میں نماز حتی کہ جمعہ وعیدین تک ہوتے ہیں تو اس کے مسجد ہونے میں کیا شک ہے اس میں دنیا کی باتیں ناجائز اور تمام احکام احکام مسجد۔ مسجد ہونے کے لئے زبان سے مسجد کہنا شرط نہیں نہ محراب نہ ہونا کچھ منافی مسجدیت۔ مسجد الحرام شریف میں کوئی محراب نہیں خالی زمین نماز کے لئے وقف کی جائے وہ بھی مسجد ہو جائے گی اگرچہ یہ نہ کہا ہو کہ اسے مسجد کیا اس میں محراب کہاں سے آئے گی ذخیرہ و ہندیہ و خانیہ و بحر و طحطاوی میں ہے[۱] رجل له ساحة لا بناء فيها امر قوما ان يصلوا فيها بجماعة فهذا على ثلثه اوجه ان امرهم يا لصلاة فيها ابدا نصا بان قال صلوا فيها ابدا اوامرهم بالصلاة مطلقا ونوى الابد صارت الساحة مسجدا وان وقت الامر باليوم والشهر اوالسنة لا تصير مسجد لومات يورث عنه درمختار میں ہے يزول ملكه عن المسجد بالفعل ويقوله جعلته مسجدا یعنی بانی کی ملک مسجد سے دو طرح زائل ہوتی ہے ایک یہ کہ زبان سے کہدے میں نے اسے مسجد کیا دوسرے سے یہ نہ کہے اور اس میں نماز کی اجازت بلا تحدید دے اور اس میں نماز مثل مسجد ایک بار بھی ہو جائے تو اس سے بھی مسجد ہو جائے گی معلوم ہوا کہ لفظ مسجد کہنا شرط نہیں بحر الرائق میں ہے[۲] لا يحتاج فی جعله مسجدا قوله و قفته ونحوه لان العرف جار بالاذن فی الصلاة علی وجه العموم والتخلية بكونه وقفا علی هذه الجهة فكان كالتعبيربه اسی میں ہے[۳] بنی فی فنائه فی الرستاق دكانالا جل الصلاة يصلون فيه بجماعة كل وقت فله حكم المسجد اقول بلکہ اگر نماز کیلئے وقف کرے اور اس کے ساتھ صراحۃً مسجد ہونے کی نفی کردے مثلاً کہے میں نے یہ زمین نماز مسلمین کے لئے وقف کی مگر

---

[۱] ترجمہ مسجد ہونے کو کچھ ضرور نہیں کہ زبان سے کہے میں نے اسے وقف کیا یا اور کوئی لفظ اس کے مثل (مثلاً مسجد کیا) اس کہنے کی کچھ حاجت نہیں کہ عرف جاری ہے کہ نماز کی عام اجازت دے کر زمین اپنے قبضہ سے جدا کر دینا نماز کے لئے وقف ہی کرنا ہے تو یہ ایسا ہی ہوا جیسے زبان سے کہتا کہ اسے مسجد کیا [۲] ترجمہ گاؤں میں اپنی پیش دروازہ کوئی چبوترہ نماز کے لئے بنالیا کہ لوگ پانچوں وقت اس میں جماعت کرتے ہیں اس چبوترے کے لئے مسجد کا حکم ہے۔

میں اسے مسجد نہیں کرتا یا مگر کوئی اسے مسجد نہ سمجھے جب بھی مسجد ہو جائے گی اور اس کا یہ انکار باطل کہ معنی مسجد یعنی نماز کے لئے زمین موقوف پورے ہو گئے اور مذہب صحیح پر اتنا کہتے ہی مسجد ہو گئی اب انکار مسجدیت لغو ہے کہ معنی ثابت از لفظ سے انکار یا وقف مذکور سے رجوع ہے اور وقف بعد تمامی قابل رجوع نہیں اسکی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بی بی کی نسبت کہے میں نے اسے چھوڑا چھوڑا چھوڑا مگر میں طلاق نہیں دیتا کوئی اسے مطلقہ نہ سمجھے۔ طلاق تو دے چکا اب انکار سے کیا ہوتا ہے۔ ہاں اگر یوں کہتے کہ ہم یہ زمین وقف نہیں کرتے صرف اس طور پر نماز کی اجازت دیتے ہیں کہ زمین ہماری ملک رہے اور لوگ نماز پڑھیں تو البتہ نہ وقف ہوتی نہ مسجد۔ یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ زمین مذکور جسے بالاتفاق اہل شہر نے محل نماز کیا یا تو عام زمین ملک بیت المال ہو جس میں اتفاق مسلمین بجائے حکم امام ہے یا ان کی ملک ہو یا اصل مالک بھی اس میں شامل ہو یا اس کی اجازت سے ایسا ہوا ہو یا بعد وقوع اس نے اسے جائز و نافذ کر دیا ہو۔ ورنہ اگر اہل شہر کسی شخص کی مملوک زمین بے اس کی اجازت کے نماز کے لئے وقف کر دیں اور وہ جائز نہ کرے ہرگز نہ وقف ہو گی نہ مسجد اگرچہ سب اہل شہر نے بالاتفاق یہ بھی کہہ دیا کہ ہم نے اسے مسجد کیا بحر الرائق میں ہے[1] فی الحاوی القدسی من بنی مسجدا فی ارض مملوکۃ لہ الخ فافادان من شرطہ ملک الارض ولذا قال فی الخانیۃ لوان سلطانا اذن لقوم ان یجعلوا ارضا من اراضیا لبلدۃ حوانیت موقوفۃ علی المسجدا وامرھم ان یزید و افی مسجد ھم قالوا ان کانت البلدۃ فتحت عنوۃ و ذلک لا یضر بالمارۃ والناس ینفذ امر لسطان فیھا وان کانت فتحت صلحا لا ینفذ امر السطان لان فی الاول تصیر ملکا للغانمین فجاز امر السلطان فیھا و فی

[1] ترجمہ حاوی قدسی میں ہے جس نے اپنی مملوک زمین میں مسجد بنائی اس سے ثابت ہوا کہ مسجد ہونے کے لئے شرط ہے کہ بانی اس زمین کا مالک ہو اسی لئے فتاوی قاضی خان میں فرمایا کہ اگر سلطان نے لوگوں کو اجازت دی کہ شہر کی کسی زمین پر دکانیں بنائیں جو مسجد پر وقف ہوں یا حکم دیا کہ یہ زمین مسجد میں ڈال لو علما نے فرمایا اگر وہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور وہ دکانیں بنانا یا مسجد میں اس زمین کا شامل کر لینا راستہ تنگ نہ کرے نہ عام لوگوں کو اس میں نقصان ہو تو وہ حکم سلطان نافذ ہو جائے گا اور اگر شہر صلح سے فتح ہوا تو نہیں کہ پہلی صورت میں شہر کی زمین بیت المال کی ملک ہو گئی تو اس میں سلطان کا حکم جائز ہے اور دوسری صورت میں اصل مالکوں کی ملک رہی تو سلطانی حکم اس میں نفاذ نہ پائے گا۔

الثانی تبقٰے علٰے ملك ملاکھا فلا ینفذ امرہ فیھا ردالمحتار میں ہے[۱] شرط الوقف التأبید والارض اذا کانت ملکا لِغَیْرِہٖ فلما لك استردا دھایہ بیان بغرض تکمیل احکام تھا سوال سے ظاہر وہی پہلی صورت ہے تو اس کے مسجد ہونے میں شک نہیں اور اس کا ادب لازم واللہ تعالٰی اعلم۔

[۱] ترجمہ وقف کی شرط ہمیشگی ہے اور زمین جب دوسرے کی ملک ہو تو مالک اسے واپس لے سکتا ہے۔

بشارتِ جلیلہ

تحریر جناب حاجی اسمٰعیل میاں صاحب

صفائح اللجین صفحہ ۴ دیکھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے صحیح بخاری میں ۱ ابو ہریرہ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں ۲ عبداللہ بن عباس اور احمد و ابن ماجہ خزیمہ وحبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ ۳ اور مسند احمد میں ۴ ام المومنین صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ ۵ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی وھذالفظ الطبرانی حضور مفیض النور ﷺ فرماتے ہیں ذھبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدے الاالمبشرات الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل اوتری لہ نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں وہ کیا ہیں نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھی جائے اسی طرح احادیث اس بارہ میں متواتر اور اس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی ﷺ سے متواتر ان کی تفصیل موجب تطویل اور احمد و بخاری و ترمذی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اذاری احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ فلیحمد اللہ علیھا ولیحدث بھا غیرہ جب تم میں کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے چاہیے کہ اس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے فقیر اللہ عزوجل ومحمد رسول اللہ ﷺ کے خوف کو اپنے سامنے رکھ کر اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ فقیر بینوا کو اس سے زیادہ کیا پیارا ہوگا میرے سردار میرے آقا مولانا عالم عالمہ محبِّ سنت و اہل سنت عدو بدعت واہل بدعت حاجی احمد رضا خاں صاحب غریب خانہ پر بنفس نفیس کرم فرمائیں۔ مولانا صاحب اب اصل خواب کی صورت یہ ہے کہ فقیر کا مکان ملک کا ٹھیاوار میں موضع لاپور ہے وہاں ہمارے بڑے بزرگ میاں شیخ یونس رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مطہر ہے اس میں مسجد ہے اب

میں کیا دیکھتا ہوں کہ جمعہ کا دن ہے اور حضور وہاں تشریف لائے ہیں بعد نماز جمعہ آپ منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے ہیں اور میرے والد صاحب آپ کے سیدھے بازو کھڑے ہیں اور میں سامنے حضور کے کھڑا ہوں میرے والد صاحب کی زندگی اللہ عزوجل زیادہ کرے وہ مجھے فرماتے ہیں فرزند دیکھو یہ مولانا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں اس وقت فقیر حضور کے پاس آ کر دست و پا پر بوسہ دیا اور پاؤں مبارک کو چپی کرنے لگا آخر جب حضور وعظ ختم کر چکے بعد فقیر حضور کے سامنے تمہید ایمان سے وعظ کہنا شروع کیا اور یہ آیت کریمہ پڑھنی شروع کی اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَ تُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا اے نبی بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈرسنا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ فقیر زار زار روتا ہے اور بیان کرتا ہے اور حضور کو میں نے اس صورت سے پایا کہ پوشاک سفید پہنے ہوئے یعنی زار و جبہ سفید ہے اور سر پر ٹوپی باریک ململ کی ہے اور قد مبارک آپ کا دراز ہے اور منہ کا رنگ گندمی ہے اور بدن پتلا اور سر پر بال ہیں وہ دوش تک لٹکتے ہیں اسی صورت سے فقیر عفی عنہ نے تین جمعہ تک خواب دیکھا ہے اور اسی طرح حضور وعظ فرماتے ہیں اور فقیر بھی وعظ کرتا ہے الحمد للہ فقیر نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس خواب میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی قدم بوسی میں سال بھر یا کچھ کم زیادہ رہ کر قدرے علم حاصل کروں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بشارت دوم

دوسرا خواب ماہ ذیقعدہ تاریخ ۲۷ روز چہارشنبہ اور شب پنجشنبہ کو فقیر بعد نماز عشا کے اپنے ورد وظیفے کے بعد اپنے مکان میں آ کر ان مسائل میں تقریظ اوّل مولٰنا علامہ شیخ صالح کمال کی لکھ کر سو گیا فجر کے وقت خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے دو دنبے بڑے موٹے عمدہ کھڑے ہیں میں نے اپنی زبان سے کہا کہ ماشاء اللہ کیا مضبوط دو دنبے قربانی کے لائق کھڑے ہیں چھری لی اور دونوں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا بعد روح نکلنے

کے فقیر پوست جدا کرنے کو نزدیک گیا اتنے میں قدرت الٰہی سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہ دنوں دنبے حرکت میں آئے اور کھڑے ہو گئے اور دونوں کی شکل شیر کی بن گئی اور دونوں نے میرے مارنے کا قصد کیا جب میں نے کہا تمہاری طاقت نہیں ہے کہ تم مجھے مار لو جب بڑے زور کے ساتھ حملہ میرے مارنے کا کیا اتنے میں بفضلہٖ تعالیٰ میرے سامنے ایک مکان عالیشان نورانی ظاہر ہوا فقیر اس مکان میں داخل ہوا اور دونوں شیر مارنے کو میرے سامنے آئے جب میں نے کہا ہرگز تم مجھے نہ مار سکو گے اور اسی وقت میں نے نماز کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کہی کہ اللہ اکبر یہ لفظ نکلنا تھا کہ وہ دونوں شیر ایسے غائب ہو گئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین میں سما گئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت سوم

عزہ محرم شریف ۱۳۳۶ھ پنجشنبہ کو خواب میں چار سور نے مجھ پر حملہ کیا مگر بفضلہٖ تعالیٰ کارگر نہ ہوئے اور اس خاکسار نے تین سور کو ایک مکان میں قید کر دیا اور ایک اس کی ماں باقی رہ گئی اس نے میرے مارنے کا قصد کیا آخر کارگر نہ ہوئی۔ یہ مسکین ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں جماعت سے عصر کی نماز پڑھی بعد نماز ایک مولانا صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار دلائل کی منزل یوم الخمیس پڑھنے لگا اور وہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ دیگر اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِکَ الْجَمِیْلِ یہ ہر ایک دعا تین تین بار پڑھی بعد ختم منزل قیام میں کھڑا ہو کر ہماری شفاعت کے کرنے والے جناب پاک محمد مصطفیٰ ﷺ پر سلام پڑھنا شروع کیا کچھ دیر نہ ہوئی کہ بارش بڑی زور سے برسنا شروع ہوئی بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا تو میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل تیار ہے فاتحہ پڑھ کے کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا کیچڑ زانو میں لگی آخر کھڑا ہو گیا اور نیاز کھائی شیری تھی بعد طعام کے مغرب کی نماز پڑھی یہ خواب عبد المصطفیٰ ﷺ وسگ دربار جیلانی قدس سرہ العزیز و غلامان غلام العلما نے دیکھی اور بیدار ہوا اس کی تعبیر آپ بیان فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بشارت چہارم

فقیر عفی عنہ نے خنزیروں کے واقعہ سے پہلے دیکھا کہ میں مغرب کی نماز پڑھتا ہوں اور ایک شخص کالی شکل کا میرے سامنے آیا اور میرے دونوں بازوؤں کو پکڑ کے میرا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرتا ہے فقیر نے کہا شیطان تجھے طاقت نہیں کہ میرا منہ تو قبلہ کی طرف سے پھیر دے اس نے بہت زور کیا آخر فقیر نے اس بدشکل کو نماز سے فارغ ہو کر زمین پر گرایا اور تین موٹھے اس کے منہ پر مارے آخر کے موٹھے مارنے سے زمین پر میرا ہاتھ لگا اور آنکھ کھل گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے میں زخم ہو گیا اور خون نکلا ابھی تک یہ زخم کی نشانی ہاتھ میں باقی ہے یہ اس کی تعبیر ہوئی اور حضور کی خوشی ہو تو خوابوں کو آخر رسالہ میں چھپوا دیں مگر خداوند کریم جل جلالہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنی بڑائی یا تکبر کے واسطے نہیں کہتا اب خوشی حضور کی۔

الجواب: [ا] خَیْرٌ لَّنَا وشرٌ لاعدائنا خیر تلقاہ اوشر توقاہ الحمد للہ رب العلمین خواب بحمد اللہ چاروں مبارک ہیں اللہ عزوجل دونوں جہان میں مبارک فرمائے۔ آمین۔

خواب اوّل: میں یہ آیت کہ آپ نے تلاوت کی سورۂ فتح شریف کی ہے اور خواب میں اس کی کوئی آیت تلاوت کرنا دلیل فتح وظفر و برکات دنیا و آخرت ہے دین کو انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے مدد پہنچے گی اور آپ کو ایک دعائے مستجاب ملے گی اور تعظیم حضور پر نور سید المحبوبین ﷺ کا وعظ دلیل محبت حضور و صدق ایمان و قبول رحمٰن ہے اور رونا کہ آواز سے نہ ہو دلیل فرحت و سرور خواب دوم میں دنبوں کی قربانی بلائے عظیم سے نجات ہے فدیہ بذبح عظیم دشمنوں کا دفع ہونا ہے خوف سے امن ہے ادائے دین ہے شفائے مرض ہے اور ان کا شیر ہو کر حملے کے قصد اور مکان نورانی میں برکت نماز ان سے نجات دلیل ہے کہ آپ کی حمایت دین سے اعدائے دین عاجز آ کر بذریعہ حکومت کچھ ایذا رسانی کی تدبیر کریں اور رحمت

[ا] ہمارے لئے خیر اور ہمارے دشمنوں کیلئے شر۔ خیر ہے گر تم اسے پاؤ یا شر ہے جس سے تم بچ جاؤ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

الٰہی ونورایمان آپ کی حمایت کرے اعدا خائب وخاسر رہیں خواب سوم بالکل اس کے مشابہ ہے جو اس فقیر نے ۱۳۰۵ میں زمانہ تصنیف تجلی الیقین میں دیکھا تھا اس کتاب کے آخر میں اسے پائے گا وہیں سے تعبیر آپ کو ظاہر ہوگی مولی تعالیٰ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ وہابیوں اور بد مذہبوں پر غالب ومظفر رکھے گا اور ان کے فتنے آپ کے ہاتھوں بند ہوں گے اور ان کا حملہ آپ پر نہ چلے گا عصر کی نماز سب نمازوں سے افضل ہے اور جماعت دین کی برکت اور ردعا رد بلا اور دلائل کی منزل اللہ تعالیٰ کی رحمتیں درود دین برکتیں سلام۔ اور سلام عرض کرنا محبت وتعظیم حضور اقدس ﷺ پر دلیل ہے جو عین ایمان ہے اور بارش رحمت الٰہی ہے اور نیاز ختم دلائل باعث برکات ہے اور نیاز کا شیریں ہونا میٹھی مراد ہے اور دوڑنا جلدی کرنا ہے اس کے باعث پاؤں پھسلنا اور کیچڑ لگنا اشارہ ہے کہ جلدی نہ چاہیے اس سے لغزش ہوتی ہے مثلاً جلّ و علا کی جگہ (ج) اور ﷺ کی جگہ لکھنا یہ بھی جلدی ہی کی باعث ہے اور لغزش ہے اور کھڑا ہو جانا لغزش کا دور ہونا ہے، بہر حال خواب سراسر برکت ہے۔

ج اب چہارم میں نماز مغرب مراد پوری ہونا ہے کہ وہ انتہائی نہار پر ہے باقی خواب ظاہر ہے کہ انشاء اللہ الکریم آپ کو شیطان لعین دینِ حق سے نہ پھیر سکے گا مولیٰ عزوجل حق پر قائم رکھے گا۔ واللہ الحمد واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔